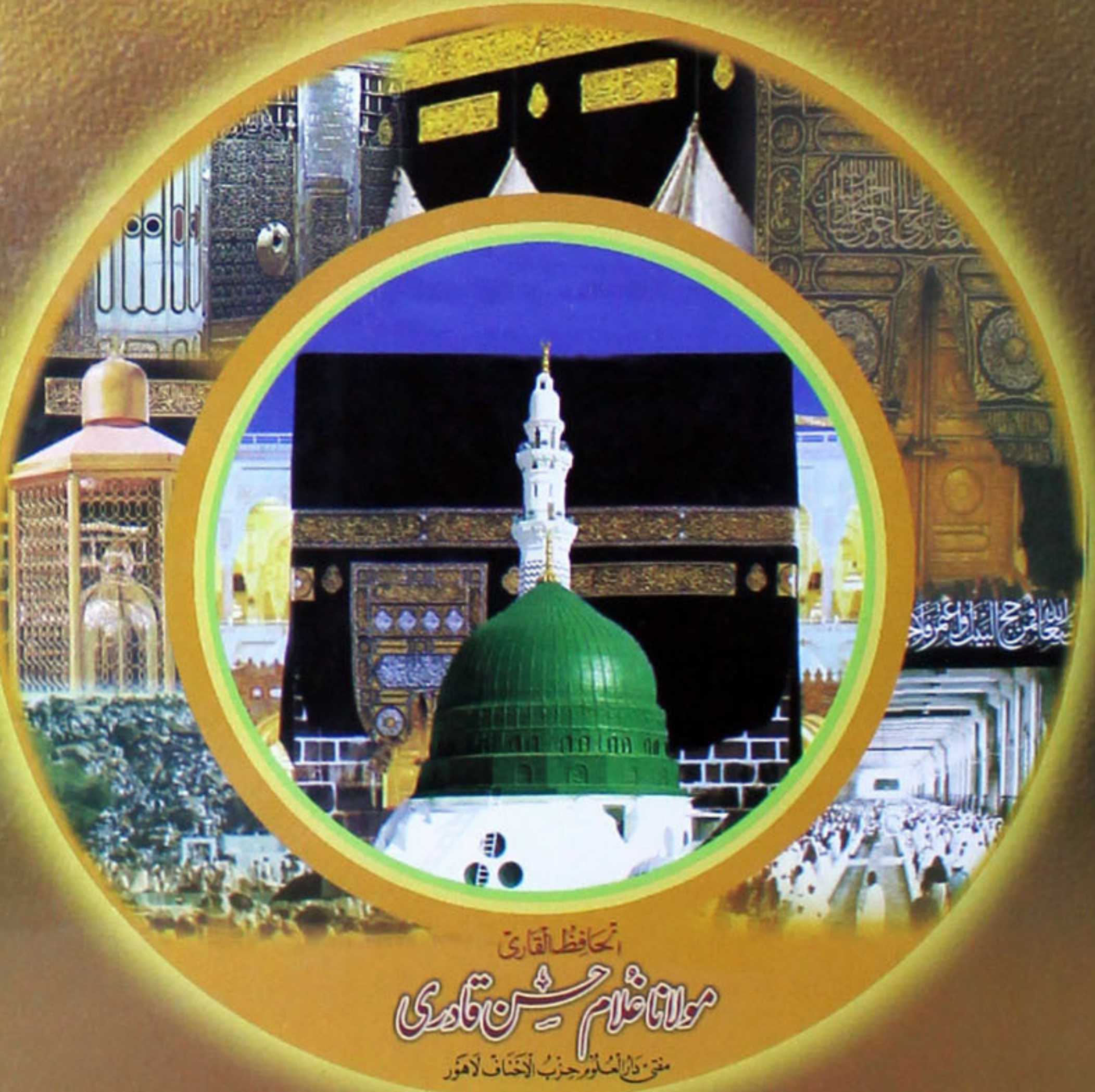


# فُضائلُ مُسائلِ حَجِّ وِزيارَتِ



نُورِيَّةُ رِضْوِيَّةِ پَبَايِ كِيشَنز



وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ

اور حج اور عمرہ اللہ کیلئے پورا کرو

# فَضَائِلُ مَسَائِلِ حَجِّ وَزِيَارَتِ

مؤلف:

الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری

مفتی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور

انجمن بخش روڈ لاہور

042-7313885

نورین رضویہ پبلیکیشنز



﴿جملہ حقوق محفوظ ہیں﴾

فضائل مسائل حج و زیارت	_____	نام کتاب
مفتی غلام حسن قادری	_____	مؤلف
الحاج قاری محمد اصغر نورانی	_____	پروف ریڈنگ
ورڈ زمیگر	_____	کمپوزنگ
اکتوبر ۲۰۱۰ء	_____	اشاعت اول
۳۲۰	_____	صفحات
سید محمد شجاعت رسول قادری	_____	اہتمام
اشتقاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور	_____	مطبع
1N-126	_____	کمپیوٹر کوڈ
250 روپے	_____	قیمت

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

داتا گنج بخش روڈ لاہور فون 37313885-37070663

Email\_nooriarizvia@hotmail.com



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ  
وَصَحْبِهِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

مَوْلَانِي صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا  
عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

مُحَمَّدُ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالْثَّقَلَيْنِ  
وَالْفَرِيقَيْنِ مِنْ عَرَبٍ وَمِنْ عَجَمٍ

پبلی کیشنز



نوریہ رضویہ



## ترتیب

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۳۲	والسلام	۱۳	دیباچہ
۳۵	حجر اسود کا مرتبہ و مقام		حصہ اول
۳۶	حجر اسود اللہ کا دایاں ہاتھ ہے		فضائل حج و زیارت
۳۸	حجر اسود کو چومتے وقت کے آداب		خطبۃ الکتاب
	حضور علیہ السلام نے حجر اسود کے ساتھ کیا	۱۷	پہلی آیت کی تفسیر
۳۸	معاملہ فرمایا؟	۱۹	مکہ المکرمہ اور کعبہ معظمہ کے نام
۴۰	جس کے قدموں کے بوسے لیے عرش نے	۲۰	اولیت کعبہ
۴۲	حجر اسود پہ سجدہ اور آہ وزاری	۲۰	فضیلت حرم کعبہ
۴۲	حجر اسود کی تنصیب کا واقعہ	۲۲	افضیلت کعبہ پر چند نکات
۴۳	حطیم کعبہ	۲۵	پہلی آیت سے حاصل ہونے والے فوائد
۴۳	حطیم کعبہ کی فضیلت	۲۶	ایک سوال اور اس کا جواب
۴۵	رکن یمانی کی فضیلت	۲۹	عظمت بیت اللہ اور شان "عبداللہ"
۴۶	خبردار ہوشیار احتیاط		(یعنی بندہ خدا)
۴۷	مقام ملتزم اور اس کی فضیلت	۲۹	دوسری آیت کے پہلے حصے کی تفسیر
۴۸	فضائل آب زمزم شریف	۳۱	مقام ابراہیم کیا ہے؟
۴۹	ایک ذاتی تجربہ		اعلان حج بیت اللہ بر بان ابراہیم خلیل اللہ
۴۹	زمزم شریف خوب دیر ہو کر پینا		(علیہ السلام)
۵۰	کیا یہ بدعت و ناجائز ہے؟	۳۲	مقام ابراہیم اور مقام مصطفیٰ علیہا الصلوٰۃ
۵۱	بہت بڑی فضیلت		



صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۷۲	نکتہ محبت	۵۱	زمزم شریف پینے کی دعا
۷۳	آداب طواف	۵۲	زمزم شریف کا ادب و احترام
۷۴	نکتہ عشق رسول ﷺ	۵۲	غلاف کعبہ
۷۵	رکن و حجر و میزابِ رحمت کی دعائیں	۵۳	دوسری آیت کے جملہ ثانیہ کی تفسیر
۷۷	صفا مروہ کی سعی	۵۴	آیت ثانیہ کے جملہ ثالثہ کی تفسیر
۷۹	ایک حسین یاد	۵۴	حج کی اہمیت و فرضیت
۸۰	منیٰ و عرفات کی طرف روانگی	۵۵	حج و عمرہ ہر دور میں ہوتا رہا ہے
۸۱	یومِ عرفہ یومِ آزادی و نجات	۵۶	حج میں عشق و مستی کا غلبہ
۸۳	خطبہ حجۃ الوداع کی عالمی اہمیت	۵۷	حضور علیہ السلام کے عمرے اور حج
۸۵	خطبہ حجۃ الوداع	۵۸	حجۃ الوداع کا اجمالی خاکہ
۸۸	ترجمہ خطبہ حجۃ الوداع	۶۰	پہلی منزل
۹۲	خطبہ حج الوداع کا منظوم اردو ترجمہ	۶۳	حج اکبر کیا ہے؟
۹۴	خطبہ کے بعد	۶۵	دوسری منزل
۹۴	یومِ عرفہ کی دعا	۶۵	مقامِ روحاء
۹۵	تلبیہ کی فضیلت	۶۶	چوتھی منزل
۹۶	حضرت موسیٰ علیہ السلام کا لبیک کہنا	۶۷	پانچویں منزل
	میدانِ عرفات میں حضور علیہ السلام کی	۶۷	چھٹی منزل
۹۷	ایک ادا اور صحابہ کرام کا جذبہ محبت	۶۸	مقامِ سرف
۹۷	تکمیل دین کی آیت کا نزول	۶۹	مکہ مکرمہ ایک میل رہ گیا
۹۹	عرفات و مزدلفہ پیدل جانے پر نیکیاں	۶۹	ساتویں منزل
۹۹	مزدلفہ کو روانگی		سرورِ انبیاء کی سواری چلی یہ سواری سوئے
۱۰۱	عرفات و مزدلفہ میں نمازوں کا جمع کرنا	۷۰	بیت باری چلی
۱۰۲	ایک معمرہ اور اس کا حل	۷۱	محبوبِ خدا کی خانہ خدا پہ پہلی نظر
۱۰۳	ایک شخص نے مسئلہ پوچھا	۷۲	طواف کعبہ



صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۳۳	حج کرنے والا کنگال نہیں ہوتا.....	۱۰۴	ابلیس کا واویلا.....
۱۳۴	عورتوں کا جہاد اور افضل عمل.....	۱۰۵	میدان منیٰ میں کنکریاں مارنے کا عمل.....
۱۳۴	نیکیاں ہی نیکیاں.....	۱۰۶	قربانی کا منظر.....
۱۳۵	ثواب ہی ثواب.....	۱۰۷	تقسیم تبرک.....
۱۳۶	مقبول حج کا ثواب.....	۱۰۹	حجامت کے بعد کے معمولات.....
۱۳۶	اجر ہی اجر.....	۱۱۱	پھر منیٰ کی طرف سواری چلتی ہے.....
۱۳۷	فرشتوں کا مصافحہ اور معانقہ.....		اذا جاء نصر اللہ کا نزول اور
۱۳۷	کمزور لوگوں کا جہاد.....	۱۱۴	ہجر و فراق محبوب کی بو.....
۱۳۸	احادیث مبارکہ میں مسائل حج.....	۱۱۵	گیارہ ذی الحج کا خطبہ.....
۱۳۸	حج زندگی میں صرف ایک بار ہی فرض ہے.....	۱۱۶	منیٰ سے مکہ روانگی.....
۱۴۰	عشق و محبت میں ڈوبا ہوا ایک واقعہ.....	۱۱۸	مدینہ شریف کو واپسی.....
۱۴۱	حج بدل.....	۱۱۹	مقام خم غدیر اور عظمت شیر خدا کرم اللہ وجہہ.....
۱۴۳	ایک وضاحت.....	۱۲۱	مقام روحاء.....
۱۴۴	عورت کا اپنے محرم کے بغیر حج کو جانا.....	۱۲۱	مقام ذی الحلیفہ.....
۱۴۵	پہلے اپنا حج کر پھر شبرمہ کا.....	۱۲۱	مدینہ نبی کا قریب آ گیا ہے.....
۱۴۶	توکل یہ نہیں.....	۱۲۴	آیہ ثانیہ کے جملہ رابعہ کی تفسیر.....
	مسجد اقصیٰ سے عمرے کا احرام باندھنے	۱۲۵	فائدہ.....
۱۴۶	کا ثواب.....	۱۲۵	طاقت ہونے کے باوجود حج نہ کرنے کا گناہ.....
۱۴۷	پیدل حج کرنے کی فضیلت.....	۱۲۸	فضائل حج حدیث کی روشنی میں.....
۱۴۹	سفر حج میں تکالیف کو برداشت کرنا.....	۱۲۹	حج میں ریا کاری.....
۱۵۰	آداب حج حدیث کی روشنی میں.....	۱۳۰	استطاعت سے مراد کیا ہے؟.....
۱۵۱	25 آداب حج پہ مشتمل ایک واقعہ.....	۱۳۰	حج پہلے تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے.....
	محمد ﷺ آدمی کے دل کی باتیں جان	۱۳۱	حاجی کو آگ نے نہ جلایا.....
۱۵۶	جاتے ہیں.....	۱۳۲	حاجی کی سفارش.....



صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۷۲	بارگاہ رسالت میں حاضری کے آداب	۱۵۷	عمرہ کا بیان اور حضور ﷺ کا فرمان
۱۸۱	بزرگان دین کا حج	۱۵۹	فضائل حرمین شریفین حدیث کی روشنی میں
	امام زین العابدین <small>رضی اللہ عنہ</small> کا مرتبہ و مقام	۱۵۹	حرمین شریفین کی نماز
۱۸۱	اور ادائیگی کا حج	۱۶۰	حرمین شریفین میں مرنے کی فضیلت
۱۸۶	امام محمد باقر علیہ الرحمۃ کا حج	۱۶۱	فضائل مدینہ منورہ
۱۸۶	امام جعفر صادق <small>رضی اللہ عنہ</small> کا حج	۱۶۲	مدینہ مکہ سے بھی افضل
۱۸۸	امام موسیٰ کاظم علیہ الرحمۃ کا حج	۱۶۳	تکالیف پر صبر کرنا
۱۹۰	حج کیے بغیر ہر سال تاقیامت حج کا ثواب	۱۶۳	زیارت روضہ انور و بوسہ تبرکات
۱۹۲	حضرت ذوالنون مصری <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کا حج	۱۶۳	روضہ انور کی زیارت ذریعہ شفاعت
۱۹۳	حضرت فضیل بن عیاض <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کا حج	۱۶۵	زیارت قبور اور فقہاء و محدثین
۱۹۳	حضرت ابراہیم بن ادھم <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> کا حج		روضہ انور کی زیارت گویا حضور ﷺ کا
۱۹۳	تو نے جیب سے لیے میں نے غیب سے لیے	۱۶۶	دیدار پر انور ہے
۱۹۵	اگر تو صبر کرتا تو		ثواب کی نیت سے زیارت روضہ انور
۱۹۶	حج کے لئے دس سال چلتا رہا	۱۶۷	باعث شفاعت ہے
۱۹۶	مردہ زندہ کو تلقین کر رہا ہے		روضہ انور کے زائر کے لئے شفاعت
۱۹۷	اتنی عزت و ذلت میں نے کبھی نہیں دیکھی	۱۶۷	واجب
۱۹۸	رونے کا سبب کیا ہے؟		مسجد نبوی میں حضور ﷺ کی زیارت کی نیت
۲۰۰	یہ بندہ دو عالم سے خفا تیرے لیے ہے	۱۶۷	سے جانا
۲۰۱	صبر پر ہی اجر ملتا ہے	۱۶۸	حج کے ساتھ زیارت نہ کرنا ظلم ہے
۲۰۲	رزق بندے کو خود ڈھونڈ لیتا ہے	۱۶۸	صاحب استطاعت پر زیارت لازم ہے
۲۰۳	حضرت خضر علیہ السلام کی بتائی ہوئی دعا		بارگاہ رسالت میں سلام پیش کرنا
۲۰۵	وہ تھے کس منزل میں اور تو	۱۶۸	سعادت دارین کا اہم ذریعہ
۲۰۶	لبیک کے جواب میں لا لبیک کی صدا	۱۶۹	مدینے کی موت
	چھ بندوں کے صدقے چھ لاکھ افراد کا حج	۱۷۰	امتی ہونے کا تقاضا



صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۲۳	عمرہ کا معنی	۲۰۶	قبول ہو گیا
۲۲۳	حج و عمرہ کا فرق:	۲۰۷	جذبہ ایثار اور رحمت پروردگار
۲۲۴	عمرہ کے تین فرائض ہیں	۲۰۹	دوسرا حصہ
۲۲۴	عمرہ کے دو واجبات ہیں	<b>مسائل حج و زیارت</b>	
۲۲۴	مسائل احرام و تلبیہ	۲۱۰	حج کیا ہے؟
۲۲۵	احرام کی 16 جائز باتیں	۲۱۱	حج کا وقت کون سا ہے؟
۲۲۶	احرام کی حالت میں 14 حرام و ممنوع کام	۲۱۱	حج فرض ہونے کی کتنی اور کون سی شرائط
۲۲۷	احرام کے 14 مکروہات	۲۱۱	ہیں؟
۲۲۷	بعض ضروری مسائل	۲۱۱	پہلی شرط
۲۳۱	ایک بڑا ضروری اور اہم فتویٰ	۲۱۱	دوسری شرط
۲۳۲	عورتوں کے لئے بیس مسائل	۲۱۱	تیسری شرط
۲۳۳	طواف اور اس کے احکام و مسائل	۲۱۱	چوتھی شرط
۲۳۵	طواف کتنی قسم کا ہوتا ہے:	۲۱۲	پانچویں شرط
۲۳۵	یاد رہے!	۲۱۲	چھٹی شرط
۲۳۶	واجبات طواف:	۲۱۲	ساتویں شرط
۲۳۶	محرمات طواف:	۲۱۳	آٹھویں شرط
۲۳۶	19 مکروہات طواف	۲۱۳	حج ادا کرنے کی شرائط کیا کیا ہیں؟
۲۳۷	طواف کے 34 مسائل:	۲۱۳	حج صحیح ہونے کی شرائط نو ہیں
۲۳۲	صفا و مروہ کے درمیان سعی کے احکام و مسائل	۲۱۵	فرضی حج کی ادائیگی کی شرائط
۲۳۲	واجبات سعی:	۲۱۵	حج کے فرائض
۲۳۲	مکروہات و مسائل سعی:	۲۱۶	حج کے واجبات
۲۳۳	منیٰ اور وقوف عرفہ کے مسائل	۲۱۸	حج کی سنتیں
۲۳۴	وقوف عرصہ کی سنتیں	۲۱۹	اصطلاحات حج
۲۳۴	مسائل مزدلفہ		



صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۷۱	حاجیوں کی سہولت کے لئے چارٹ	۲۳۵	رمی جمار کے مسائل
۲۷۲	عمرہ کرنے کا مختصر طریقہ	۲۳۶	قربانی کا بیان
۲۷۵	حج و عمرہ کے متفق علیہ اور اجماعی مسائل	۲۳۹	قربانی پہ ایک تقریر
۲۸۲	حج، عمرہ اور حاضری مدینہ منورہ کی دعائیں	۲۵۱	نکتہ قربانی
۲۸۲	گھر سے روانگی کی دعا	۲۵۳	عقیقہ اور قربانی: ایک تحقیقی مضمون
۲۸۲	سفر سے بخیریت واپس ہونے کی دعا	۲۵۸	قربانی کے چند اہم مسائل
۲۸۲	کسی سواری پر بیٹھنے کی دعا	۲۵۹	قربانی کس پر واجب ہے؟
۲۸۲	جہاز پر سوار ہونے کی دعا	۲۵۹	قربانی کے دن
۲۸۲	صرف عمرہ کی نیت	۲۵۹	قربانی کا وقت
۲۸۳	حج افراد یعنی صرف حج کی نیت	۲۵۹	قربانی کے جانور کی عمر
۲۸۳	حج تمتع کی نیت	۲۶۰	قربانی کرنے کا مسنون طریقہ
۲۸۳	حج قرآن یعنی حج اور عمرہ دونوں کی نیت	۲۶۰	قربانی کا گوشت
۲۸۳	تلبیہ یعنی لبیک کہنا		تکبیرات تشریح، مستحبات عید اور نماز عید کا
۲۸۳	شہر مکہ پر نگاہ پڑتے وقت کی دعا	۲۶۱	طریقہ
۲۸۳	باب السلام میں داخلہ کی دعا	۲۶۲	حلق اور قصر کے مسائل
۲۸۵	خانہ کعبہ کی زیارت کے وقت کی دعا	۲۶۳	پانچواں اہم کام "طواف فرض"
۲۸۵	حجر اسود دیکھ کر دعا پڑھئے	۲۶۳	حج کا آخری واجب
۲۸۵	طواف کی نیت		حج و عمرہ کی جنایات (غلطیاں) اور ان کا
	حجر اسود کی طرف ہتھیلیاں اٹھا کر یہ	۲۶۵	کفارہ
۲۸۵	دعا پڑھیں	۲۶۶	احرام کی حالت میں شکار کرنا
۲۸۶	پہلے چکر کی دعا	۲۶۸	سعی میں غلطیاں
	مستجاب یعنی رکن یمانی اور حجر اسود کے	۲۶۸	وقوف عرفہ و مزدلفہ و رمی کی غلطیاں
۲۸۶	درمیان یہ دعا پڑھیں	۲۶۹	قربانی اور حلق میں غلطی
۲۸۶	دوسرے چکر کی دعا	۲۷۰	اعمال حج و عمرہ اور ان کے احکام



صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۹۳	پہاڑی پر قبلہ رخ ہو کر یہ دعا پڑھیں	۲۸۷	مستجاب یعنی رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہ دعا پڑھیں
۲۹۵	سعی کے پہلے چکر کی دعا	۲۸۷	تیسرے چکر کی دعا
۲۹۶	مروہ پہاڑی کے قریب یہ آیت پڑھیں	۲۸۷	مستجاب یعنی رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہ دعا پڑھیں
۲۹۶	دوسرے چکر کی دعا	۲۸۷	چوتھے چکر کی دعا
۲۹۷	تیسرے چکر کی دعا	۲۸۸	مستجاب یعنی رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہ دعا پڑھیں
۲۹۸	چوتھے چکر کی دعا	۲۸۸	پانچویں چکر کی دعا
۲۹۹	پانچویں چکر کی دعا	۲۸۸	مستجاب یعنی رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہ دعا پڑھیں
۳۰۰	چھٹے چکر کی دعا	۲۸۸	پانچویں چکر کی دعا
۳۰۱	سعی کے ساتویں یعنی آخری چکر کی دعا	۲۸۸	مستجاب یعنی رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہ دعا پڑھیں
۳۰۱	بال منڈوانے یا کٹوانے کے بعد یہ دعا پڑھئے	۲۸۹	چھٹے چکر کی دعا
۳۰۲	میدان عرفات میں جبل رحمت کے قریب یہ دعا پڑھیں	۲۸۹	مستجاب یعنی رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہ دعا پڑھیں
۳۰۲	طواف رخصت کی دعا	۲۸۹	ساتویں چکر کی دعا
۳۰۵	حاضری دربار رسالت مآب ﷺ و زیارت مدینہ منورہ	۲۹۰	مستجاب یعنی رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہ دعا پڑھیں
۳۰۶	حرم مدینہ پر نظر پڑتے ہی یہ دعا پڑھیں	۲۹۰	طواف کے بعد و مقام ملتزم کی دعا
۳۰۶	مسجد نبوی میں داخلہ کے وقت دعا	۲۹۱	مقام ابراہیم کی دعا
۳۰۶	(پہلی مرتبہ باب السلام سے داخل ہوں)	۲۹۱	مقام حجر (حطیم کے آندر) اسماعیل علیہ السلام کی دعا
۳۰۷	سلام بدرگاہ سرور کونین رحمت للعالمین ﷺ	۲۹۲	زمزم شریف پیتے وقت قبلہ رخ ہو کر یہ دعا پڑھیں
۳۱۰	خلیفہ اول امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر سلام پڑھئے	۲۹۳	سعی شروع کرنے سے پہلے صفا کی
۳۱۰	خلیفہ دوم امیر المومنین سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ پر سلام پڑھئے		



صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۳۱۶	ہو کر آخر میں یہ دعا پڑھیں	۳۱۱	درمیان میں کھڑے ہو کر ہر دو خلفاء رضی اللہ عنہما
۳۱۶	جبلِ اُحد پر پر سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار پر سلام پڑھیے	۳۱۱	پر سلام پڑھیے
۳۱۶	شہدائے اُحد رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مزارات پر یہ مجموعی سلام پڑھیے	۳۱۱	وحی اترنے کی جگہ اور امہات المؤمنین کے 13 حجروں کے قریب سلام پڑھیے
۳۱۷	سلام بحالت مجموعی	۳۱۲	جنت البقیع کی طرف منہ کر کے یہ سلام پڑھیے
۳۱۷	جبلِ اُحد پر حضور ﷺ کے دندانِ مبارک شہید ہونے کی جگہ دعا پڑھیے	۳۱۲	باب جبریل پر کھڑے ہو کر ملائکہ المقربین پر سلام پڑھیے
۳۱۸	مدینہ منورہ سے بوقتِ رخصتی	۳۱۳	باب النساء پر کھڑے ہو کر جبلِ اُحد کی طرف منہ کر کے شہدائے اُحد پر سلام پڑھیے
۳۱۸	حضور ﷺ پر الوداعی سلام پڑھیے	۳۱۳	روضہ مبارک کے سرہانے کی طرف سیدتنا فاطمہ الزہراء بنت رسول اللہ ﷺ پر سلام پڑھیے
۳۱۸	سلام وداع کے بعد	۳۱۳	نبی کریم ﷺ کے سرہانے کی طرف کی دعا
		۳۱۴	جنت البقیع کے دروازہ پر کھڑے ہو کر یہ سلام پڑھیے
		۳۱۵	امہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے مزارات پر یہ سلام پڑھیے
		۳۱۵	خاتونِ جنت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے مزار پر یہ سلام پڑھیے
		۳۱۵	بناتِ رسول ﷺ کے مزارات پر یہ سلام پڑھیے
		۳۱۶	امیر المؤمنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مزار پر یہ سلام پڑھیے
		۳۱۶	جنت البقیع میں تمام زیارتوں سے فارغ



## دیباچہ

حج و عمرہ اور زیارت حرین شریفین کے موضوع پر یہ مختصر مگر جامع کتاب میری اپنی یادداشتوں اور اس بابرکت عنوان کے تحت میری ذاتی مرغوبات پر مشتمل ہے جس کو میں نے سورہ آل عمران کی آیت نمبر 96، 97 کے سرنامہ قرآنی کے تحت ترتیب دیا ہے اس میں فضائل و مسائل حج و زیارت کے علاوہ خصوصیت کے ساتھ نبی اکرم، نور مجسم شفیع معظم، رحمت عالم ﷺ کے حجۃ الوداع کا تذکرہ بڑے ہی محبت بھرے انداز میں باحوالہ کیا گیا ہے اسی کے ضمن میں خطبہ حجۃ الوداع جو اہل اسلام بلکہ اقوام عالم کی ترقی و بقا کا کل بھی ضامن تھا اور آج بھی ضامن ہے اس خطبہ کی اہمیت کے پیش نظر اس کو اصل عربی اور اردو ترجمہ نظم و نثر میں شامل کیا ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس سے راہنمائی حاصل کر سکیں علاوہ ازیں علمی و تحقیقی نکات احادیث مبارکہ سفر حج کے موضوع پر بزرگان دین کے خوبصورت واقعات سے بھی کتاب کو مزین کیا گیا ہے بڑے ہی ایمان افروز اور عشق و محبت میں ڈوبے ہوئے اشعار سے اپنے ذوق کی تسکین کا سامان کیا گیا ہے اور کتاب کا آخری باب حج کی دعاؤں پر مشتمل ہے۔



حصہ اول

# فضائل حج و زیارت



## خطبة الكتاب

الحمد لله الذي فرض الحجة، ووضح المحجة، والصلوة والسلام  
على نبيه اقام الحجة، فقوم اقوام معوجة، و على اله و صحبه  
الذين اظهروا اذق الدين و فجعته حتى وقعت بالسوات من لجة،  
مدائحهم رجعة و اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمدا عبده  
ورسوله صلى الله عليه وسلم ما تلاطم الامواج في لجة.

جدنا لمن انزل فرض الحج	ودلنا على سوى النهج
ثم صلاة الله والسلام	على نبي دينه الاسلام
محمد واله الكرام	وصحبه الافاضل الاعلام
هذي ات ارجوزة للناسك	تنفح في معرفة البناسك
مؤملا من ربي القبول	به انال الفوز والبا مولا
من عنده التوفيق للصواب	ونحوه المرجع في الباب

اما بعد: فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم

بسم الله الرحمن الرحيم

قال الله تبارك وتعالى في القرآن المجيد والفرقان الحميد والبرهان  
الرشيد.

ان اول بيت وضع للناس للذي ببكة مباركا وهدى للعلمين فيه  
آيات بينات مقام ابراهيم ومن دخله كان امنا ولله على الناس



حج البيت من استطاع اليه سبيلا ومن كفر فان الله غني عن  
العلمين (آل عمران: 96، 97)

بے شک پہلا گھر جو لوگوں کے لئے بنایا گیا وہ ہے جو مکہ میں ہے برکت والا  
اور ہدایت تمام جہانوں کے لئے اس میں کھلی ہوئی نشانیاں ہیں (ان میں سے  
ایک) مقام ابراہیم (ہے) اور جو شخص اس میں داخل ہو وہ امن پا گیا اور اللہ  
ہی کے لئے لوگوں پر بیت اللہ شریف کا حج (فرض) ہے جو شخص باعتبار راستہ  
کے اس کی طاقت رکھے اور جو کفر کرے تو اللہ تعالیٰ سارے جہانوں سے بے  
نیاز ہے۔

پہلی آیت کے شان نزول کے متعلق دو طرح کی روایات معتبر تفاسیر میں ملتی ہیں۔  
1- ایک مرتبہ یہودیوں نے اہل اسلام سے کہا کہ ہمارا قبلہ بیت المقدس ہے جو تمہارے  
قبلہ کعبہ ابراہیمی پر اس وجہ سے فضیلت رکھتا ہے کہ بیت المقدس کعبہ سے پہلے کا ہے  
انبیاء کرام کا قبلہ اور ان کی ہجرت گاہ ہے اور پھر علاقہ شام میں واقع ہے جو تبرک  
زمین ہے (الارض المقدسہ) اور اسی زمین پہ قیامت قائم ہوگی جبکہ مسلمانوں نے  
کعبہ معظمہ کی افضلیت پہ اصرار کیا اس موقع پہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی مندرجہ بالا  
آیت نازل فرما کر یہودیوں کی تردید فرمائی اور مسلمانوں کے موقف کی تائید فرمائی۔  
یہ شان نزول تفسیر روح المعانی، جلالین، خازن، صاوی اور خزائن وغیرہ کے مطابق  
ہے۔

2- جب تبدیلی قبلہ کا حکم آیا اور مسلمانوں نے بیت المقدس سے کعبہ ابراہیمی کی طرف منہ  
کر کے نمازیں پڑھنا شروع کر دیں تو یہودیوں نے طعنہ دیا کہ مسلمانوں نے اعلیٰ اور  
پرانے قبلہ کو چھوڑ کر نئے اور ادنیٰ قبلہ کو اختیار کر لیا ہے چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی اور  
یہودیوں کی تردید ہو گئی یہ شان نزول تفسیر روح البیان کے مطابق ہے اور ادنیٰ تامل  
سے پتہ چل جائے گا کہ شان نزول کے ان دونوں واقعات میں کوئی تعارض نہیں  
ہے۔



## پہلی آیت کی تفسیر

چونکہ یہودی کعبہ ابراہیمی کی عظمت کے منکر تھے اس لئے ”اِنَّ“ حرف تاکید سے آیت کا آغاز ہوا۔ لفظ اول سے یہود کے اس موقف کی تردید فرمائی گئی کہ وہ بیت المقدس کو اولیت دیتے تھے اور کعبہ ابراہیمی کی اولیت کے قائل نہ تھے کیونکہ اول ہوتا ہی وہ ہے جو اپنے ماسوا سے پہلے ہو اور کوئی بھی اس سے پہلے نہ ہو بلکہ اس کے ساتھ بھی نہ ہو جس طرح کہ آخر وہ ہوگا جس کے ساتھ اور جس کے بعد کوئی نہ ہو سورہ الحدید کی آیت نمبر 3 سے یہ مفہوم بخوبی واضح ہو رہا ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے بارے میں فرمایا: **هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ**۔ اور جس طرح حضور علیہ السلام آخری نبی ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ نہ آپ کے ساتھ یعنی آپ کے زمانے میں کوئی نبی ہو سکتا ہے اور نہ آپ کے بعد کوئی نیا نبی آ سکتا ہے اور یہ اولیت حقیقی ہے کہ جو سب سے پہلے ہو جبکہ اولیت اضافی یہ ہے کہ کسی خاص شئی سے پہلے ہو۔ خانہ کعبہ کی اولیت گھروں کے لحاظ سے حقیقی ہے اور تمام عالم کے اعتبار سے اضافی ہے

(کبیر و خازن)

کبھی اول بمعنی افضل بھی آتا ہے تو اس لحاظ سے کعبہ ابراہیمی زمانے کے لحاظ سے اول زمانی ہوا اور درجہ کے لحاظ سے اول بمعنی افضل بھی ہوا۔

اگرچہ خانہ کعبہ سارے جہانوں کے لئے ہے لیکن چونکہ نفع اٹھانے والے (دینی نفع حج و نماز وغیرہ) انسان ہی ہیں اس لئے وضع للناس فرمایا اور للذی بیکہ فرما کر کعبہ معظمہ کے ساتھ شہر مکہ کی عظمت کو بھی بیان کر دیا۔

یہ بھی کہا گیا کہ ”بکہ اور مکہ“ ایک ہی ہیں اور بامیم سے ہی بدلی ہوئی ہے جس طرح کہ اہل عرب سمد کو سبد اور لازم کو لازب کہہ دیتے ہیں اور جنہوں نے ان کو الگ الگ سمجھا ہے انہوں نے لفظ مکہ کو ”مک“ سے مانا جس کا معنی ہے چوس لینا اور خشک کر دینا اور چونکہ مکہ اپنے زائرین اور بالخصوص حاجیوں کے گناہوں کو ختم کر دیتا ہے اور ایسا کہ رجوع کیوم ولدته امہ۔ جیسے آج ہی اپنی ماں کے بطن سے پیدا ہوا ہے اس لئے اس کو مکہ کہا گیا۔



اور بکہ ”بک“ سے بنا ہے جس کا معنی کچل دینا ہے اللہ تعالیٰ نے اس شہر کے دشمنوں (اصحاب فیل) کو کچل دیا اور کھائی ہوئی گھاس کی طرح بنا دیا (فجعلهم كعصف ماکول) اس لئے اس کو بکہ فرمایا گیا۔  
مکہ المکرمہ اور کعبہ معظمہ کے نام

- 1- مکہ 2- بکہ 3- ام رحم 4- کویسا 5- بشاشہ 6- حاطمہ 7- ام القرئی 8- بلد امین 9- المامون 10- صلاح 11- عوش 12- قادم 13- مقدس 14- راس 15- کوٹاء 16- مبینہ (تفسیر نعیمی بحوالہ کبیر و خازن)

اسی طرح خانہ کعبہ کے بھی قرآن پاک میں چند ناموں کا ذکر فرمایا گیا جیسے کعبہ بیت العتیق، بیت اللہ، المسجد الحرام۔ آیت کے آخری الفاظ میں بیت اللہ شریف کو بابرکت اور تمام جہانوں کے لئے ہدایت دینے والا یا باعث ہدایت قرار دیا ہے چونکہ عالمین میں فرشتے بھی شامل ہیں لہذا بیت اللہ شریف ان کا بھی قبلہ ٹھہرا گویا ان کا آسمانی قبلہ بیت المعمور ہے اور زمینی قبلہ کعبہ معظمہ ہے۔

### اولیت کعبہ

تفسیر روح المعانی میں ہے کہ زمین و آسمان کی تخلیق سے پہلے پانی ہی پانی تھا اللہ تعالیٰ نے پانی پہ جھاگ پیدا فرمائی جو چالیس سال ایک جگہ ٹھہری رہی پھر اس کو پھیلا دیا گیا تو زمین بن گئی اور یہ آسمانوں کی پیدائش سے پہلے کا واقعہ ہے جبکہ زمین کا پھیلنا آسمانوں کے بعد ہوا جیسا کہ قرآن پاک میں ہے: والارض بعد ذلك دحھا۔ اور زمین کو اس کے بعد پھیلا دیا۔ (پیدائش پہلے پھیلاؤ بعد میں۔ خزائن العرفان)

جس جگہ ابتداء جھاگ پیدا ہوئی اس جگہ آدم علیہ السلام کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے بیت المعمور کے بالکل مقابل میں فرشتوں نے کعبہ شریف کی عمارت بنائی جو پیدائش میں بیت المعمور کے برابر تھی تاکہ آسمانی فرشتے بیت المعمور کا طواف کریں اور زمینی فرشتے کعبہ معظمہ کا۔



تفسیر خازن میں حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اس عرصہ میں (انسانوں سے پہلے) کعبہ کا طواف تو صرف زمین کے فرشتے کرتے رہے مگر حج بیت اللہ شریف زمین و آسمان کے سارے فرشتے کرتے تھے لیکن وہ کعبہ جو فرشتوں نے بنایا وہ آسمان کے سرخ یا قوت کا بنا ہوا تھا نہ کہ زمین کے پتھروں کا۔

اس کے بعد آدم علیہ السلام نے اس کی تعمیر میں کچھ اضافہ فرمایا اور اس کا طواف کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی طرف منہ کر کے نماز بھی پڑھتے رہے پھر شیث علیہ السلام نے اس کی مرمت فرمائی۔ طوفان نوح علیہ السلام تک یہ سلسلہ چلا اور اس طوفان کے موقع پر آسمانی عمارت تو آسمان پر اٹھالی گئی صرف ایک یا قوت باقی رکھا گیا جو بعد میں سنگ اسود (حجر اسود) کے نام سے مشہور ہوا اور زمینی عمارت گر کر سفید ٹیلے کی شکل میں رہ گئی اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے (جبریل امین علیہ السلام کی راہنمائی سے) اسی جگہ ایک مکعب کی شکل کا گھر تعمیر فرمایا جس کی وجہ سے اس کو کعبہ کہا گیا یعنی جس مکان کی لمبائی چوڑائی اور اونچائی برابر ہو پھر قوم عمالقہ نے ازان بعد قبیلہ جرہم پھر قصی اور اس کے بعد قریش نے اس میں تعمیر و ترمیم کی۔ یہ تعمیریں تو حضور علیہ السلام سے پہلے ہوئیں اور حضور علیہ السلام کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے اور ان کے بعد حجاج بن یوسف نے اس کو گرا کر نئے سرے سے تعمیر کیا جو اب تک موجود ہے سوائے اس کے کہ میزابِ رحمت، چوکھٹ، دروازے اور چھت میں معمولی ترمیم کی گئیں یہی روایت زیادہ صحیح ہے۔

(صاوی، خازن، جلالین، روح البیان، روح المعانی)

اس سے ثابت ہوا کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کعبہ معظمہ کے بانی اول نہیں ہیں بلکہ اس کی گری ہوئی دیواروں کو از سر نو اٹھانے والے ہیں اس لئے قرآن پاک میں ”بنا“ کو آپ کی طرف نسبت نہ فرمایا بلکہ رفع کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: واذ یرفع ابراہیم القواعد من البیت واسئعیل۔ اور جب اٹھاتے تھے ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام اس گھر کی بنیادیں (یاد یواریں)

اور وہ جو حدیث میں ہے کہ زمین میں سب سے پہلے کعبۃ اللہ بنا اور اس کے چالیس



سال بعد بیت المقدس (بخاری و مسلم) وہاں بھی ان تعمیروں سے تعمیر ابراہیمی و سلیمانی مراد نہیں کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام کے درمیان تو ایک ہزار بلکہ اس سے بھی زائد کا فاصلہ ہے لہذا نہ ابراہیم علیہ السلام کعبہ معظمہ کے بانی اول ہیں اور نہ سلیمان علیہ السلام بیت المقدس کے اور مذکورہ حدیث سے حضرت آدم علیہ السلام کی تعمیر مراد ہے یا کوئی اور (نعیمی) تفسیر کبیر میں یہ روایت بھی ہے کہ فرشتوں نے کعبہ کی بنیاد ساتویں زمین پہ رکھی۔

تاریخ القدیم ج 3 ص 103 پہ ہے کہ حجاج بن یوسف کی تعمیر کے 669 سال بعد 1040ھ میں سلطان مراد خان عثمانی کے دور میں سیلاب آیا اور کعبہ معظمہ منہدم ہو گیا تو سلطان مراد نے اسے حجاج بن یوسف ہی کی رکھی ہوئی بنیادوں پہ تعمیر کیا اور موجودہ تعمیر سلطان مراد خان کی ہے اس کے بعد کعبہ کی تعمیر (ازسرنو) تو نہیں ہوئی البتہ مرمت کا کام ہر دور میں ہوتا رہا۔ (بعض مورخین نے سلطان مراد کی تعمیر کی بجائے ترمیم مانی ہے شاہ عبدالعزیز نے اپنی تفسیر میں لکھا کہ حجر اسود کی جانب کے علاوہ دیگر اطراف کی تعمیر تھی شاید اسی وجہ سے بعض نے اس کو شمار نہ کیا)

### فضیلت حرم کعبہ

☆ بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

ان الكعبة تحشر كالعروس المزفوفة (الی بعلها) وكل من حجها يتعلق باستارها يسعون حولها حتى تدخل الجنة فيد خلون معها (اتحاف السادة للزبيدي ج 4 صفحہ 676)

بے شک قیامت کے دن کعبہ شب زفاف کی دلہن کی طرح اٹھایا جائے گا جس نے بھی حج کیا ہوگا اس کے پردوں سے لپٹا ہوگا اس کے گرد طواف کیا ہوگا وہ کعبہ کے ساتھ جنت میں داخل ہوگا۔

☆ سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا



من طاف بالبيت خمسين مرة خرج من ذنوبه كيوم ولدته امه

(ترمذی باب ماجاء فی فضل الطواف صفحہ 601 ج 1)

جس نے پچاس مرتبہ بیت اللہ شریف کا طواف کیا وہ اپنے گناہوں سے ایسے

پاک ہو گیا جیسے آج ہی اس کی ماں نے اس کو جنا ہے۔

مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے جو حدیث مروی ہے اس میں پچاس مرتبہ

طواف کا ذکر نہیں ہے بلکہ صرف زیارت کرنے کا اور کسی سے جھگڑا و فساد نہ کرنے کا ذکر ہے

اور پھر آخر میں ہے رجوع کما ولدته امه . وہ (زیارت کرنے والا) ایسے لوٹا کہ جیسے اس

کی ماں نے اس کو جنا۔

☆ سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک اور حدیث مروی ہے کہ حضور علیہ السلام

نے فرمایا اللہ تعالیٰ کعبہ معظمہ پر دن رات میں ایک سو بیس رحمتیں نازل فرماتا ہے جس

میں سے ساٹھ رحمتیں تو طواف کرنے والوں کے لئے ہیں چالیس نماز پڑھنے والوں

کے لئے و عشرون للناظرین اور بیس صرف اس کی زیارت کرنے والوں کے لئے

(اخبار مکہ ج 2 صفحہ 18 لیبقی الدر المنثور) کیونکہ کعبہ معظمہ کو صرف دیکھتے رہنا بھی عبادت ہے

جیسا کہ حضرت جعفر بن محمد نے اپنے دادا سے روایت کی ہے کہ حضور علیہ السلام نے

فرمایا

النظر الى البيت الحرام عبادة بيت الله الحرام كود يکھنا بھی عبادت ہے۔

(مشیر الغرام)

اور ایسی عبادت کہ حضرت عطاء (مشہور تابعی رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: النظر الى البيت

يعدل عبادة سنة (القرئ صفحہ 341) بیت اللہ شریف پر صرف ایک نظر ڈالنا پورے سال کی

عبادت کے برابر ہے کیونکہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی روایت کے مطابق حضور علیہ

السلام نے کعبہ معظمہ کو دعامة الاسلام یعنی اسلام کا ستون قرار دیا ہے اور فرمایا جو حج و عمرہ

کے ارادے سے نکلا وہ اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری میں ہے اگر وہ فوت ہو گیا تو جنت میں داخل

ہوگا۔ (اخبار مکہ ج 2 صفحہ 3)



☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے (کعبہ کی عظمت و فضیلت بیان کرتے ہوئے) ارشاد فرمایا

يغزو اجيش الكعبة فاذا كانوا ببهاء من الارض يخسف باولهم  
واخرهم (متفق علیہ حدیث کا ابتدائی حصہ)

ایک لشکر کعبہ پہ حملہ کرے گا اور جب میدانی زمین پر پہنچے گا تو اس کے اگلوں اور پچھلوں کو (زمین میں) دھنسا دیا جائے گا۔

☆ حضرت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ سے (کعبہ کی حرمت کے سلسلہ میں) حضور علیہ السلام کا یہ ارشاد بھی منقول ہے۔

احتكار الطعام في الحرم الحادفيہ (ابوداؤد مشکوٰۃ)

حرم کعبہ میں ذخیرہ اندوزی کرنا (بوقت ضرورت انسانوں یا جانوروں کی خوراک روک لینا) حرم میں بے دینی (کے مترادف) ہے

☆ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام (ہجرت کی رات) شہر مکہ کو (حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے) فرمایا

ما اطيعك من بلد واحبك الى ولولا ان قومي اخرجوني منك  
ماسكنت غيرك (ترمذی مشکوٰۃ)

تو کیسا پاکیزہ شہر ہے اور تو مجھے کتنا پیارا ہے اگر میری قوم مجھے تجھ سے نکلنے پر مجبور نہ کرتی تو میں تیرے ہوا کسی اور بستی میں رہنا پسند نہ کرتا۔

اسی طرح کے ایک اور واقعہ کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عدی بن حمراء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم واقفا على الحزورة فقال  
والله انك لخير ارض الله واجب ارض الله الى الله ولولا اني  
اخرجت منك ما خرجت (ترمذی ابن ماجہ مشکوٰۃ)

میں نے حضور علیہ السلام کو (مقام) حزورہ پہ کھڑے ہوئے دیکھا کہ آپ فرما



رہے ہیں اللہ کی قسم (اے مکہ) تو اللہ کی ساری زمین سے بہترین زمین ہے اور اللہ کی ساری زمین سے اللہ کو زیادہ پسند ہے اگر میں تجھ سے نکالنا نہ جاتا تو کبھی نہ نکلتا۔

☆ حضرت عیاش بن ابی ربیعہ المخزومی سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا  
لاتزال هذه الامة بخير ما عظموا هذه الحرمته حق تعظيها  
فاذا ضيعوا ذلك هلكوا (ابن ماجہ، مشکوٰۃ)  
یہ امت اس وقت تک بھلائی پر رہے گی جب تک اس (بیت اللہ یا شہر مکہ) کی عزت کا حق ادا کرتی رہے گی اور جب اس کی حرمت کا خیال نہ کرے گی تو ہلاک ہو جائے گی۔

(ظاہر ہے کہ شہر مکہ کو بھی یہ فضیلت بیت اللہ شریف ہی کی وجہ سے حاصل ہوئی ہے)  
☆ سیدنا حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مکان تو کعبہ سے پہلے بھی تھے لیکن (وضع للناس) عبادت کے لئے سب سے پہلے یہی مکان (بیت اللہ) بنایا گیا (لیکن بہت سارے صحابہ کرام سے وہی مروی ہے جو پہلے بیان ہوا کہ سب سے پہلا مکان بغیر قید وضع للناس بھی کعبہ معظمہ ہی ہے اسی لیے بنی کی بجائے وضع فرمایا تاکہ کعبہ کا تقرر ہر گھر سے پہلے ثابت رہے)

### افضیلت کعبہ پر چند نکات

1- بیت المقدس کے مشہور بانی حضرت سلیمان علیہ السلام ہیں کہ آپ نے جنات سے تعمیر کرایا مگر کعبہ اللہ کے مشہور بانی حضرت خلیل اللہ علیہ السلام ہیں اس طرح کہ رب جلیل امر حضرت خلیل معمار جناب ذبح سنگ بردار اور حضرت جبریل انجینئر، علیہم السلام۔ (کبیر)

2- کعبہ معظمہ میں مقام ابراہیم (علیہ السلام) سنگ اسود وغیرہ ایسی قدرت کی نشانیاں موجود ہیں جو بیت المقدس میں نہیں۔



- 3- کعبہ معظمہ پر پرندے نہیں اڑتے بلکہ اس کے آس پاس آ کر پھٹ جاتے ہیں بیت المقدس کے احترام میں یہ بات نہیں۔
- 4- حرم کعبہ میں بکری اور شیر ایک جگہ پانی پی لیتے ہیں وہاں شکاری جانور بھی شکار نہیں کرتے۔
- 5- حرم کعبہ میں تا قیامت جنگ و قتال حرام ہے یہ حضرت خلیل علیہ السلام کی اس دعا کا اثر ہے رب اجعل هذا بلداً آمناً۔ اے اللہ! اس شہر کو امن والا بنا دے۔
- 6- کعبہ معظمہ سارے حجازیوں خصوصاً مکہ والوں کی پرورش کا ذریعہ ہے کہ وہ جگہ وادی غیر ذی زرع ہے جہاں معاش کے ذرائع ناپید ہیں مگر وہاں کے باشندے دوسروں سے زیادہ مزے میں ہیں غرضیکہ وہ جگہ صرف عبادتوں کے لئے ہے کماتے دنیا والے ہیں اور کھاتے کعبہ والے ہیں جب کہ بیت المقدس سرسبز و شاداب زمین میں واقع ہے الذی بارکنا حوله وہ جس کے ارد گرد کوہم نے برکت دی ہے۔
- 7- رب تعالیٰ نے کعبہ کی حفاظت خود فرمائی کہ فیل والوں کو ابابیل سے مروادیا
- 8- حج ہمیشہ کعبہ ہی کا ہوا بیت المقدس کا حج کبھی نہ ہوا۔
- 9- اللہ کے آخری نبی حضور محمد مصطفیٰ ﷺ کعبہ شریف کے پاس مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے۔
- 10- رب تعالیٰ نے کعبہ کے شہر کو بلداً آمناً فرمایا اور اسی کی قسم یاد فرمائی کہ فرمایا: وهذا البلد الامین اور اس امن والے شہر (مکہ) کی قسم
- 11- کعبہ معظمہ میں ایک نیکی کا ثواب ایک لاکھ اور بیت المقدس میں پچاس ہزار۔
- 12- فرشتوں اور بہت سے انبیاء کا قبلہ کعبہ ہی رہا نہ کہ بیت المقدس (تفسیر نعیمی)
- یہی مرکز ہے سارے دھر میں ایمان والوں کا  
جھکے گا سر یہیں آکر اونچی شان والوں کا
- پہلی آیت سے حاصل ہونے والے فوائد



☆ کعبہ کا تقرر تو صرف انسانوں کے لئے ہی ہے دوسری مخلوق انسان کے تابع ہو کر فائدہ اٹھا رہی ہے اسی لئے فرمایا: وضع للناس اور ہدی للعالمین جس طرح فرمایا: هو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً کہ اللہ نے زمین میں ہر شئی (اے انسانو) تمہارے لیے پیدا کی ہے مگر ہر مخلوق فائدہ اٹھا رہی ہے تابع ہو کر جس طرح بارات کا سارا پروگرام دولہا کی خاطر ہوتا ہے لیکن فائدہ باراتیوں کو بھی ملتا ہے دولہا کے تابع ہو کر۔

شب اسری کے دولہا یہ دائم درود  
نوشہ بزم جنت پہ لاکھوں سلام  
ساری کائنات کو حضور ﷺ کی خاطر بنایا گیا مگر سب مخلوق فائدہ اٹھا رہی ہے اس  
کائنات کے دولہا محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تابع ہو کر

دولہا سے اتنا کہہ دو پیارے سواری روکو  
مشکل میں ہیں براتی پرخار ہادیے ہیں  
اس فائدے کو یوں بھی بیان کیا جاسکتا ہے کہ کعبہ معظمہ راہنما تو سارے جہانوں کا  
ہے جیسا کہ ہدی للعالمین سے معلوم ہو رہا ہے لیکن راہنمائی کے علاوہ دوسرے فائدے  
(قربانی کا گوشت کھانا، ابراہیم علیہ السلام کی دعا کی برکت سے طرح طرح کے پھل اور  
میوے اور وہ بھی وادی غیر ذی زرع میں وغیرہ صرف ایمان والوں کے لیے ہیں) وہ بھی  
ابراہیم علیہ السلام کی اولاد کا صدقہ کیونکہ اصلاً آپ کی دعا انہی کے لیے تھی وادزقہم من  
الشرات)

☆ مقبول بندوں اور محبوب چیزوں پر اعتراض کرنا طریقہ کفار ہے اور ان کے فضائل  
بیان کرنا معترضین کے جوابات دینا سنت الہیہ ہے دیکھو یہود نے کعبہ پر اعتراض کئے  
رب تعالیٰ نے جواب دیئے اور فضائل بیان فرمائے۔

☆ مقبول بندوں اور محبوب چیزوں میں فرق مراتب ہے اگرچہ نفس محبوبیت و مقبولیت  
میں سب یکساں ہیں دیکھو کعبہ اور بیت المقدس دونوں اللہ تعالیٰ کے گھر ہیں مگر بیت



المقدس اعلیٰ اور کعبہ معظمہ بہت ہی اعلیٰ ہے یہی فرق مراتب انبیاء کرام اور اولیاء اللہ میں بھی ہے تلك الرسل فضلنا بعضهم علی بعض۔ جس طرح کہ ساری مسجدیں اللہ کا گھر ہیں مگر جامع مسجد سبحان اللہ۔

☆ سب سے پہلے اور سب سے پیچھے ہونا بھی وجہ افضلیت ہے دیکھو رب تعالیٰ نے کعبہ کی فضیلت اس کی اولیت سے ثابت فرمائی اور ہمارے حضور انور ﷺ کی افضلیت آپ کی خاتمیت یعنی آخریت سے بیان فرمائی وخاتم النبیین لہذا مولوی محمد قاسم صاحب نے جو تحذیر الناس میں فرمایا کہ اولیت و آخریت میں کوئی افضلیت نہیں وہ غلط ہے اور اس آیت کے خلاف ہے۔ خیال رہے کہ کعبہ فقط اول ہے اور ہمارے حضور انور ﷺ اول بھی ہیں اور آخر بھی ہو الاول والاخر کے مظہر اتم ہیں کہ وجود میں اول ہیں ظہور میں آخر حضور ﷺ کعبہ اور تمام مخلوق کی علت غائی و اصل مقصود ہیں کہ سب کچھ ان کی خاطر بنا اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

ہوتے کہاں خلیل و بناء کعبہ ومنہ  
لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے  
کعبہ بھی ہے انہی کی تجلی کا ایک ظل  
روشن انہی کے نور سے پتلی حجر کی ہے

☆ رب تعالیٰ حضور ﷺ کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے ان کے دین کی ان کے کعبہ کی ان کی پیدائش گاہ کی عظمتیں بیان فرماتا ہے کیونکہ براتیوں کی عظمت سے دولہا کی عظمت کا پتہ چلتا ہے یہود بذات خود کعبہ کے مخالف نہ تھے بلکہ حضور ﷺ کے مخالف تھے حضور ﷺ پر اعتراض کرنے کے لئے کعبہ شریف پر اعتراض کرتے تھے۔ رب تعالیٰ نے حضور ﷺ کی خاطر کعبہ کی بھی تعریفیں کیں اور مکہ شریف کی بھی لہذا ہمیں بھی چاہیے کہ ہم حضور ﷺ کی عظمت کی خاطر آپ کے صحابہ و اہل بیت آپ کی امت اولیاء اللہ علماء آپ کے مدینہ اور آپ کے خدام کی تعریفیں کیا کریں یہ سب تعریفیں سنت الہیہ ہیں جو اس آیت سے ثابت ہیں اور ان میں سے کسی کی مخالفت



طریقہ یہود ہے۔

☆ اس آیت سے معلوم ہوا کہ کعبہ معظمہ برکت والا بھی ہے اور جہانوں کی ہدایت بھی کہ وہاں ایک نیکی کا ثواب ایک لاکھ ہے تو حضور ﷺ جو کعبہ معظمہ سے افضل اور کعبہ کا اصل مقصود ہیں یقیناً مبارک بھی ہیں اور عالمین کے ہادی بھی یہی وجہ ہے کہ آپ کے ایک صحابی کا چار سیر جو خیرات کرنا ہمارے پہاڑ بھر سونا خیرات کرنے سے افضل ہے کیوں نہ ہو کہ ان کا ہاتھ اس برکت والے (مبارک) کے ہاتھ میں ہے۔

کعبہ کی طرف رخ کرنے سے سب کی نمازیں ٹھیک ہوتی ہیں اور حضور انور ﷺ کی طرف دل کا رخ کرنے سے سب کے ایمان ٹھیک ہوتے ہیں جو کہے کہ حضور (ﷺ) میں کیا رکھا ہے اس سے پوچھنا چاہیے کہ کعبہ میں کیا ہے۔ (تفسیر نعیمی)

### ایک سوال اور اس کا جواب

آیت میں بکہ کا معنی کچلنا ہے کہ اس شہر کے دشمن کو اللہ نے کچل کے رکھ دیا حالانکہ حجاج بن یوسف نے جبل ابو قیس پہ گوبھن قائم کر کے مسجد حرام پہ سنگ باری کی اسی طرح یزید کے دور میں بھی کعبہ کی بے حرمتی ہوئی یہاں تک کہ غلاف کعبہ کو جلا دیا گیا مگر ان کو نہ کچلا گیا اس کی کیا وجہ ہے؟

ان دونوں نے یہ حرکات کعبہ کو بردبار کرنے کی نیت سے نہ کیں بلکہ حجاج نے تو حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو قتل کرنے کے لئے ایسا کیا کیونکہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی ساری فوج حرم شریف میں تھی اسی وجہ سے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی شہادت کے بعد حجاج نے کعبہ کو بڑے اہتمام سے تعمیر کرایا اور پورے حرم کی مرمت و درستی کی جیسا کہ گزر چکا۔

اور یزید بلید نے ایسا اس لئے کروایا کہ واقعہ کربلا کے بعد اہل مکہ نے اس کی حکومت کی مخالفت کی تھی اور اس کو بغاوت کا خطرہ پیدا ہو گیا تھا یعنی نیت اس کی بھی کعبہ کو برباد کرنے کی نہ تھی اس لئے دنیوی عذاب سے بچے رہے۔

عظمت بیت اللہ اور شان ”عبداللہ“ (یعنی بندہ خدا)

سیدنا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے



رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ یطوف بالكعبة ویقول ما  
اطیبک واطیب ریحک ما اعظمتک واعظم حرمتک والذی نفس  
محمد بیدہ لحرمة الیوم من اعظم عندالہ حرمة منک مالہ ودمہ  
وان نظن بہ الاخیرا (ابن ماجہ صفحہ 290)

میں نے حضور علیہ السلام کو کعبہ کا طواف کرنے کے دوران کعبہ کو مخاطب کر کے  
یہ فرماتے ہوئے دیکھا (اے کعبہ) تو کتنا پاکیزہ ہے اور تیری ہوا کتنی پاکیزہ  
ہے تو کتنا عظمت والا ہے اور تیری حرمت کتنی عظمت والی ہے اس ذات کی قسم  
جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے اللہ کے ہاں مومن تجھ سے زیادہ  
حرمت والا ہے اس کا مال اس کا خون اور ہم اس کے بارے اچھا ہی گمان  
رکھتے ہیں۔ کسی نے کیا خوب کہا:

دل بدست آور کہ حج اکبر است  
از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است  
کعبہ تعمیر خلیل اطہر است  
دل گزر گاہ جلیل اکبر است

کسی کا دل خوش کرنا حج اکبر کی طرح ہے (ایک لحاظ سے) ہزاروں کعبوں سے ایک  
دل بہتر ہے کیونکہ کعبہ خلیل اللہ علیہ السلام کا تعمیر کیا ہوا ہے اور دل رب جلیل کی گزر گاہ ہے۔  
اسی لئے سلطان العارفین حضرت سلطان باہو علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

مرشد دا دیدار جو باہو لکھ کروڑاں حجاں ہو

مگر مرشد کیسا غوث اعظم جیسا اور مرید کیسا؟ سلطان باہو جیسا کیوں آپ خود فرماتے  
ہیں ایں قال من بر حال من۔ یہ باتیں میرے حال کے مطابق ہیں۔

مولانا رحمۃ اللہ علیہ ایک حدیث قدسی اشعار میں بیان فرماتے ہیں:

گفت پیغمبر کہ حق فرمو دست  
من نمی گنجم دریں بالا و پست



در دل مومن بکنجھم اے عجب  
گر مرا جوئی دریں دلہا طلب  
کعبہ کا عالم یہ ہے کہ

خود بنا کر دو خدا دروے زلفت  
اور قلب مومن کا حال یہ ہے کہ

اندراں خانہ بجز آن می زلفت

ترجمہ: حدیث قدسی میں ہے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے میں بلند یوں اور پستیوں میں نہیں بلکہ قلب مومن میں بسیرا کرتا ہوں اگر مجھے تلاش کرنا ہے تو ان دلوں میں تلاش کرو کعبہ خود بنایا مگر اس میں نہ گیا اور قلب مومن میں سوائے اس کے کوئی نہ گیا۔ ایک روایت میں ہے انا عند المنکسرة قلوبہم۔ میں شکستہ دلوں کے پاس ہوتا ہوں۔

حضرت سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

دل دریا سمندروں ڈونگے کون دلاں دیاں جانے ہو  
وچے بیڑے وچے جھیرے وچے ونج مہانے ہو  
چودہ طبق دے دے اندر تنبو وانگن تانے ہو  
جہڑا محرم دل دا باہو سو یو ای رب پچھانے ہو

دوسری آیت کے پہلے حصے کی تفسیر

فرمایا اس (بیت اللہ) میں کھلی نشانیاں ہیں اس سے مراد حدود حرم کے اندر کے متبرک مقامات ہیں اور ان میں سے ایک مقام ابراہیم ہے۔

مقام ابراہیم کیا ہے؟

یہ وہ پتھر ہے جس پہ کھڑے ہو کر ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے کعبۃ اللہ کی دیواروں کو بلند کیا جوں جوں دیوار بلند ہوتی جاتی یہ پتھر خود بخود اونچا ہوتا جاتا گویا ”گو“ کا کام دے



رہا تھا اور جب رات ہوتی تو نیچے زمین کے ساتھ لگ جاتا دوسری خوبی اس میں یہ تھی کہ یہ پتھر ہو کر پتھر کی طرح سخت نہ تھا بلکہ ریت یا گارے کی طرح آپ کے قدموں کے نیچے نرم ہو گیا اس میں ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے نشانات آج بھی اس بات پہ گواہ ہیں اور صرف قدم رکھنے کی جگہ سے نرم ہوتا تھا باقی اس پاس کا حصہ سخت ہی رہتا تھا اسی پتھر پہ کھڑے ہو کر ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے لوگوں کو حج کے لئے بلایا تھا اور قیامت تک حج کرنے والوں نے ماؤں کے رحموں اور باپوں کی پشتوں میں آپ کی آواز کو سن کر لبیک کہا جس کا ذکر کتب احادیث اور سورہ حج کی اس آیت و اذن فی الناس بالحج کی تفسیر میں مفسرین کرام نے بڑی تفصیل سے کیا ہے۔ اذن و علی البلاء (یعنی جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوا کہ لوگوں کو حج کے لئے بلاؤ تو انہوں نے عرض کیا میری آواز کہاں تک جائے گی تو اللہ نے فرمایا) آواز دینا تیرا کام ہے اور پہنچا دینا میرا کام ہے چنانچہ شیخ محمد بن اسحاق نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے صحیح سند کے ساتھ روایت کی ہے۔

فاستمع من فی اصلاب الرجال وارحام النساء فاجابه من كان سبق فی علم الله ان يحج الی یوم القیمة لبیک

اور امام ابن ابی حاتم نے انہی سے یہ الفاظ روایت کیے ہیں

فما من حاج یحج من یومئذ الی ان تقوم الساعة الا من كان اجاب یومئذ ابراہیم (ترجمہ خلاصہ اوپر گزر چکا)

درمنثور میں حدیث ہے کہ جس شخص نے بھی خواہ وہ پیدا ہو چکا یا عالم ارواح میں تھا اس وقت لبیک کہا وہ ضرور حج کرے گا اور ایک روایت میں ہے کہ جس نے جتنی مرتبہ لبیک کہا وہ اتنی مرتبہ ہی حج کرے گا۔ مصنف عبدالرزاق باب نبیان الکعبہ صفحہ 96 ج 5۔ یہ ایک روایت اس طرح ہے۔

اعلان حج بیت اللہ بر بان ابراہیم خلیل اللہ (علیہ السلام)

عن سعید بن السیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم: لما فرغ ابراہیم علیہ



الصلاة والسلام من بنائه بعث الله تعالى جبرئيل عليه السلام فحج به حتى اذا رأى عرفة قال: قد عرفت وكان اتاها قبل ذلك مرة فلذلك سميت عرفة حتى اذا كان يوم النحر عرض له الشيطان فقال احصب فحصبه بسبع حصبات ثم اليوم الثاني فالثالث فلذلك كان رمى الجمار قال: اعل على ثبيراً فعلاه فنادى: يا عباد الله! اجيبوا الله! يا عباد الله! اطيعوا الله! فسمع من تحت الابر السبع.

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا: جب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کعبہ کی بنا سے فارغ ہوئے تو اللہ تبارک تعالیٰ نے حضرت جبرئیل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حج کرایا۔ آپ نے عرفات کو دیکھ کر فرمایا: میں اس میدان کو پہچان گیا۔ آپ اس سے قبل بھی ایک مرتبہ یہاں تشریف لائے تھے۔ اس وجہ سے اس کا نام عرفات پڑا۔ یوم النحر کو شیطان نے آپ سے تعرض کیا تو حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے کہا آپ اس کو سات کنکریاں ماریں۔ آپ نے ابلیس کو سنگسار کیا پھر دوسرے اور تیسرے دن بھی ایسا ہی ہوا اسی لئے حج میں رمی جمار مشروع ہوئی۔ حضرت جبرئیل امین نے فرمایا: کوہ شیمیر پر چڑھو۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شیمیر کی پہاڑی پر چڑھ کر اعلان حج فرمایا: اے بندگان خدا! اللہ تعالیٰ کی پکار کا جواب دو اے بندگان خدا! اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو تو انکا یہ اعلان سات سمندروں کی تہ سے سنا گیا۔

بہر حال! اسی پتھر (مقام ابراہیم) پہ قدم رکھ کر ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بہو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی زوجہ محترمہ سے اپنا سر انور دھلایا تھا۔

(تفسیر کبیر روح المعانی، روح البیان، نعیمی وغیرہ)



## مقام ابراہیم اور مقام مصطفیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام

سبحان اللہ: ہزاروں سال گزرنے کے باوجود یہ پتھر آج بھی اسی طرح محفوظ ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ جب اللہ نے مقام ابراہیم کی اس قدر حفاظت فرمائی ہے تو مقام مصطفیٰ ﷺ (روضہ انور) کی کیوں نہ حفاظت فرمائے گا یہی وجہ ہے کہ نجدی حکومت کے فتوؤں کے باوجود کہ نعوذ باللہ گنبد بنانا شرک ہے اور حضور ﷺ کا روضہ صنم اکبر ہے (نعوذ باللہ) آج بھی اور ان شاء اللہ تاقیامت اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ گنبد خضریٰ عاشقان مصطفیٰ کی پیاس بجھا رہا ہے اور بجھاتا رہے گا۔ اور منیارہ نور و ہدایت بن کر سارے جہاں میں ہدایت بانٹ رہا ہے۔ اور بانٹتا رہے گا

گنبد خضریٰ خدا تجھ کو سلامت رکھے

دیکھ لیتے ہیں تجھے پیاس بجھا لیتے ہیں

یہ بھی یاد رہے کہ جہاں ابراہیم علیہ السلام کے قدم لگتے ہیں وہ جگہ مقام ابراہیم اور مصلیٰ بنتی ہے (واتخذوا من مقام ابراہیم مصلیٰ)۔ جہاں موسیٰ علیہ السلام کے قدم لگتے ہیں وہ مقام جائے تجلی بنتا ہے اور جہاں مصطفیٰ علیہ السلام کے قدم لگتے ہیں وہ مقام عرش معلیٰ بنتا ہے بلکہ تمام امت کا متفقہ فیصلہ ہے کہ جہاں حضور علیہ السلام کا جسد اقدس رکھا ہوا ہے وہ جگہ عرش معلیٰ سے بھی افضل و اعلیٰ ہے۔ (شامی)

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی (ﷺ)

سب سے بالا و والا ہمارا نبی (ﷺ)

☆ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کے قدم کے نشان والے پتھر کو یہ شان عطا فرمائی کہ تمام جہاں کی گردنوں کو اس کی طرف جھکا دیا اور فرمایا اس کو سامنے کر کے مجھے سجدہ کرو۔

اور سبحان اللہ کیا شان ہے ہمارے آقا علیہ السلام کے قدموں کے نشانات کی کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سفر پہ جاتے تو لوگوں سے پوچھتے کہ حضور علیہ السلام نے کن کن جگہوں پہ پڑاؤ کیا ہے پھر اس جگہ نوافل ادا کرتے بلکہ صحابہ کا ادب تو ضرب المثل



ہے جو حضور علیہ السلام کے وضو کا پانی بلکہ لعاب و دیگر فضلات کو زمین پہ نہ گرنے دیتے اور ہاتھوں پہ لے کر چہرے پہ مل لیتے تھے جیسا کہ حدیث کے موقع پہ ہوا اور صحیح بخاری میں سب کچھ موجود ہے۔

کہاں یہ مرتبے اللہ اکبر سنگ اسود کے  
یہاں کے پتھروں نے پاؤں چومے ہیں محمد کے

(صلی اللہ علیہ وسلم)

☆ مکہ مکرمہ میں پندرہ مقامات ہیں جن پہ دعا زیادہ قبول ہوتی ہے مقام ابراہیم انہی مقامات میں سے ایک ہے۔ باقی مقامات مندرجہ ذیل ہیں۔

ملترم: یعنی سنگ اسود اور دروازہ کعبہ کے درمیان والا حصہ 'میزاب رحمت': یعنی کعبہ معظمہ کے پر نالے کے نیچے رکن یمانی کے پاس 'صفا مروہ کے درمیان' حجر اسود کے پاس 'خانہ کعبہ کے اندر' منیٰ و مزدلفہ میں 'عرفات میں' تینوں جمروں کے پاس 'زمزم کے کنویں کے پاس اور زمزم پیتے وقت (تفسیر عزیزی)

بعض کتابوں میں پندرہ کی بجائے تریں مقامات ایسے لکھے ہیں کہ جہاں دعا زیادہ قبول ہوئی ہے۔ (کتاب الاعلام صفحہ 392)

ایک حدیث شریف میں ہے کہ قیامت قائم ہونے سے پہلے حجر اسود اور مقام ابراہیم کو اٹھالیا جائے گا۔ (اتحاف)

حجر اسود کا مرتبہ و مقام

☆ سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا!

نزل الحجر الاسود من الجنة وهو اشد بياض من اللبن فسودته  
خطايا بني ادم (ترمذی احمد مشکوٰۃ)

حجر اسود جب جنت سے اترتا تو وہ دودھ سے زیادہ سفید تھا لوگوں کے گناہوں نے اس کو سیاہ کر دیا۔

مقام غور ہے کہ جب گنا کار لوگوں کے ہاتھوں کی وجہ سے حجر (پتھر) سیاہ ہو گیا ہے تو



ان دلوں کا کیا حال ہوگا کہ جن کے بارے میں حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جب بندہ گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پہ ایک سیاہ داغ لگ جاتا ہے اگر توبہ کرتا رہے تو وہ داغ مٹتا رہتا ہے ورنہ دوسرے گناہ کی وجہ سے دوسرا داغ اور تیسرے کی وجہ سے تیسرا اسی طرح یہ داغ پھیلتا جاتا ہے اور دل کالا سیاہ ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کلا بل دان علی قلوبہم ما کانوا یکسبون۔ نہیں نہیں بلکہ ان کے گناہوں کی وجہ سے ان کے دل زنگ آلود ہو گئے۔

ایک حدیث میں ہے کہ حجر اسود جنت کے پتھروں میں سے ایک پتھر ہے اگر گناہوں کی نحوست (جو گناہ گاروں کے چھونے کی وجہ سے اس سے وابستہ ہو گئی تھی) نہ ہوتی تو جو اندھا کوڑھی یا کوئی اور مریض اس کو چھوتا تندرست ہو جاتا دوسری حدیث میں مشرکین کا لفظ ہے کہ اگر وہ اس کو نہ چھوتے تو کیسا ہی بیمار اس کو چھوتا شفا پا جاتا۔ (اتحاف)

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے حجر اسود کے بارے میں ارشاد فرمایا

لہ عینان یبصر بہما ولسان ینطق بہ یشہد لمن استلمہ بحق

(داری ج 2 صفحہ 42)

(بروز قیامت) حجر اسود کی دو آنکھیں ہوں گی جن سے وہ دیکھے گا اور زبان ہوگی جس سے وہ بولے گا اور اپنے چومنے والے کی حق کے ساتھ گواہی دے گا۔

حجر اسود اللہ کا دایاں ہاتھ ہے

اللہ تعالیٰ جس طرح کسی گھر میں رہنے سے پاک ہے لیکن کعبہ کو عظمت دینے کے لئے اس کی نسبت اپنی طرف فرمادی اس طرح جسم اور جسمانیات سے پاک ہونے کے باوجود حجر اسود کو عظمت دی اور حضور علیہ السلام نے فرمایا:

الحجر یمین اللہ تعالیٰ فی الارض (اکال لابن عدی ج 1 صفحہ 336)

حجر اسود زمین پہ اللہ کا دایاں ہاتھ ہے۔



یصافح بها عباده (بل الہدیٰ ج 1 صفحہ 180)

اس ہاتھ کے ساتھ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے مصافحہ فرماتا ہے تو جو حجر اسود کو چومے وہ یہ نہ سمجھے کہ صرف ایک پتھر کو چوم رہا ہے بلکہ وہ اللہ کے دائیں ہاتھ کے بوسے لے رہا ہے۔ اس سے سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اس فرمان کی وضاحت بھی ہوگئی کہ آپ نے حجر اسود کو مخاطب کر کے فرمایا:

انی لاعلم انک حجر لا تضر ولا تنفع لولا انی رايت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقبل ما قبلتلت.

میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے اور (ذاتی طور پر) نہ تو نقصاں پہنچا سکتا ہے اور نہ نفع دے سکتا ہے اگر میں حضور علیہ السلام کو تجھے چومتے ہوئے نہ دیکھتا تو کبھی تجھے بوسہ نہ دیتا۔

(مقصد یہ تھا کہ ہم پتھروں کو چومنے یا ان کی تعظیم کرنے کا عقیدہ اس لیے رکھتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ان کو چوما اور ان کی تعظیم کی ہے اور صرف چومنے کا عقیدہ رکھتے ہیں پوجنے کا نہیں۔ چومنا اور ہے اور پوجنا اور ہے تعظیم کرنا اور ہے عبادت کرنا اور ہے۔ چومنا عبادت ہے پوجنا شرک ہے چومنا سنت ہے پوجنا ضلالت ہے۔)

جب حضرت عمر فاروق نے اتنی بات کی تو حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا باب مدینۃ العلم کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے کہا اے امیر المؤمنین انہ یضر وینفع۔ یہ نفع بھی دیتا ہے اور نقصان بھی پہنچاتا ہے کیونکہ میں نے حضور علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے دن حجر اسود کو اس حال میں لایا جائے گا کہ اس کی زبان ہوگی جس سے بول کر اپنے چومنے والوں کے موحد ہونے کی گواہی دے گا اس پر حضرت عمر نے کہا اے ابوالحسن (حضرت علی کی کنیت) میں اس بات سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتا ہوں ان اعیش فی قوم لست فیہم۔ کہ ایسی قوم میں رہوں جہاں تو نہ ہو۔

(شعب الایمان ج 3 صفحہ 450)



## حجر اسود کو چومتے وقت کے آداب

حضرت اسود کو چومتے وقت منہ کی بو کو (خواہ وہ حقہ، سگریٹ، نسوار کی ہو یا مسواک نہ کرنے کی وجہ سے ہو) صاف کرنا اس کے آداب میں سے ہے ایک تو اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ کے دائیں ہاتھ کو بوسہ دے رہے ہو اور دوسرا اس وجہ سے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ حجر اسود پہ متعین اللہ تعالیٰ کے اتنے فرشتے ہوتے ہیں مالا یحصی۔ جن کو گنا نہیں جا سکتا۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ جبریل امین علیہ السلام حضور علیہ السلام کی بارگاہ اقدس و انور میں اس حال میں حاضر ہوئے کہ ان پہ گرد و غبار تھا۔ حضور علیہ السلام نے جب ان سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے عرض کیا کہ میں ابھی حجر اسود کی زیارت کر کے آ رہا ہوں وہاں پہ فرشتوں کا اس قدر رش تھا فہذا الغبار الذی تری مما تثیر باجنحتھا۔ پس یہ وہی غبار ہے جو ان کے پروں سے اڑ کر میرے اوپر پڑا ہے۔ (اخبار مکہ ج 1 صفحہ 341، صفحہ 35)

اور ایک حدیث میں ہے کہ جن چیزوں سے انسانوں کو ایذا پہنچتی ہے ان سے فرشتوں کو بھی تکلیف پہنچتی ہے۔

## حضور علیہ السلام نے حجر اسود کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟

یاد رہے کہ ہجرت کے بعد حضور علیہ السلام نے پانچ مرتبہ مکہ مکرمہ کا سفر کیا پہلی مرتبہ تو حالت احرام میں تھے اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بمعہ صحابہ کرام علیہم الرضوان حدیبیہ سے واپس جانا پڑا دوسری مرتبہ اس عمرہ کو قضا کرنے کے لئے حدیبیہ کے اگلے سال تشریف لے گئے اور تین دن تک مکہ میں قیام فرمایا۔ تیسری مرتبہ فاتح مکہ بن کر داخل ہوئے چوتھی مرتبہ مقام جعرانہ سے احرام باندھ کر تشریف لے گئے اور پانچویں مرتبہ حجۃ الوداع کے لئے۔

نسائی شریف میں حضرت مطلب بن ابی وداع سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا حضور علیہ السلام نے طواف فرمایا پھر مطاف کے کنارے پہ آ کر دو رکعت ادا کیں اور ابن حبان کی روایت میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے حجر اسود کے سامنے نماز ادا کی۔



یصلی حذو الرکن الاسود والرجال والنساء یصرون بین یدیه مابینہم  
وبینہ سترة۔ مرد عورتیں آگے سے گزر رہے تھے اور سترہ بھی نہیں تھا۔

(القریٰ لقاصد ام القریٰ صفحہ 348)

(یاد رہے کہ حرم کعبہ میں نمازی کے آگے سے گزرنے کی اجازت ہے) اس مقام کے  
علاوہ بھی حضور علیہ السلام نے حجۃ الوداع کے موقع پر چند مقامات پہ نماز ادا کی جو مندرجہ  
ذیل ہیں۔

- 1- مقام ابراہیم (علیہ السلام)
- 2- باب کعبہ کے پاس دو مرتبہ جبریل علیہ السلام کی امامت میں (امنی جبریل عند  
باب الکعبۃ مرتین۔ اخبار مکہ ج 1 صفحہ 350)
- 3- رکن شمالی کے پاس چنانچہ حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت  
عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ (صحن کعبہ) میں چل رہا تھا جبکہ ان کی بینائی ختم ہو  
چکی تھی میں رکن شمالی کے پاس گیا تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ حضور علیہ  
السلام نے یہاں نماز ادا کی تھی (کیا ایسا ہی ہے) میں نے ہاں میں جواب دیا تو  
انہوں نے وہاں کھڑے ہو کر نماز ادا کی۔ (ابوداؤد)
- 4- مقام ابراہیم اور کعبہ کے درمیان۔ (عن ابن سائب اخبار مکہ ج 1 صفحہ 351)
- 5- باب بنی سہم (موجودہ نام باب العمرہ) کے پاس (ایضا)
- 6- رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان۔
- 7- حطیم کعبہ میں۔ مشہور واقعہ ہے کہ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن  
عمر و بن العاص رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ مجھے کوئی ابتدائے اسلام کا واقعہ سنائیں انہوں  
نے فرمایا حضور علیہ السلام حطیم کعبہ میں نماز کے اندر مصروف تھے کہ عقبہ بن ابی معیط  
نے آپ ﷺ کے گلے میں کپڑا ڈال کر سختی سے کھینچا اوپر سے حضرت ابو بکر صدیق  
رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے اپنے کریم آقا علیہ السلام کا دفاع کرتے ہوئے عقبہ کو فرمایا:  
اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ۔



کیا اس شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے میرا رب اللہ ہے۔  
 آگے حدیث آ رہی ہے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ہاتھ پکڑا  
 اور حطیم کعبہ میں داخل کرتے ہوئے فرمایا کہ اس میں نماز ادا کرو۔  
 8- آٹھواں مقام وہ ہے کہ محبوب خدا نے خانہ خدا کے اندر داخل ہو کر نماز ادا فرمائی اور یہ  
 دور کعتیں تھیں۔

روح نماز ہے یہی اصل نماز ہے یہی  
 تیری نظر میں میں رہوں میری نظر میں تو رہے

جس کے قدموں کے بوسے لیے عرش نے

وہ محبوب باری رحمت و فضل مالک شان ستاری و غفاری صلوات اللہ وسلامہ الجاری  
 مادامت الایام واللیالی جن کو خدا سلام بھیجے خدا کے فرشتے سلام عرض کریں اور ساری امت  
 السلام علیک ایہا النبی کا سلام محبت نماز میں عرض کرے۔ اس آقا علیہ السلام نے حجرا  
 سود کا استلام بھی فرمایا اور بوسہ بھی لیا۔ (بخاری صفحہ 246، مسند احمد ج 1 صفحہ 32)  
 اور ایسا بوسہ لیا کہ وضع شفیتہ علیہ طویلا۔ بوسہ لینے کے بعد بڑی دیر تک اپنے  
 ہونٹ مبارک حجرا سود پہ رکھ کر کھڑے رہے۔

پتلی پتلی گل قدس کی پتیاں

ان لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام

اور ایک بار نہیں بلکہ طواف کے ہر پھیرے پہ آپ ﷺ حجرا سود کو اپنے بوسے سے  
 نوازتے رہے۔ (ابوداؤد کتاب الحج)

اس لیے ہر چکر پر حجرا سود کا بوسہ اور استلام مستحب ہو گیا۔

(القرئی لقاصدا م القرئی صفحہ 284)

جبکہ رکن یمانی کو ہاتھ لگانا تو ثابت ہے مگر اس کا بوسہ حضور علیہ السلام سے ثابت نہیں۔

زاد المعاد۔

اس کی وجہ یہ ہے حجرا سود کو دو فضیلتیں حاصل ہیں ایک تو (جنتی پتھر) ہونے کی اور



دوسری یہ کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیاد پر ہے اور رکن یمانی کو صرف ایک فضیلت حاصل ہے کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیاد پر ہے جبکہ خانہ کعبہ کے باقی دو گوشوں (رکن شامی و عراقی) کو ان میں سے کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے۔ (المواہب ج 11 صفحہ 379)

طواف زیارت میں چونکہ حضور علیہ السلام نے سواری پہ طواف فرمایا اس لیے چھڑی کے ساتھ حجر اسود کی طرف اشارہ کر کے استلام فرمایا (بخاری باب التکبیر عند الرکن)

المواہب میں ہے اذا استلم الرکن قال بسم الله والله اکبر و کلماتی الحجر قال الله اکبر . یعنی بوقت استلام بسم الله والله اکبر کہتے اور حجر اسود کو بوسہ دیتے وقت صرف الله اکبر کہتے۔ (صفحہ 379 ج 11)

حضرت ابو طفیل عامر بن وائلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام کو میں نے دیکھا کہ آپ طواف فرما رہے ہیں ولیستلم الرکن بمحجن معه ویقبل المحجن

(زرقاتی ج 11 صفحہ 380)

اپنی چھڑی مبارک حجر اسود کے ساتھ لگاتے ہیں پھر اس کو (منہ کی طرف لے جا کر چومتے ہیں۔ (القرئی صفحہ 274)

اس پر امام عشق و محبت اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں: ”طواف کرنے والے کے لئے کس قدر آسانی ہے کہ اگر بوسہ نہ لیا جاسکے تو ہاتھ لگا لیا جائے اگر یہ بھی مشکل ہو تو دور سے سلام کر لیا جائے یہی کیا کم ہے کہ حضور علیہ السلام کے منہ رکھنے کی جگہ پہ نگاہیں پڑ رہی ہیں۔“ (فتاویٰ رضویہ ج 10 صفحہ 739)

مقام ابراہیم پہ نوافل ادا کر کے حضور علیہ السلام نے ایک بار پھر حجر اسود کا استلام فرمایا (مسلم شریف، کتاب الحج) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمزم شریف نوش فرمایا سر پر ڈالا اور اس کے بعد (حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) ثم رجع الی الرکن فاستلمه (ایضاً)

پھر حجر اسود کا استلام فرمایا۔ اس سے ایک فقہی مسئلہ وجود میں آیا اور وہ یہ کہ

ان کل طواف بعده سعی یتحب فیہ الاستلام لان الطواف کما یفتتح بالاستلام فکذا السعی بہ ایضاً۔ (الہدایہ للامام مرغینانی)



ہر وہ طواف جس کے بعد سعی ہو اس میں استلام مستحب ہے اس لیے کہ جس طرح طواف کا آغاز استلام سے ہوتا ہے اسی طرح سعی کی ابتداء بھی استلام ہی سے ہوگی۔

### حجر اسود پہ سجدہ اور آہ وزاری

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل الرکن ثم سجد علیہ ثم قبلہ ثم سجد علیہ ثلاث مرات

(سبل الہدی صفحہ 464 ج 8)

حضور علیہ السلام نے حجر اسود پر تین مرتبہ (بظاہر) سجدہ (کی طرح عمل فرمایا) اور ایک ہی وقت میں تین بار اس کو چوما۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس وقت حضور علیہ السلام کی حالت یہ تھی کہ فاضت عیناہ بالبعاء۔ آپ علیہ السلام کی آنکھیں آنسوؤں سے بہ رہی تھیں

(السنن الکبریٰ صفحہ 74 ج 5)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے مطابق آپ کافی دیر تک روتے رہے اور جب فارغ ہوئے تو فرمایا ہننا تسکب العبرات یہ ہے آنسو بہانے کی جگہ (سبل الہدیٰ ج 7 صفحہ 73)

### حجر اسود کی تنصیب کا واقعہ

جب سیدنا ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام نے خانہ کعبہ کو تعمیر کیا جس کو قرآن مجید میں واذ یرفع ابراہیم القواعد من البیت واسمعیل کے مبارک الفاظ میں بیان فرمایا گیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام سے فرمایا کہ کوئی بڑا پتھر لاؤ تاکہ طواف کے آغاز کی جگہ پہ بطور علامت رکھا جائے حضرت اسماعیل علیہ السلام ابھی پتھر تلاش ہی کر رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے جبریل امین علیہ السلام ایک پتھر لے کر حاضر ہو گئے اور عرض کیا طوفان نوح کے وقت یہ پتھر محفوظ کر لیا گیا تھا اسی کو نصب کر دیں جب اسے نصب کیا گیا تو اس کی روشنی سے حدود حرم چمک اٹھیں (یہی حجر اسود ہے جو اس وقت حجر ابیض تھا) (اخبار مکہ ج 1 صفحہ 65)

پھر جب قریش مکہ نے خانہ کعبہ تعمیر کیا اس وقت حضور علیہ السلام نے اپنے چچا حضرت



عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا بخاری شریف میں ہے کہ آپ پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے رہے اور جب مقام حجر اسود تک دیواریں پہنچیں تو اختلاف پیدا ہو گیا کہ حجر اسود کو کون نصب کرے اختلاف اتنا بڑھا کہ آپس میں لڑائی تک کے حلف اٹھالیے گئے اور چار دن تک تعمیر کا کام رکا رہا آخر بزرگوں کے مشورے سے یہ طے پایا کہ کل جو شخص سب سے پہلے حرم میں داخل ہوگا وہ ہمارا فیصلہ کرے گا چنانچہ اگلے دن جو سب سے پہلے حرم میں آئے وہ حضور علیہ السلام تھے آپ کو دیکھتے ہی سب لوگ پکاراٹھے۔

هذا الامين محمد رضا هذا محمد

یہ تو امانت والے محمد (ﷺ) ہیں ہم محمد (ﷺ) (کے فیصلے) پر راضی ہیں۔

آپ (ﷺ) نے کمال دانشمندی و حکمت عملی سے حجر اسود کو چادر پہ رکھا اور تمام قبائل کے سرداران کو چادر کی اطراف پکڑوا دیں اور جب اس خاص مقام کے برابر حجر اسود کو اٹھایا گیا وضعہ بیدہ ﷺ تو حضور علیہ السلام نے اپنے ہاتھ مبارک سے اٹھایا اور نصب کر دیا

(سبل الہدیٰ صفحہ 171 ج 2)

### حطیم کعبہ

یار رہے قریش مکہ نے حطیم کو (جو کعبہ کا حصہ تھا) اس تعمیر میں کعبہ سے خارج کر دیا تھا جس پر حضور علیہ السلام افسوس کا اظہار فرماتے رہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ (ﷺ) نے فرمایا کہ اگر لوگ نئے نئے اسلام میں داخل نہ ہوئے ہوتے تو میں ضرور ابراہیم علیہ السلام والی بنیادوں پہ کعبہ تعمیر کر دیتا اور حطیم کو کعبہ کی عمارت میں داخل کر دیتا اور اس کے دو دروازے رکھتا ایک سے لوگ داخل ہوتے اور دوسرے سے نکلتے (بخاری کتاب الحج) مگر آپ نے ایسا نہ فرمایا تا کہ وحدت ملی میں خرابی پیدا نہ ہو لیکن حکم فرما دیا کہ حطیم کو کعبہ کا حصہ ہی سمجھا جائے اور اس کے اوپر سے طواف کیا جائے۔

اس سے جہاں اتحاد و اتفاق کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے وہاں اتحاد کی برکت بھی سامنے آتی ہے کہ اگر حطیم کو شامل کر لیا جاتا تو کوئی قسمت والا ہی ہوتا کعبہ کے اندر نماز پڑھ سکتا لیکن اب ہر کوئی حطیم میں نماز ادا کر کے کعبہ کے اندر نماز پڑھنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔



## حطیم کعبہ کی فضیلت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ اقدس میں عرض کیا انی احب ان ادخل البيت واصلی فیہ  
یا رسول اللہ میں کعبہ کے اندر داخل ہونے کی آرزو رکھتی ہوں اور یہ کہ اس میں نماز ادا  
کروں۔

فاخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم بيدي فادخلني في الحجر  
فقال صلى في الحجر اذا اردت دخول البيت فانبا هو قطعة من  
البيت فان قومك اقتصروا حين بنوا الكعبة فاخرجوه من البيت

(ابوداؤد)

پس آپ (ﷺ) نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے حطیم میں داخل فرمادیا اور فرمایا جب  
تو کعبہ میں داخل ہونا چاہے تو یہاں (حطیم میں) آکر نماز پڑھ لیا کر یہ کعبہ کا  
حصہ ہی ہے (لیکن) تیری قوم نے جب کعبہ تعمیر کیا تو (اخراجات کی کمی کی وجہ  
سے) اس کو نکال باہر کیا۔ (یہ روایت باختلاف الفاظ نسائی ج 2 صفحہ 34 پہ بھی ہے)  
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک موقع پر یہ بھی عرض کیا: یا رسول اللہ! انہوں نے  
بیت اللہ شریف کا دروازہ کیوں اونچا رکھا ہے فرمایا!

ليدخلوا من شاءوا ويمنعوا من شاءوا . تا کہ جس کو چاہیں (بیت اللہ میں)  
داخل ہونے دیں اور جسے چاہیں روک دیں پھر فرمایا کہ اگر دور جاہلیت قریب نہ ہوتا تو میں  
حطیم کو کعبہ کی چھت کے نیچے کر دیتا وان الصق بابہ بالارض . اور دروازے کو زمین کے  
برابر کر دیتا۔ (بخاری)

حضور علیہ السلام نے فرمایا (حطیم میں) میزاب رحمت کے نیچے جو دعا کی جائے قبول  
ہوتی ہے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو آپ (ﷺ) نے فرمایا! حطیم میں دو نفلوں کا ثواب تمام  
گناہوں کی معافی ہے اور حطیم کے دروازے پہ ایک فرشتہ یہ اعلان کرتا رہتا ہے کہ اے  
امت محمدیہ (علی صاحبها الصلوة والسلام) جو شخص اس میں نفل پڑھے گا خرچ



مرحوما۔ اس پر رحم کیا جائے گا۔ (الجامع اللطیف صفحہ 89)

ان مقامات پہ جس طرح نیک اعمال کا ثواب بڑھ جاتا ہے خدا نخواستہ اگر گناہ کیا جائے گا تو اس کا وبال بھی زیادہ ہوگا چنانچہ امام غزالی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ وہاں خطاؤں کا ارتکاب سخت ممنوع ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب ہے۔ (اتحاف)

ایک بزرگ (حضرت وہب بن الورد) فرماتے ہیں کہ میں ایک دن حطیم کعبہ میں نماز پڑھ رہا کہ میں نے کعبہ کے پردوں کے اندر سے آواز سنی کہ میں پہلے تو اللہ تعالیٰ سے شکایت کرتا ہوں پھر اے جبریل تجھ سے ان لوگوں کی جو میرے گرد ہنسی مذاق اور فضول باتوں میں مشغول رہتے ہیں اگر یہ لوگ باز نہ آئے تو میں ایسے پھٹ جاؤں گا کہ میرا ہر پتھر جدا جدا ہو جائے گا۔

مسامرات میں موسیٰ بن محمد علیہ الرحمۃ سے ہے کہ ایک عجمی شخص کعبہ کا طواف کر رہا تھا اگرچہ نیک اور دیندار آدمی تھا لیکن دوران طواف ایک خوبصورت عورت کی پازیب کی آواز اس کے کان میں پڑ گئی یہ شخص اس عورت کی طرف غور سے دیکھنے لگا (جبکہ وہ بھی طواف میں تھی) کہ اچانک رکن یمانی سے ایک ہاتھ نکلا اور اس زور سے اس شخص کے منہ پہ تھپڑ لگا کہ ایک آنکھ نکل آئی اور بیت اللہ شریف کی دیوار سے آواز آئی کہ ہمارے گھر کا طواف کرتا ہے اور ہمارے غیر کو دیکھتا ہے اگر آئندہ ایسی حرکت کی تو اس سے بھی زیادہ سزا ملے گی۔

غالباً اسی وجہ سے بعض اکابر مکہ مکرمہ کی بہ نسبت مدینہ شریف میں قیام کو زیادہ پسند کرتے کہ اس کا احترام کما حقہ مشکل ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مکہ سے باہر ستر لغزشیں مکہ کی ایک لغزش سے بہتر ہیں۔

### رکن یمانی کی فضیلت

رکن یمانی کے بارے میں حضور عالیہ السلام کا ارشاد پاک ہے

وکل بہ سبعون ملکا یعنی الرکن الیمانی فین قال اللهم انی

اسئلك العفو والعافیة فی الدنیا و فی الاخرة ربنا اتنا فی الدنیا

حسنة و فی الاخرة حسنة و قنا عذاب النار قالوا امین (ابن ماجہ مشکوٰۃ)



یعنی رکن یمانی پر اللہ تعالیٰ نے ستر فرشتے مقرر کر رکھے ہیں جو شخص وہاں مندرجہ بالا دعا اللہم انی اسئلك ..... کرے وہ فرشتے اس کی دعا پر آمین کہتے ہیں۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضور علیہ السلام کو کعبۃ اللہ کے دو کونوں کا استلام کرتے اور چھوتے ہوئے دیکھا ہے ایک رکن یمانی اور ایک حجر اسود۔

(بخاری صفحہ 166، صفحہ 1609)

اس کی وجہ یہ تھی کہ قریش نے خانہ کعبہ کے (حجر اسود اور رکن یمانی والے) دو کونے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام والی بنیادوں پہ بنائے جبکہ دوسرے (شامی و عراقی) دو کونے ان بنیادوں پہ نہ بنائے تھے اس لیے آپ ان کا استلام اور ان کو مس نہ فرماتے جیسا کہ صحیح بخاری ہے ورنہ ابراہیم علیہ السلام چاروں کونوں کو مس کرتے تھے۔

ایک حدیث میں ہے کہ حجر اسود اور رکن یمانی کا استلام گناہوں کو مٹا دیتا ہے (کنز) ایک روایت میں حضور علیہ السلام کا رکن یمانی کو بوسہ دینا بھی ثابت ہے

(اتحاف ابن حبان عن ابن عمر رضی اللہ عنہما مرآة بحوالہ مرآة صفحہ 137 ج 4)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت کے مطابق حضرت جبریل امین علیہ السلام وہاں کھڑے تھے اور رکن یمانی کا استلام کرنے والوں کے لئے دعا کر رہے تھے۔

(اخبار مکہ ج 1 صفحہ 328)

### خبردار ہوشیار احتیاط

حجر اسود اور رکن یمانی کا استلام کرتے ہوئے اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ کسی مسلمان کو اذیت نہیں پہنچنی چاہیے کیونکہ استلام مستحب عمل ہے اور ایذائے مسلم حرام ہے ایک مستحب کام کے لئے حرام کا ارتکاب شان مسلم کے خلاف ہے۔

یاد رہے کہ کعبہ معظمہ کے چار کونے ہیں مشرقی کونہ حجر اسود والا ہے جہاں سے طواف کا آغاز ہوتا ہے اس سے اگلا یعنی شمال مشرقی کونہ رکن عراقی کہلاتا ہے اس سے اگلا یعنی شمال مغربی رکن شامی اور اس سے اگلا یعنی حجر اسود سے پہلا کونہ (جنوب مغربی) رکن یمانی ہے۔



## مقام ملتزم اور اس کی فضیلت

الملتزم ما بین الحجر والباب (اخبار مکہ صفحہ 347 ج 1)

حجر اسود سے لے کر بیت اللہ شریف کے دروازے تک کا حصہ ملتزم کہلاتا ہے اس کو ملتزم اس لیے کہا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے ساتھ لپٹ کر دعا کی اور صرف ہمارے آقا و مولیٰ نے ہی نہیں بلکہ ابراہیم علیہ السلام نے بھی اور صرف ابراہیم علیہ السلام نے ہی نہیں بلکہ جبریل امین علیہ السلام نے بھی جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: میں جب بھی جبریل امین کو دیکھنا چاہتا ہوں تو اس کو ملتزم کے ساتھ لپٹ کر یہ دعا کرتا ہوا پاتا ہوں یا واجد یا ماجد لا تنزل عنی نعمة انعمتها علی

اے اللہ! مجھ سے وہ نعمتیں سلب نہ فرمانا جو تو نے مجھے دے رکھی ہیں (الحج صفحہ 73)

حضور علیہ السلام کا ارشاد پاک ہے:

الملتزم موضع يستجاب فيه الدعاء مادعا الله فيه عبدا لا استجا

بها (السلسلات شاہ ولی اللہ محدث دہلوی - حصن حصین الامام الجزری جملاً عن ابن عباس رضی اللہ عنہما)

ملتزم وہ بابرکت مقام ہے کہ جہاں دعا قبول ہوتی ہے اور کسی بندہ خدا نے وہاں دعا نہیں کی جو قبول نہ ہوئی ہو۔

نبی اکرم علیہ السلام نے وہاں ان کلمات سے دعا کی

اللهم انى اسئلك ثواب الشاكرين ونزل المقربين و يقين الصادقين

وصلة المتقين يا ارحم الرحمين (القرئ صفحہ 317)

اے اللہ میں تجھ سے شاکرین کا ثواب، مقررین کا قرب، صادقین کا یقین اور متقین کا سانعام طلب کرتا ہوں اے سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے۔

حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس مقام پہ اپنا سینہ اور چہرہ دیوار سے چمٹا دیا اور دونوں ہاتھ دیواروں پہ پھیلا دیے اور فرمایا میں نے حضور علیہ السلام کو بھی اس جگہ ایسے ہی کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ (ابوداؤد)

امام حسن بصری علیہ الرحمۃ نے جو اہل مکہ کو خط لکھا جس میں پندرہ مقامات پہ دعا کے



بہت زیادہ مستجاب ہونے کی نشاندہی فرمائی ان میں ایک مقام ملتزم بھی ہے (حسن حصین) یاد رہے: کہ بعض علماء کے مطابق مقام ملتزم رکن یمانی سے لے کر کعبہ شریف کے

غربی بند دروازے تک کا حصہ ہے (شرح لباب)

مگر زیادہ صحیح و مشہور یہی ہے کہ حجر اسود سے باب کعبہ تک تقریباً چھ فٹ کا حصہ مقام ملتزم ہے۔ حجۃ الوداع میں طواف وداع کے بعد حضور علیہ السلام ملتزم پہ تشریف لائے اپنا چہرہ انور اور سینہ اقدس ملتزم کے ساتھ چمٹا کر دعا کرتے رہے۔ (السنن الکبریٰ ج 5 صفحہ 164) یہی کچھ آپ نے فتح مکہ کے موقع پہ مقام ملتزم کے ساتھ کیا۔

(ابوداؤد کتاب المناسک زاد المعارج 1 صفحہ 241 حجۃ الوداع صفحہ 189)

### فضائل آب زمزم شریف

سیدنا حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ماء زمزم لما شرب له (ابن ماجہ) زمزم کا ماء مبارک جس مقصد کے لئے پیا جائے وہ مقصد حاصل ہوگا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا

خیر ماء علی وجه الارض فیہ طعام وشفاء سقم۔

(المعجم الکبیر للطبرانی ج 11 صفحہ 98)

روئے زمین پہ سب سے اچھا پانی زمزم ہے جو غذا بھی ہے اور اس میں شفا بھی ہے۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ جب اسلام لانے کے لئے بارگاہ رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں مکہ مکرمہ کے اندر آئے تو تین دن اور تین راتیں زمزم شریف پر گزارا کرتے رہے اور ان کو حضور علیہ السلام نے فرمایا:

انها مبارکة انها طعام طعم وشفاء سقم (مسلم: فضائل ابی ذر رضی اللہ عنہ)

یہ ایسا برکت والا (پانی) ہے کہ اس میں غذایت بھی ہے اور بیماری کی شفا بھی

ہے۔



## ایک ذاتی تجربہ

اس احقر (غلام حسن قادری) نے زمزم شریف کے یہ فضائل علماء سے سن رکھے تھے اور کتابوں میں پڑھے ہوئے تھے بالخصوص یہ فضیلت و افادیت کہ کسی ایک بیماری سے شفاء کی نیت سے پیا جائے تو اس بیماری سے چھٹکارا حاصل ہو جاتا ہے جب اللہ تعالیٰ نے 30 نومبر بروز جمعہ المبارک 1989ء میں عمرہ کی سعادت نصیب فرمائی تو عمرہ پہ جانے سے پہلے بڑی زبردست قسم کی بادی بو اسیر کی تکلیف میں مبتلا تھا اور یہ تکلیف کئی سال سے تھی جو نہی مکہ شریف حاضر ہوا تو زمزم شریف کو پہلی مرتبہ وہاں جا کر ہونٹوں سے لگایا اور نیت یہی کی کہ اس آفت سے نجات ہو جائے اللہ تعالیٰ کا ایسا کرم ہوا کہ آج پانچ اکتوبر 2007ء کو تقریباً اٹھارہ سال کا عرصہ گزرنے کے باوجود یہ تکلیف دوبارہ لوٹ کر نہیں آئی۔

## زمزم شریف خوب و سیر ہو کر پینا

نبی اکرم علیہ السلام نے زمزم شریف کو خوب سیر ہو کر پینے کی امت کو تعلیم ارشاد فرمائی ہے اور فرمایا کہ ہمارے اور منافقین کے درمیان فرق یہ ہے کہ انہم لایتصلعون من ماء زمزم (ہم زمزم خوب سیر ہو کر پیتے ہیں اور) وہ (منافق) سیر ہو کر نہیں پیتے۔

(ابن ماجہ)

ایک حدیث میں جس کو حضرت مکحول نے مرسل روایت فرمایا ہے حضور علیہ السلام نے

فرمایا

النظر فی زمزم عبادۃ وہی تحط الخطایا۔ (بل الہدیٰ صفحہ 184 ج 1)

زمزم شریف کو دیکھنا بھی عبادت ہے اور اس سے گناہ ختم ہوتے ہیں۔

سیدنا ابو حمزہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما پانی پلانے کی ڈیوٹی سرانجام دیتے تھے چند بخار کی وجہ سے میں نہ آسکا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے نہ آنے کا سبب پوچھا میں نے عرض کیا کہ بخار کی وجہ سے حاضر نہیں ہو سکا تو انہوں نے فرمایا کہ حضور علیہ السلام کا فرمان ہے۔



الحبی من فیح جہنم فابردوہا بہاء زمزم (مسند احمد)

بخار جہنم کی تپش سے ہے اس کو زمزم سے ٹھنڈا کر دو۔

حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ نیک لوگوں کے مصلے پہ نماز پڑھو اور نیک لوگوں کا پانی پیو عرض کیا گیا کہ نیک لوگوں کے مصلے اور پانی سے کیا مراد ہے؟ فرمایا نیکوں کا مصلیٰ میزابِ رحمت کے نیچے ہے اور پانی زمزم ہے۔ (اتحاف)

حضور علیہ السلام زمزم شریف اپنے ساتھ لے جاتے بیماروں پہ چھڑکتے حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو گٹی میں بھی پلایا۔ (شرح لباب)

کیا یہ بدعت و ناجائز ہے؟

معلوم ہوا کہ حج و عمرہ کے بعد زمزم شریف کو بطور تبرک ساتھ لے جانا ناجائز و بدعت نہیں جیسا کہ آج کل کی نجدی حکومت کا خیال ہے کہ لوگوں کو کہتی پھرتی ہے ہذا ماء ہل الماء لیست فی الباکستان؟ یہ پانی ہی تو ہے کیا پاکستان میں پانی نہیں ہوتا جبکہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یحبلہ (ترمذی کتاب الحج) حضور علیہ السلام خود اس بابرکت پانی کو اٹھا کر ساتھ لے جاتے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ہے کہ

کانت تحمل من ماء زمزم۔ زمزم ساتھ لے جایا کرتیں۔

وحبلہ الحسن وحبلہ الحسین رضی اللہ عنہما (مجمع الزوائد صفحہ 290 ج 3)

امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما زمزم شریف اپنے ساتھ لے کر جایا کرتے تھے۔

حضور علیہ السلام نے مدینہ شریف میں رہ کر مکہ کے ایک سردار سہیل بن عمرو کو لکھا کہ میرا پیغام پہنچتے ہی دو مشکیزے پانی کے بھیج دو اور انہوں نے اپنے غلام کے ہاتھ بھیجے۔

(اخبار مکہ ج 2: 51 فضائل صدقات مولانا ذکریا سہارنپوری بحوالہ کنز عن ام معبد رضی اللہ عنہا)

اگر کوئی کہے کہ بطور تبرک لے کر جانا تو اس سے ثابت نہیں تو یہ بھی روایات موجود ہیں

کہ بیماروں پہ چھڑکا جاتا اور آنکھوں سے لگایا جاتا جیسا کہ آگے آئے گا۔ بیماروں پہ چھڑکنا

آنکھوں سے لگانا اگر بطور تبرک نہیں تو اور کیا ہے۔ (دیکھئے بل الہدیٰ ج 1 صفحہ 183)



حضور علیہ السلام تو بطور تحفہ بھی زمزم پلایا کرتے جیسا کہ امام ابو نعیم نے حلیہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور امام صالحی نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے (بل الہدیٰ صفحہ 182 ج 1)

### بہت بڑی فضیلت

شب معراج نبی اکرم علیہ السلام کے قلب اطہر کو حوض کوثر کے پانی سے دھونے کی بجائے اسی پانی سے دھویا گیا حالانکہ براق بھی جنت سے لایا گیا سونے کا طشت بھی جنت سے لایا گیا تو جنت کا پانی بھی لایا جاسکتا تھا اس کا مطلب یہ ہوا کہ جنت کے پانی سے اللہ کے ایک نبی (اسماعیل علیہ السلام) کے قدموں کی نسبت والے پانی کی زیادہ فضیلت ہے تو پھر امام الانبیاء علیہ السلام کی انگلیوں سے نکلنے والے پنجاب رحمت کی فضیلت کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر

ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب زمزم شریف کو پیتے تو عرض کرتے اے اللہ! میں قیامت کی

پیاس بجھانے کے لئے پی رہا ہوں۔ (کنز اتحاف)

حجۃ الوداع کے موقع پہ حضور علیہ السلام نے زمزم شریف خوب پیا اور فرمایا: میرا دل

چاہتا ہے کہ میں خود ڈول بھروں اور خوب پیوں مگر پھر سب لوگ ڈول بھرنے لگے اس لیے نہ

بھرا اور بعض موقعوں پہ خود بھر کر پیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم زمزم شریف بار بار پیتے بھی تھے آنکھوں سے

لگاتے بھی تھے (کنز مسند احمد مرقاۃ الفاتح صفحہ 427 ج 5)

### زمزم شریف پینے کی دعا

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے زمزم شریف پینے کی یہ دعا منقول ہے

اللهم انی اسئلك علما نافعا ودرزقا واسعا وشفاء من کل داء (دارقطنی)

اے اللہ میں تجھ سے نفع پہنچانے والا علم طلب کرتا ہوں وافر رزق مانگتا ہوں

اور ہر بیماری سے شفاء کا سوال کرتا ہوں۔



## زمزم شریف کا ادب و احترام

صحیح بخاری کتاب الحج میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ میں نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں زمزم شریف پیش کیا فشرب و هو قائم۔ آپ نے کھڑے ہو کر پیا اور مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ جو بیچ گیا وہ آپ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو عطا فرمادیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب حضور علیہ السلام کو زمزم شریف کا ڈول پیش کیا گیا تو آپ نے ڈول پکڑا، بسم اللہ شریف پڑھ کر منہ کے ساتھ لگایا اور خوب پیا پھر سر انور اوپر اٹھایا اور الحمد للہ کہا پھر بسم اللہ شریف پڑھ کر پینا شروع کیا پھر سر اقدس اٹھا کر الحمد للہ کہا تین بار ایسا کیا اور ساتھ فرمایا! ہمارے اور منافقین کے درمیان فرق یہ ہے کہ وہ خوب سیر ہو کر نہیں پیتے۔ (اخبار مکہ ج 2 صفحہ 57)

زمزم شریف پلانے کے عمل کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑا پسند کیا اور فرمایا لولا ان تغلبو علیہا لنزعت بیدی۔ اگر لوگوں کے تمہیں پریشان کرنے کا خطرہ نہ ہوتا تو میں بھی (ڈول نکالنے کے عمل میں) تمہارے ساتھ شریک ہو جاتا۔ ایک روایت میں ہے لولا ان الناس يتخذونه نسكا لنزعت معکم (مسند احمد ج 1 صفحہ 272)

اگر یہ خطرہ نہ ہوتا کہ لوگ اس زمزم سے ڈول بھرنے کے عمل کو حج کا حصہ بنا لیں گے تو میں بھی تمہارے ساتھ ڈول نکالتا۔

## غلاف کعبہ

ایک لحاظ سے غلاف کعبہ بھی فیہ ایات بینت اور شعاع اللہ میں شامل ہے کیونکہ بیت اللہ شریف کے ساتھ متعلق ہے اور کب کا؟ ظہور اسلام سے پہلے کا کیونکہ تاریخ المکة المکرمہ صفحہ 148 ج 2 ہے کہ ظہور اسلام سے پہلے کعبہ معظمہ پہ غلاف چڑھانے والے تین افراد تھے پہلے حضرت اسماعیل علیہ السلام دوسرے عدنان اور تیسرے تبع الحمیری اور فتح مکہ کے بعد حضور علیہ السلام نے خود یمن کا بنا ہوا سیاہ رنگ کا غلاف کعبۃ اللہ کو پہنایا۔

اب 1347 ہجری سے ہر سال جب حجاج کرام کی منیٰ کو کوروانگی ہوتی ہے تو غلاف



کعبہ کو تبدیل کیا جاتا ہے اور اس کی تیاری کا کام مکہ مکرمہ میں ہی ہوتا ہے۔

کاش آنکھوں سے لگاؤں میں غلاف کعبہ

اور زمزم سے بھاؤں میں پیاس اپنی

دوسری آیت کے جملہ ثانیہ کی تفسیر

فیہ آیت بینت مقام ابراہیم کے بعد فرمایا ومن دخلہ کان امنا۔ جو حرم میں داخل ہو گیا وہ امن پا گیا۔

واو ابتدائیہ یا عاطفہ ہے اور من موصولہ ہے جس میں مطلق ہر انسان داخل ہے بلکہ انسان کے تابع ہو کر جانور بھی۔

امن سے مراد اگر اخروی امن ہو تو من میں صرف اہل ایمان آئیں گے کہ جو بھی ایماندار حرم میں آ گیا عذاب الہی سے امن پا گیا۔

حدیث شریف میں ہے کہ جو حرمین شریفین میں کہیں بھی مر جائے وہ قیامت کے دن امن میں اٹھے گا نیز فرمایا کہ جو مکہ مکرمہ کی گرمی برداشت کرے وہ دوزخ سے دو سو سال کی راہ دور رہے گا اور فرمایا چون (مکہ کا قبرستان) اور بقیع (مدینہ کا قبرستان) کناروں سے اٹھا کر جنت میں ایسے جھاڑ دیے جائیں گے کہ تمام مدفونین جنت میں پہنچ جائیں گے۔ (تفسیر روح البیان، کبیر، نعیمی)

اور اگر امن سے دنیوی امن مراد ہو تو پھر من میں ہر انسان داخل ہے نہ صرف کافر بلکہ قاتل و مرتد بھی اسی طرح بدکار و چور بھی کہ اگر وہ یہاں پناہ لے لیں گے تو سزا سے بچ جائیں گے ہاں حاکم وقت اگر کسی تدبیر سے ان کو وہاں سے نکالے یا خود نکل جائیں تو حرم سے باہر ان کو سزا دی جائے گی لیکن اگر کسی نے حرم کے اندر ہی جرم کیا ہے تو اس کو وہاں سزا دی جائے گی اس لیے من دخلہ فرمایا من کان فیہ نہ فرمایا

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر میرے باپ خطاب کا قاتل بھی حرم میں پناہ لے لے تو میں اسے ہاتھ تک نہ لگاؤں گا (ابن منذر)



اور اگر مَنْ سے مراد صرف بے خوفی ہو تو اس میں جانور بھی آجاتے ہیں کیونکہ مشاہدہ ہے کہ جانور بیرون حرم تو شکاریوں سے بھاگتے ہیں اور حرم میں آکر بے خوف ہو جاتے ہیں اور حکم بھی ہے کہ جانوروں کا شکار نہ کیا جائے اور خود رو درختوں کو نہ کاٹا جائے لیکن پالتو جانوروں کو ذبح کیا جاسکتا ہے اور موذی جانور مثلاً سانپ، بچھو، چوہا، چیل وغیرہ کو حرم کے اندر بھی مارا جاسکتا ہے لیکن اگر کسی کے پاس پنجرے میں چڑیا وغیرہ بھی مقید ہے تو حکم ہے کہ حرم میں داخل ہوتے ہی اس کو چھوڑ دیا جائے۔ (تفسیر مدارک)

### آیت ثانیہ کے جملہ ثالثہ کی تفسیر

اور اللہ ہی کے لئے (فرض) ہے لوگوں پر بیت اللہ شریف کا حج کرنا جو طاقت رکھتا ہو راستے کی۔

حضور علیہ السلام نے استطاعت کی تفسیر زادراہ اور سواری سے کی ہے اور حج کی باقی تمام شرائط (تندرستی، راستہ کا امن، بعد میں گھر والوں کے اخراجات وغیرہ) بھی انہی دو میں آجاتی ہیں مثلاً اتنا مال جو اپنے آنے جانے کے لئے کافی ہو اور اس مدت کے لئے اہل و عیال و متعلقین کا خرچہ تو شہ اور زادراہ میں آگیا اور تندرستی، راستہ کا امن سواری میں آگیا اور پھر یہ تمام شرائط تو باہر والوں کے لئے ہیں مکہ والوں کے لئے نہ سواری شرط ہے نہ مالداری ان کا حج تو ان کے گھر میں ہو رہا ہے۔

### حج کی اہمیت و فرضیت

مندرجہ بالا آیت کے مذکورہ جملہ سے ہی حج کی فرضیت کا آغاز ہوا جیسا کہ عینی میں ہے اس جملہ میں اَوَّلًا تَوَلَّاهُ کالام برائے ایجاب ہے دوسرا علی الناس میں علی استعلاء و لزوم پر دلالت کر رہا ہے پھر من استطاع میں ڈبل تاکید ہے ایک بدل ہونے کی وجہ سے اور دوسری تفصیل بعد از اجمال کی وجہ سے۔ (اتحاف)

صحابہ کرام میں سے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ اور کئی اجلہ علماء تابعین سے منقول ہے کہ ہمیں اگر کسی شخص کا غنی ہونا معلوم ہو اور پھر وہ حج کئے بغیر مر جائے تو ہم اس کا جنازہ نہ پڑھیں گے (العیاذ باللہ)



## حج و عمرہ ہر دور میں ہوتا رہا ہے

یاد رہے: کہ سب سے پہلے بیت اللہ شریف کا حج اللہ کے فرشتوں نے کیا اور ان کے دو ہزار سال بعد انسانوں میں سے سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام نے حج کیا تب فرشتوں نے آپ کو مبارک دی اور عرض کیا: قد حججنا هذا البيت قبلك بالفی عام۔ ہم نے آپ سے دو ہزار سال پہلے اس گھر کا حج کیا ہے۔ آپ نے پوچھا کہ تم طواف میں کیا پڑھتے رہے ہو؟ فرشتوں نے یہ کلمات پڑھ کر سنائے۔

سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اكبر (اخبار مکہ صفحہ 44)

اور حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کتب سابقہ میں پڑھا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس فرشتے کو بھی زمین پہ بھیجتا اسے حکم دیتا ہے کہ عرش سے اجرام باندھ کر تلبیہ کہتے ہوئے حجر اسود پہ جائے بیت اللہ کا طواف کرے اور کعبہ کے اندر دو رکعت نفل ادا کرے۔ صحیح ابن خزیمہ کے مطابق آدم علیہ السلام نے تین سو حج اور سات سو عمرے ادا کیے اور یہ سارے حج و عمرے آپ نے پیدل فرمائے۔ جب آپ نے پہلا حج کیا تو میدان عرفات میں آپ کی ملاقات جبریل امین علیہ السلام سے ہوئی اور جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: اے آدم! اللہ تعالیٰ آپ کا حج قبول کرے ہم نے آپ کی ولادت سے پچاس ہزار سال پہلے حج کیا ہے۔

اسی طرح اللہ کے ہر نبی نے حج کیا کسی نے ایک مرتبہ کسی نے دو دفعہ اور کسی نے متعدد بار بہت سے انبیاء کرام علیہم السلام کی قوموں پہ جب عذاب آیا تو وہ نبی اور ان کے بیچ جانے والے امتی محفوظ رہنے کے لئے مکہ شریف میں آجاتے اور وہیں رہنا شروع کر دیتے وہیں ان کا انتقال ہو جاتا چنانچہ اخبار مکہ صفحہ 68 ج 1 پہ ہے کہ حضرت نوح، ہود، صالح اور شعیب علیہم السلام کا وصال مکہ میں ہی ہوا و قبور ہمہ بین زمزم والحجر۔ اور ان کے مزارات زمزم اور حطیم کے درمیان ہیں۔

تاریخ الحرمین صفحہ 60 طبع مکہ میں عباس کرار مصری، فتاویٰ رضویہ صفحہ 375 ج 2 پہ  
اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی اور نزہتہ المجالس صفحہ 182 ج 1 پہ علامہ عبدالرحمن صفوری



لکھتے ہیں

ان تحت المیزاب قبر اسماعیل وامہ و بین الرکن والحجر سبعین نیپا۔  
میزاب رحمت کے نیچے حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ ماجدہ کے  
مزارات ہیں اور رکن و حجر کے درمیان ستر انبیاء کرام علیہم السلام کی قبریں ہیں۔

### حج میں عشق و مستی کا غلبہ

از اول تا آخر خلیل اللہ علیہ السلام کی اداؤں کا ذبح اللہ علیہ السلام کی وفاؤں کا اور  
حبیب اللہ علیہ السلام کی التجاؤں کا نام حج ہے یا یوں کہہ لیں کہ سارا حج اظہار عشق و مستی ہے  
اس میں فرزانگی کی بجائے دیوانگی کا غلبہ ہے اور سنجیدگی کی بجائے وارفتگی ہے خرد مغلوب ہے  
عشق غالب ہے (اس سال) حاجیوں کے حج پر روانہ ہونے کے بعد ہم یہاں حج کا ذکر اس  
لیے چھیڑ رہے ہیں کہ

ذکر حبیب کم نہیں وصل حبیب سے

اب سارے حج کا مطالعہ کر لیں کہ لب لباب یہی ہوگا جو اوپر مذکور ہوا۔ مثلاً پہلا عمل احرام  
کی دو چادریں باندھنا ہے یہیں پہ تمام سنجیدگیاں دفن ہو جاتی ہیں اور دیوانگیاں شروع ہو  
جاتی ہیں کہ اچھے بھلے لباس والے سب کے سب اصل لباس اتار کر ایک لباس میں ملبوس ہو  
جاتے ہیں اور سب کی زبان پہ ایک ہی ترانہ ہے لبیک اللہم لبیک۔ کیونکہ محبوبان خدا نے  
یہی ترانہ پڑھا تھا پھر رمل ہے تو وہ بھی محبوب خدا کی ادا ہے حالانکہ مکہ کے علاوہ رمل کرنا تو تکبر  
میں شمار ہوگا اور حکم ہے ولا تمش فی الارض مرحا۔ زمین پہ اکڑ کر نہ چلو مگر بیت اللہ کے  
سامنے یہ رمل (اکڑ کر چلنا) عبادت ہے لہذا ان نفوس قدسیہ کی اداؤں کو اپنا نابدعت نہیں بلکہ  
عبادت ہے ورنہ طواف میں رمل نہ ہوتا سعی نہ ہوتی، دوڑنا اور اکڑ کر چلنا بھی کوئی عبادت  
ہے؟ ٹنڈ کروانا اور کنکر مارتے پھرنا بھی کوئی عبادت ہے؟ یہ سارا کچھ کیوں ہے؟ سمجھ لو کہ جو  
اللہ اپنے محبوبوں کی ادائیں نہیں مٹنے دے رہا وہ ان کا ذکر کیسے مٹنے دے گا۔ جب اللہ کو ان  
کی اداؤں سے اتنا پیار ہے تو ان کی ذوات قدسیہ سے کتنا پیار ہوگا۔ جو کام حج میں کیے جاتے  
ہیں وہی کام اگر بندہ اپنے گھر میں شروع کر دے تو لوگ کیا کہیں گے؟ لیکن خدا کے گھر میں



یہی کام عبادت کا درجہ رکھتے ہیں اور یہ تمام کام تاقیامت جاری رہیں گے۔ امام شافعی علیہ الرحمۃ امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ان کا ذکر میرے سامنے بار بار کرو اور تکرار سے نہ گھبراؤ کیونکہ نعمان بن ثابت کا ذکر تو کستوری کی طرح ہے اور کستوری کو جتنا رگڑتے جاؤ گے خوشبو پھیلتی جائے گی تو جب امام اعظم علیہ الرحمۃ کا ذکر امام شافعی علیہ الرحمۃ اس قدر وجہ سکون ہے تو عاشقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اداؤں کو حج کے موقع پہ اپنانے میں کس قدر سکون ہوتا ہوگا۔

ایہہ پرانیاں رسماں یار دیاں  
اسیں گل نال لا کے بیٹھے ہاں

حضور علیہ السلام کے عمرے اور حج

ہمارے حضور علیہ السلام نے بالاتفاق ہجرت کے بعد 10 ہجری میں ایک حج فرمایا جس کو حجۃ الوداع کہا جاتا ہے اور ہجرت سے پہلے باختلاف روایات ایک دو تین یا متعدد حج فرمائے روایات میں یہ بھی ہے کہ ہجرت سے پہلے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہر سال حج فرمایا امام ابن حجر نے اس پہ دلیل یہ دی ہے کہ زمانہ جاہلیت میں جب قریش بھی حج ترک نہ کرتے تھے ی۔ پھر حضور علیہ السلام کے بارے میں یہ کیسے گمان کیا جاسکتا ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) حج نہ کرتے ہوں گے۔ ترمذی میں حضرت جابر رضی اللہ عنہما سے دو حج ہجرت سے پہلے منقول ہیں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تین حج کرنے کی روایت ہے (شرح زرقانی صفحہ 328 ج 11) باقی اقوال کا ذکر امام حاکم نے صحیح سند کے ساتھ حضرت سفیان ثوری سے امام ابن جوزی نے حافظ ابن اثیر اور حافظ ابن حجر نے نقل کیے ہیں (واللہ تعالیٰ اعلم) جبکہ ہجرت کے بعد حضور علیہ السلام نے کل چار مرتبہ عمرہ ادا فرمایا چاروں کا احرام ذی قعدہ کے مہینے میں باندھا تین عمروں کی ادائیگی بھی اس مہینے میں ہوئی اور چوتھے کی (جس کا احرام حج کے ساتھ باندھا گیا تھا) ذی الحجہ کے مہینے میں حج کے ساتھ ہوئی۔

کیونکہ 6 ہجری کو حدیبیہ کے مقام پہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو عمرہ ادا کرنے سے روک دیا گیا تھا آپ نے اس مقام پہ قربانی کی، حلق کیا اور احرام کھول کر واپس تشریف لے آئے اور



معابدہ کے مطابق اگلے سال 7 ہجری میں عمرۃ القضاء کیا۔ 8 ہجری میں مقام ہرانہ سے تیسرے عمرے کے لئے روانہ ہوئے اور 10 ہجری میں آپ نے چوتھا عمرہ کیا۔

حضور علیہ السلام نے تمام عمرے حج کے مہینوں میں اس لیے ادا فرمائے کہ مشرکین کے عقیدے کی تردید ہو جائے کیونکہ وہ حج کے مہینوں میں عمرہ ادا کرنے کو بہت بڑا گناہ سمجھتے تھے۔ (زاد المعاد صفحہ 173 ج 1)

اسلام میں حج نو ہجری کو فرض ہوا اسی سال حضور علیہ السلام نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر حج مقرر کیا اور ساتھ حضرت علی المرتضیٰ کو بھیجا اور حضور علیہ السلام کے حکم سے یہ اعلانات فرمائے گئے لایحج بعد العام مشرک۔ لایطوف بالبيت عریان۔ اگلے سال سے کوئی مشرک حج نہ کر سکے گا اور نہ کسی کو برہنہ ہو کر طواف کرنے کی اجازت ہوگی۔

### حجۃ الوداع کا اجمالی خاکہ

حضور علیہ السلام کے آخری حج کو حجۃ الوداع کہا جاتا ہے یعنی رخصت کا حج، اس حج کا یہ نام اس لیے پڑ گیا کہ دوران حج کچھ ایسے واقعات کا ظہور ہوا کہ جو کسی کے رخصت ہوتے وقت ظاہر ہوتے ہیں مثلاً تکمیل دین کی آیت کا نزول (الیوم اکملت لکم دینکم.....) سورۃ النصر کا گیارہ ذوالحجہ کو نزول جس سے اجلہ صحابہ کرام کو حضور علیہ السلام کی ظاہری حیات کے مکمل ہونے کا اشارہ مل گیا، حضور علیہ السلام کا صحابہ کرام میں اپنے بال مبارک تقسیم کرنا اس بارے میں امام زرقانی علیہ الرحمۃ نے لکھا کہ انہ صلی اللہ علیہ وسلم اشار بذلک الی اقتراب الاجل (زرقانی علی المواہب ج 11 صفحہ 437)

گویا اس سے حضور علیہ السلام نے اپنی ظاہری حیات مبارک کے مکمل ہونے کی طرف اشارہ فرمادیا اور پھر خطبہ حجۃ الوداع میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا یہ فرمانا کہ ایہا الناس اسمعوا قولی فانی لا ادری لعلی لا القا کم بعد عامی هذا بهذا الموقف ابدا۔ اے لوگو! میری بات غور سے سن لو ہو سکتا ہے اس کے بعد اس مقام پہ تم سے کبھی میری ملاقات نہ ہو۔ امام ابن حبان زرقانی اور دیگر محدثین علیہم رحمۃ الرحمن نے اس حج میں حضور علیہ السلام کا



تریسٹھ اونٹ اپنے ہاتھ سے ذبح فرمانا بھی آپ کی تریسٹھ سال عمر کی طرف اشارہ قرار دیا ہے۔ (البدایہ حجۃ الوداع)

حضور علیہ السلام نے 10 ہجری ذی قعدہ کے مہینے میں حج کا ارادہ فرمایا اور اعلان عام کر دیا گیا اذن فی الناس انہ صلی اللہ علیہ وسلم حاج فی هذه السنة . کہ اسی سال آپ حج پہ تشریف لے جانے والے ہیں۔ (سبل الہدیٰ صفحہ 45 ج 8)

اور نسائی و مسند احمد کی روایت کے مطابق یہ بات مشہور ہو گئی کہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاج هذا العام . کہ حضور علیہ السلام اس سال حج ادا فرمانے والے ہیں چنانچہ ذی قعدہ کے مہینے میں آپ (ﷺ) نے حج کی تیاری فرمائی اور لوگوں کو بھی تیاری کا حکم دے دیا (السیرۃ النبویہ لابن اسحاق صفحہ 33 ج 4) ہزاروں لوگ جمع ہو گئے تاکہ حضور علیہ السلام کی معیت میں حج کی سعادت حاصل کی جائے کچھ راستے میں شامل ہوئے کچھ براہ راست عرفات میں پہنچ گئے اور مدینہ والوں کا عالم یہ تھا کہ لم یبق احد یقدر ان یاتی راکباً اور اجلا الا قدم (نسائی) جو سوار ہو کر یا پیدل چل کر پہنچ سکتا تھا پہنچ گیا۔ ایک روایت کے مطابق ایک لاکھ چوبیس ہزار تعداد ہو گئی۔ (لمعات حاشیہ ابی داؤد)

روانگی سے پہلے آپ نے مسجد نبوی شریف میں خطبہ ارشاد فرمایا اور یہ جمعہ کا دن تھا زاد المعاد میں ابن قیم لکھتے ہیں:

والظاهر انه لم یکن لیدع الجمعة (زاد المعاد ج 1 صفحہ 176)

ظاہر یہی ہے کہ جمعہ تھا کیونکہ اگلے جمعہ سے پہلے ہی روانگی تھی اور آپ

(ﷺ) کا طریقہ یہی تھا ان یعلم فی کل وقت ما یحتا جون الیہ

اذا حضر فعلہ فاولی الاوقات بہ الجمعة التی تلی خروجہ۔ (ایضاً)

کہ جب بھی کسی کام کا وقت آتا تو اس سے پہلے آپ لوگوں کو تعلیم دیتے کہ کام کس

طرح کرنا ہے اور اس کے لئے جمعہ ہی زیادہ مناسب وقت تھا چنانچہ اس خطبہ میں آپ نے

لوگوں کو حج کے مسائل سے آگاہ فرمایا میقات کے بارے میں بتایا کہ مدینہ والوں کے لئے

میقات ذوالحلیفہ عراق کی طرف سے آنے والوں کے لئے ذات عرق نجد والوں کے لئے



قرن اور یمن کی طرف سے آنے والوں کے لئے یلملم ہے (یہی پاک و ہند والوں کا میقات ہے یہ جدہ سے جنوب کی طرف ساٹھ میل کے فاصلے پہ ایک پہاڑ ہے اس سے پہلے پہلے احرام باندھنا لازم ہے الا یہ کہ کسی کا پہلے مدینہ جانے کا ارادہ ہو تو وہ واپسی پہ ذوالحلیفہ سے احرام باندھے گا)

حضور علیہ السلام نے روانگی سے قبل غسل فرمایا، کنگی کی تیل لگایا، تہبند باندھا اور چادر اوڑھی اور حضرت ابو دجانہ سماک بن خرشہ ساعدی رضی اللہ عنہ کو امیر مدینہ مقرر کیا۔ پچیس ذی قعدی بروز ہفتہ کو آپ نے ظہر کی نماز مدینہ شریف میں چار رکعت اور عصر کی نماز مقام ذوالحلیفہ پہ دو رکعت (قصر) ادا کی۔ (مسلم: صلوٰۃ المسافرین)

### پہلی منزل

یہ (ذوالحلیفہ کا مقام) گویا پہلی منزل تھی آپ کے سفر حج کی۔ ایک اونٹنی پہ آپ کا سامان بھی تھا اور خود بھی اسی پہ سوار تھے ایک پرانا اور سادہ سا کجاوہ اور اس پر چار درہم کی قیمت کا کپڑا تھا سواری پہ سوار ہوتے ہوئے آپ نے اکثر مقامات پہ یہ دعا پڑھی: اللھم اجعلها حجة غیر ریاء ولا مباحاة ولا سبعة۔ اے اللہ اس حج کو ریا کاری، فخر اور دکھاوے سے محفوظ بنا دے۔ (السنن الکبریٰ صفحہ 332 ج 4)

اس سفر میں حضور علیہ السلام کی تمام ازواج بھی آپ کے ہمراہ تھیں۔ (مسلم: کتاب الحج) حضور علیہ السلام نے اس سفر کے لئے مدینہ سے مکہ کی طرف جانے والے دو راستوں (طریق شجرہ، طریق معرس) میں سے طریق شجرہ یعنی درخت والے راستے کا انتخاب کیا۔ اور آپ کا طریقہ کاری یہی تھا کہ جب بھی آپ مدینہ شریف سے مکہ شریف کی طرف جانے کا ارادہ کرتے تو جاتے ہوئے یہی راستہ اپناتے اور واپسی پہ طریق معرس کو (رات کے آخری حصہ میں مسافر یہاں پڑاؤ کرتے) (یہی اس کی وجہ تسمیہ ہے) اور صبح مدینہ میں داخل ہوتے یہ دونوں مقام مدینہ سے چھ میل کے فاصلے پر ہیں)

بہر حال! مدینہ شریف سے نوکلومیٹر کے فاصلے پر مقام ذوالحلیفہ میں آپ نے پہلا پڑاؤ کیا، رات یہاں گزاری اور اگلے دن ظہر کی نماز ادا کر کے یہاں سے روانہ ہوئے۔ اس



مقام پہ رات کو فرشتہ اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام لے کر حاضر ہوا کہ صل فی ہذا الوادی المبارک وقل عمرۃ فی حجة۔ اس مبارک وادی میں نماز ادا کیجئے اور اعلان فرمادیجئے کہ حج کے ساتھ عمرہ کرنے کی اجازت ہے۔ مسند احمد کی روایت میں ہے کہ یہ فرشتہ حضرت جبریل امین علیہ السلام تھے۔ (ج 1 صفحہ 257)

حضور علیہ السلام کا یہ فرمان کہ حج کے ساتھ عمرہ کرنے کی اجازت ہے آج بھی مسجد ذوالحلیفہ کی دیوار پر بالفاظ جلی لکھا ہوا ہے۔

پیچھے گزر چکا کہ کفار حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے کو بڑا گناہ سمجھتے تھے۔

اہل مکہ کے لئے حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے کی جن علماء نے ممانعت فرمائی ہے اس کی وجہ صرف یہ ہے تاکہ ہجوم زیادہ ہونے کی وجہ سے بیرونی لوگوں کو دقت نہ ہو یہ تو پورے سال میں جب چاہیں کر سکتے ہیں ان کو چاہیے کہ باہر سے آنے والوں کے لئے سہولت پیدا کریں۔ (مرآة المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح ج 4 صفحہ 123)

اس مقام (ذوالحلیفہ) پہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیٹا عطا کیا جس کا نام محمد رکھا گیا۔ حضور علیہ السلام نے ابو بکر صدیق کی اہلیہ حضرت اسماء بنت عمیس سے فرمایا! غسل کر لو اور خون روکنے کے لئے کپڑا رکھ لو۔ (المواہب صفحہ 329 ج 1)

جس سے فقہاء نے یہ مسئلہ اخذ کیا کہ احرام کے لئے غسل سنت ہے نیز حیض و نفاس والی عورت احرام باندھ سکتی ہے بلکہ ابن ماجہ میں حضور علیہ السلام کا فرمان موجود ہے۔

وتصنع ما یصنع الناس الا انها لاتطوف بالبيت.

ایسی عورت تمام اعمال حاجیوں کی طرح کرے صرف طواف نہ کرے۔

(کیونکہ وہ مسجد میں ہوتا ہے اور ایسی عورت مسجد میں داخل نہیں ہو سکتی)

یاد رہے: اگر عورت کو طواف کے بعد ایام آجائیں تو وہ سعی کر سکتی ہے اور اگر طواف

سے پہلے آجائیں تو نہ طواف کرے نہ سعی کرے (کیونکہ سعی تو طواف کے ساتھ ہی ہے)

(مرآة صفحہ 120 ج 4)

یہ بھی یاد رہے کہ اگر قارن (جس نے حج و عمرہ کا اکٹھا احرام باندھنا ہے) کا حج رہ گیا



تو وہ عمرہ تو ادا کرے پھر فوت شدہ حج کے لئے بھی عمرہ کرے اس سے قرآن (دونوں کا احرام اکٹھا باندھنے) کی قربانی معاف ہے اور متمتع کا حج رہ گیا تو متمتع جاتا رہا۔

(مرآة بحوالہ مرتقاہ صفحہ 198 ج 4)

آپ (ﷺ) نے قربانی کے اونٹوں کو قلا دے (ہار) ڈالے اور اپنے ایک صحابی حضرت ابن جناب سلمی جو حدیبیہ اور عمرہ القضا میں بھی قربانی کے جانوروں کے نگران تھے انہی کو یہاں بھی انچارج مقرر فرمایا!

26 ذی قعدہ کو مقام ذوالحلیفہ پہ نماز ظہر ادا کرنے کے بعد آپ (ﷺ) نے احرام کے لئے غسل فرمایا (ترمذی کتاب الحج) غسل فرما کر احرام باندھنے سے پہلے آپ (ﷺ) نے خوشبو لگائی۔ اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ احرام باندھنے سے پہلے خوشبو لگائی جاسکتی ہے۔ اسی طرح احرام باندھنے سے پہلے خوشبودار صابن یا خطمی وغیرہ سے غسل بھی کیا جاسکتا ہے (مسند احمد صفحہ 78 ج 6) ازاں بعد آپ (ﷺ) نے خطمی سے بالوں کو چپکا لیا (تا کہ منتشر نہ ہوں) اس میں چونکہ زینت نہیں ہوتی لہذا یہ عمل اس حدیث کے خلاف نہ ہوا جس میں ہے بکھرے بالوں اور میلے بدن والا حاجی اللہ کو پسند ہے کیونکہ وہاں ترک زینت یا پھر احرام کے بعد بالوں کا بکھرنا مراد ہے اور یہ عمل احرام سے پہلے آپ (ﷺ) نے فرمایا!

احرام میں آپ (ﷺ) نے دو چادریں اوڑھیں اور ایک شخص کے سوال پہ فرمایا کہ محرم قمیص، عمامہ، شلوار، دستانے، ٹوپی اور موزے (وغیرہ) نہ پہنے۔ اسی طرح خوشبودار کپڑا بھی اگرچہ ان سلا ہوا الا یہ کہ دھولیا جائے (بل الہدی ج 8 ص 453) ان سلا کپڑا پہننے کی پابندی مردوں کے لئے ہے۔ عورت، سلا ہوا کپڑا پہن سکتی ہے، سر کو ضرور ڈھانپنے بوقت ضرورت عورت چہرہ بھی چھپا سکتی ہے مثلاً جب کوئی غیر مرد قریب آئے تو پٹکھے وغیرہ سے چھپالے لیکن بعد میں فوراً چہرہ نکا کر لے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام کے ساتھ سفر حج میں جب کوئی غیر آدمی ہمارے قریب آتا تو ہم چادر چہرے پہ کر لیتیں اور جب گزر جاتا تو ہٹا لیتیں (ابوداؤد صفحہ 104 ج 2) اسی طرح صحیح بخاری میں حضرت فاطمہ بنت منذر رضی اللہ عنہا سے بھی منقول



ہے (صفحہ 248) فقہ حنفی میں چونکہ عورت کو کپڑے سے چہرہ ڈھانپنا جائز نہیں ہے لہذا کسی ایسی چیز سے چہرہ چھپالے جو چہرے سے جدا ہے۔ مذکورہ واقعات میں یہ تصریح نہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور فاطمہ بنت مندر رضی اللہ عنہما بعد میں جرمانہ ادا کرتی تھیں یا نہیں۔

احرام باندھنے سے پہلے حضور علیہ السلام نے مسجد ذوالحلیفہ میں دو نفل ادا فرمائے پہلی رکعت میں سورہ کافرون پڑھی اور دوسری میں سورہ اخلاص۔ (بخاری شرح مسلم)

ازاں بعد آپ (ﷺ) نے حج کی نیت فرمائی۔ ایک مرتبہ پہاڑی پر چڑھ کر تلبیہ پڑھا اور پھر پہاڑی سے اتر کر سواری (اونٹنی) پہ سوار ہو کر تلبیہ پڑھا بعض کہتے ہیں وایم اللہ لقد اوجب فی مصلاہ (مسند احمد صفحہ 26 ج 1) اللہ کی قسم! آپ (ﷺ) نے جائے نماز پہ ہی نیت کر لی اور تلبیہ پڑھ لیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کسی نے اس اختلاف کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا (رش زیادہ ہونے کی وجہ سے) جس نے جو سنا بیان کر دیا بہر حال انی لا علم الناس بذلك۔ میں اس بارے میں سب سے زیادہ جانتا ہوں اور آپ نے مندرجہ بالا وضاحت فرمادی۔

حضور علیہ السلام نے بلند آواز سے تلبیہ کے الفاظ پڑھے اور فرمایا: امرنی جبرائیل برفع الصوت فی الالہلال فانہ من شعائر الحج (مسند احمد ج 2 صفحہ 325)

مجھے جبریل امین علیہ السلام نے کہا کہ تلبیہ بلند آواز سے پڑھیں کیونکہ یہ شعائر حج میں سے ہے مسئلہ بھی یہی ہے کہ عورتوں آہستہ آواز سے تلبیہ پڑھیں اور مرد بلند آواز سے۔ آپ (ﷺ) نے فرمایا کہ مجھے جبریل نے یہ بھی کہا کہ اپنے ساتھیوں کو کہیں کہ فلیرفعوا اصواتہم بالتلبیۃ فانہا من شعائر الحج (مسند احمد ج 5 صفحہ 192) تلبیہ میں آواز بلند کریں کہ یہ شعائر حج میں سے ہے چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور علیہ السلام کی سواری بیداء پہاڑی پہ چڑھی تو آپ نے اور لوگوں نے تلبیہ کے الفاظ پڑھے جو یہ ہیں

لبیک اللہم لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمة لک والملك لا شریک لک۔



کچھ لوگوں نے اس میں کچھ الفاظ کا اضافہ بھی کیا جو آپ نے سنا: فلم یقل  
 لهم شیئا۔ مگر ان کو کچھ نہ فرمایا  
 ”یاد رہے کہ نوافل ادا کرنے کے بعد قبلہ کی طرف منہ کر کے تلبیہ پڑھنا بہتر  
 ہے پھر اگر صرف حج کا احرام باندھنا ہو تو اس طرح نیت کرے اللہم انی  
 ارید الحج فیسره لی و تقبلہ منی۔ اے اللہ! میں حج کا ارادہ رکھتا ہوں  
 پس اس کو میرے لیے آسان کر دے اور اس کو میری طرف سے قبول  
 فرما، اور اگر ساتھ عمرہ کا بھی ارادہ ہو جس طرح حج قرآن میں تو حج کے ساتھ  
 عمرہ کا نام بھی لے اور اگر تمتع کا ارادہ ہے یا خالی عمرے کا تو صرف عمرے کا نام  
 لے“

### حج اکبر کیا ہے؟

- 1- اس میں مختلف اقوال ہیں بقرہ عید کا دن حج اکبر ہے کیونکہ اکثر ارکان حج اسی دن ادا  
 کیے جاتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: واذان من اللہ ورسولہ الی الناس یوم  
 الحج الاکبر۔ اور یہ اعلان اسی دن منیٰ میں ہوا تھا۔
- 2- نوذی الحج کا دن حج اکبر کا دن ہے کہ اس دن وقوف عرفہ کی ادائیگی ہوتی ہے جو حج کا  
 رکن اعلیٰ ہے۔
- 3- حضور علیہ السلام کا حج حج اکبر ہے کیونکہ حضور علیہ السلام رسول اکبر و افضل ہیں اور  
 اتفاق سے اس دن یہود مجوس اور نصاریٰ کی چھ عیدیں جمع ہو گئی تھیں۔
- 4- وہ حج جو جمعہ کو ادا کیا جائے وہ حج اکبر ہے اس کا ثواب ستر حجوں کے برابر ہے اور حجۃ  
 الوداع بھی جمعہ کو ہوا تھا۔

5- عمرہ حج اصغر ہے اور ہر حج حج اکبر ہے۔ (مرقاۃ اشعۃ اللمعات مرآۃ صفحہ 179 ج 4)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضور علیہ السلام کی سواری بیداء پہاڑی پہ  
 چڑھی تو حدنگاہ تک ہر طرف لوگوں کا جم غفیر تھا اور آگے اپنی عقیدت کا اظہار ان الفاظ سے  
 کرتے ہیں ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین اظہرنا وعلیہ ینزل



القران وهو يعرف تاويله وما عمل من شئى علمنا به . (مسند احمد ج 3 صفحہ 320)  
 اور حضور علیہ السلام ہمارے درمیان موجود ہیں، قرآن نازل ہو رہا ہے (اسکو سمجھنے کے  
 لئے ہمیں کہیں جانے کی ضرورت نہیں کیونکہ) حضور ﷺ قرآن پاک کے معانی کما حقہ  
 جانتے ہیں جو آپ کرتے گئے ہم بھی وہی کرتے گئے۔

ہم بھی ادھر نکل گئے یا رجدھر نکل گیا  
 مل جل کر سب جائیں گے یا رجدھر چلا گیا

### دوسری منزل

مقام ملل پہ جا کر حضور علیہ السلام نے اپنے قدم مبارک کی پشت پر اور کچھ آگے جا کر  
 سراقس کے درمیان کچھنے لگوائے۔ (نسائی ج 2 صفحہ 27)

جس سے یہ مسئلہ حاصل ہوا کہ محرم کچھنے لگوا سکتا ہے۔ اسی طرح اگر ضرورت پڑ جائے  
 تو عذر کی بنا پر بال کٹوانے کی بھی اجازت ہے مگر اس صورت میں چھ مساکین پہ صدقہ کرنا  
 ہوگا جیسا کہ حضرت کعب بن عجزہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے سر میں جو یں پڑ گئیں اور حضور  
 علیہ السلام نے مجھے دیکھا کہ میں سالن تیار کر رہا ہوں تو آپ نے انگلی کے ساتھ میرے بال  
 چیک کیے اور مجھے بال منڈانے کی اجازت دی اور چھ مساکین کو صدقہ دینے کا حکم دیا۔

(نسائی ج 2 صفحہ 27)

### مقام روحاء

جو مدینہ سے چوتھرا کلومیٹر دور ہے) پہ آپ (ﷺ) نے نماز ادا کی اور فرمایا صلی فیہ  
 سبعون نبیا (فتح الباری) کہ مجھے سے پہلے یہاں ستر نبیوں نے نماز ادا کی ہے۔ اس مقام  
 پہ آپ نے فرمایا لیہلن ابن مریم بفتح الروحاء . (المواہب اللدنیہ صفحہ 366 ج 11) روحاء  
 کے راستے پہ عیسیٰ بن مریم علیہا السلام تلبیہ کہتے ہوئے دکھائی دے رہے ہیں۔

آگے مقام ”اثانیہ“ آتا ہے جو ابن حزم کی تحقیق کے مطابق مدینہ سے ستر میل کی راہ پہ  
 ہے۔ (المحلی)



اس جگہ آپ ﷺ نے ایک تیرزدہ ہرن کو درخت کے سائے میں بیٹھے دیکھا چونکہ کسی کو علم نہ تھا کہ اس کو کسی محرم نے شکار کیا ہے یا غیر محرم شکاری نے اس لیے آپ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا! اس کے پاس کھڑے ہو جاؤ اور سب کو بتاؤ کہ اس کو نہ پکڑیں۔ اس مقام پہ فقہاء کرام نے ایک مسئلہ مستنبط فرمایا ہے کہ اگر کسی غیر محرم نے شکار کیا ہوا ورا حرام والوں کے لئے نہ ہو تو محرم اس کو کھا سکتا ہے جس طرح کہ مقام روحاء پہ ایک جنگلی حمار زخمی حالت میں دیکھا اور آپ نے اس کو نہ پکڑنے کا حکم دیا پھر ایک شخص جو بہری قبیلہ کا تھا اس نے عرض کیا کہ اس کو میں نے شکار کیا ہے اور وہ محرم نہ تھا اور نہ ہی اس نے احرام والوں کے لئے کیا تھا تو حضور علیہ السلام نے قبول فرمایا اور حضرت ابو بکر کو فرمایا اس کو تقسیم کر دو۔ (بل الہدیٰ صفحہ 459 ج 8)

### چوتھی منزل

جہاں آپ (ﷺ) نے پڑاؤ کیا وہ مقام عرج ہے۔ جس اونٹنی پہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سامان تھا اس پر مدینہ شریف سے مکہ شریف تک کا سفر لمبا ہونے کی وجہ سے حضور علیہ السلام نے بھی سامان رکھا ہوا تھا (پچھلی روایت میں جو ذکر ہے کہ آپ ﷺ کا سامان اور آپ خود ایک ہی اونٹنی پہ تھے وہاں غالباً مکہ سے عرفات تک کی بات ہے کہ سفر تھوڑا تھا اور سامان بھی مختصر) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام کو اس اونٹنی کی حفاظت پہ مامور فرمایا ہوا تھا وہ اونٹنی گم ہو گئی غلام تلاش کرتا رہا اور جب غلام بغیر اونٹنی کے آ گیا اور اونٹنی بمعہ سامان غائب ہو گئی تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام کو سخت ست کہنا شروع کر دیا جس پر حضور علیہ السلام نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا غصہ ٹھنڈا کرنے کے لئے فرمایا! انظروا لی هذا المحرم ما یصنع۔ لو گودیکھو! یہ احرام کی حالت میں کیا کہہ رہے ہیں (ابوداؤد باب المحرم یؤدب) اس مقام پہ تھوڑی دیر کے بعد گم شدہ سواری بھی آ گئی اور اس کو لے کر آنے والے حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ تھے حضور علیہ السلام نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو فرمایا دیکھ لو سامان پورا ہے عرض کیا ایک پیالہ نہیں ہے جس میں ہم پانی پیتے تھے غلام نے کہا پیالہ میرے پاس ہے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت صفوان رضی اللہ عنہ کو دعا سے نوازا اتنے میں حضرت سعد بن



عبادہ رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے کے ہمراہ ایک سواری لے آئے اور عرض کیا ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ کی سواری بمعہ سامان گم ہو گئی ہے یہ قبول فرمائیں تو حضور علیہ السلام نے فرمایا اللہ نے ہمارا سامان بمعہ سواری واپس کر دیا ہے اللہ تمہیں برکت دے تم اپنی سواری واپس لے جاؤ۔

(المواہب مع زرقانی صفحہ 359 ج 11)

اسی دوران جب ال فضالہ سلمی کو پتہ چلا کہ حضور علیہ السلام کی سواری کا جانور بمعہ سامان گم ہو گیا ہے تو انہوں نے کھانا تیار کیا اور ایک بڑے تھال میں رکھ کر آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا اس پر حضور علیہ السلام نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا! آؤ دیکھو اللہ نے کس قدر پاکیزہ کھانا ہمیں عطا کر دیا ہے۔ (ایضاً)

### پانچویں منزل

مدینہ طیبہ سے تقریباً دو سو اڑتالیس کلومیٹر دور مقام ابواء جہاں حضور علیہ السلام کی والدہ ماجدہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کا مزار پر انور ہے یہ مقام سفر حجۃ الوداع میں حضور علیہ السلام کا پانچواں پڑاؤ تھا مقام مستورہ بھی اس کے قریب ہے اس جگہ ایک صحابی حضرت صعّب بن جثامہ رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حمار وحشی کا گوشت پیش کیا لیکن آپ نے یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ ہم حالت احرام میں ہیں (بخاری شریف) (ہوسکتا ہے یہ شکار انہوں نے احرام کی حالت میں کیا ہو یا کوئی اور وجہ ہو ورنہ حضور علیہ السلام تحفہ قبول فرمالتے تھے) صحیح بخاری میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے مقام عرج کے بعد مقام ”ہرشی“ پہ نماز ادا کی اس جگہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی ہمیشہ نماز ادا فرماتے رہے۔ (بخاری کتاب الصلوٰۃ)

اس مقام پہ حضور علیہ السلام نے فرمایا! کانی انظر الی یونس بن متی علی ناقۃ حمراء جعداء علیہ جبة من صوف خطام ناقته خلبة وهو یلبی (مسلم شریف)

گویا میں یونس بن متی علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ سرخ اونٹنی پر سوار ہیں اون کا جبہ زیب تن کئے ہوئے ہیں اور اونٹنی کی نکیل کھجور کے پتوں کی ہے اور تلبیہ پڑھ رہے ہیں۔

### چھٹی منزل

اس سے اگلی منزاوادی عسفان (یا بقول امام بخاری مرالظہران) مکہ شریف سے پچیس



کلومیٹر دور ہے ایک ترکی خاتون فاطمہ نے تقریباً دو صدیاں پہلے اس جگہ باغات لگائے اس وجہ سے آج کل اس جگہ کا نام وادی فاطمہ پڑ گیا ہے یہاں پہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے حضرت ہود اور صالح (انبیاء کرام) علیہما السلام کو دیکھا کہ وہ بیت اللہ کی طرف جا رہے ہیں، سرخ اونٹوں پہ سوار ہیں، عبا پہنے ہوئے ہیں اور تلبیہ پڑھ رہے ہیں۔

(مسند احمد ج 1 صفحہ 232)

## مقام سرف

مکہ مکرمہ جب تقریباً چھ میل دور رہ گیا تو مقام سرف آیا جہاں پہ عمرۃ القضاء کے موقع پہ حضور علیہ السلام نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح فرمایا تھا 15 ہجری میں ان کا وصال ہوا تو اس جگہ ان کو دفن کیا گیا وہناک قبرہا مشہور یزار۔

(حجۃ الوداع صفحہ 36، مولوی زکریا سہارنپوری)

یہیں پہ ان کا مزار ہے جو زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ اس جگہ حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو فرمایا کہ جس کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں وہ عمرہ کی نیت کر سکتا ہے اور جس کے پاس جانور ہے وہ خالی عمرہ کی نیت نہ کرے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے روتے ہوئے عرض کیا کہ میرے ساتھ قربانی کا جانور نہیں اور میں نے عمرے کا احرام بھی باندھا ہوا تھا مگر میرے ایام مخصوصہ شروع ہو گئے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا! پریشان ہونے کی ضرورت نہیں تمام کام حاجیوں کی طرح کرتی رہو صرف طواف نہ کرنا (بل الہدی ج 8 صفحہ 461) چنانچہ عمرہ ان کا رہ گیا جس کی انہوں نے بعد میں قضا کر لی۔

یاد رہے! اس عارضہ سے وقتی طور پہ بچاؤ کے لئے کوئی عورت اگر دوا استعمال کرے تو اس میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے فتویٰ کے مطابق کوئی حرج نہیں بلکہ آپ نے خود دوائی تجویز فرمائی کہ پیلو کا پانی مفید ہے (سنن سعد بن منصور) ظاہر بات ہے اگر ایک عورت مثلاً پاکستان سے جائے اور اوقات حج میں اس کے خاص ایام شروع ہو جائیں اور ایام ختم ہونے سے پہلے اس کی مدت قیام بھی ختم ہو جائے تو اس کو اس پریشانی سے بچانے کے لئے دوائی



وغیرہ کے استعمال کی اجازت دے دینا ہے قرین قیاس ہے۔

## مکہ مکرمہ ایک میل رہ گیا

وادی ارزق آگئی جس کے بارے میں حضور علیہ السلام نے فرمایا! میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بلند چوٹی سے کانوں میں انگلیاں ڈال کر گزرتے دیکھ رہا ہوں ولہ خوار الی اللہ بالتلبیۃ۔ اور بلند آواز سے تلبیہ پڑھ رہے ہیں۔ (مسلم کتاب الایمان)

خوب یاد رہے! مختلف جگہ پہ انبیاء کرام علیہم السلام کا احرام باندھے تلبیہ کہتے ہوئے بیت اللہ شریف کی طرف جانا کیا یہ خواب و خیال تھا؟ نہیں ہرگز نہیں بلکہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی تحقیق کے مطابق اپنی حقیقی زندگی کے ساتھ حج کر رہے تھے جو حضور علیہ السلام کو دکھائے گئے نہ یہ امثال و اشکال تھے اور نہ خواب و خیال تھا (اشعۃ المعانی صفحہ 456 ج 4 خلاصہ عبارت) کیونکہ ان الانبیاء لایوتون وانہم یصلون ویحجون فی قبورہم (فیوض الحرمین)

انبیاء کرام (دوسرے انسانوں کی طرح) مرتے نہیں وہ تو قبور میں رہ کر نماز بھی پڑھتے ہیں اور حج بھی ادا کرتے ہیں۔

## ساتویں منزل

اس کے بعد حضور علیہ السلام مقام ذی طویٰ پر پہنچے جہاں شہر مکہ کا غربی دروازہ تھا رات یہیں گزاری یہاں پہ آپ نے مکہ میں داخلہ اور بیت اللہ شریف کے طواف کے لئے غسل فرمایا۔

صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بھی یہی معمول رہا کہ جب بھی مکہ شریف میں آتے رات مقام ذی طویٰ پہ گزارتے اور شہر مکہ میں داخل ہونے سے پہلے غسل فرماتے اور ساتھ فرماتے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فعل ذلك (بخاری کتاب الحج) ہمارے آقا علیہ السلام بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

کسی نقش پا کی تلاش ہے کہ میں جھک رہا ہوں نماز میں



## سرور انبیاء کی سواری چلی یہ سواری سوئے بیت باری چلی

مدینہ سے مکہ شریف کا سفر سات دنوں میں طے ہوا چار ذی الحجہ کی رات چونکہ مکہ سے باہر ذی طویٰ یہ گزاری جہاں اس وقت شہر مکہ کا غربی دروازہ تھا جو بعد میں ایبار زاہر کے نام سے مشہور ہوا اور آج کل یہ مکہ کا محلہ ہے جس کا نام ”جرول“ ہے وہاں زچہ بچہ کا مستشفى (ہسپتال) ہے اور سامنے بر ذی طویٰ ہے۔ (انصاح، للشیخ عبدالفتاح صفحہ 194)

چنانچہ چار ذی الحجہ کو دن کے وقت آفتاب رسالت کی حسین کرنوں سے شہر مکہ چمک اٹھا اور یہ عین چاشت کا وقت تھا جبکہ آسمان کا سورج بھی پوری آب و تاب کے ساتھ چمک رہا تھا اور ہمارے سراج منیر آقائے مکہ کی گلیوں کو اپنے قدم میمنت لزوم سے نوازا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔

دخل مكة من الثنية العليا وخرج من الثنية السفلى (بخاری کتاب الحج)  
حضور علیہ السلام بلند گھائی (موجودہ نام مقام حجون یعنی جنت المعلى) کی طرف سے شہر مکہ میں داخل ہوئے اور پختی گھائی (موجودہ نام کذی ہے جو باب عمرہ کے پاس ہے) کی طرف سے نکلے (حاشیہ حجۃ الوداع لابن کثیر صفحہ 165)

اہل مکہ نے پھر پور طریقے سے حضور علیہ السلام کا استقبال کیا بالخصوص بنو عبدالمطلب کے جوانوں نے بہت خوشی کا اظہار کیا حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ استقبال کرنے والوں میں سے بنی عبدالمطلب کے بعض بچوں کو حضور علیہ السلام نے اٹھایا اور اپنی سواری کے آگے پیچھے بٹھالیا۔ (بخاری باب استقبال الحاج) غسل تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) مقام ذی طویٰ پہ فرما چکے تھے ایک بار پھر آپ نے وضو کیا یہ مکہ شریف میں داخل ہونے کے بعد آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اولین عمل تھا (بخاری الطواف علی الوضوء) اپنی سواری کو مسجد کے دروازے پہ بٹھایا اور باب عبدمناف (موجودہ نام باب السلام) سے مسجد حرام میں داخل ہوئے (بل الہدیٰ بحوالہ طبرانی) اس دروازے کا نام باب نبی شیبہ بھی رہا ہے اور یہ صفا مروہ کے درمیان ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حرم شریف میں داخل ہونے کے لئے اس دروازے کا انتخاب اس لیے فرمایا کہ یہ کعبہ کے دروازہ کے سامنے تھا اور کعبہ کے دروازے والی جہت دوسری جہات سے افضل



ہے۔ ویسے بھی کسی کے گھر جانا ہو تو دروازے ہی کی طرف سے جایا جاتا ہے (المواہب مع زرقانی صفحہ 377 ج 11) اور پھر اسی سمت میں تو حضور علیہ السلام کی جائے پیدائش ہے۔

بنائی پشت نہ کعبہ کی ان کے گھر کی طرف  
جنہیں خبر ہے وہ ایسا وقار کرتے ہیں

(مولانا حسن رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ)

### محبوب خدا کی خانہ خدا پہ پہلی نظر

حدیث شریف میں ہے کہ

تفتح ابواب السماء وتستجاب دعوة المسلم عند رؤية الكعبة

(ابن ماجہ)

کعبہ کی زیارت کے وقت آسمانوں کے دروازے کھل جاتے ہیں اور دعا قبول ہوتی ہے۔

امام ابو بکر شبلی علیہ الرحمۃ کے متعلق مشہور ہے کہ جب کعبہ شریف کو دیکھا تو بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ حضور علیہ السلام نے اس موقع پہ ہاتھ اٹھا کر دو دعائیں کیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

1- اللهم زد بيتك هذا تشريفا وتعظيما وتكريما وبرا ومهابة وزد من شرفه وعظمه من حجه او اعتمره تعظيما وتشريفا وبرا ومهابة .

یہ دعا حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے۔ (المواہب صفحہ 378 ج 11)

2- اللهم انت السلام ومنك السلام فحينا ربنا بالسلام اللهم زد هذا

البيت تشريفا وتعظيما وتكريما ومهابة وبرا وزد من حجه او اعتمره

تكريما وتشريفا وتعظيما وبرا.

یہ دعا حضرت مکحول رضی اللہ عنہ سے منقول ہے (السنن الکبریٰ صفحہ 73 ج 5) دونوں

دعاؤں میں مکہ شریف اور زائرین کی عزت، عظمت، رعب جلال میں اضافے کی دعا کی گئی ہے نبی اکرم علیہ السلام جب بھی کسی مسجد میں تشریف لے جاتے تو آپ کا معمول تھا کہ تحیۃ



المسجد (کے نوافل) ادا فرماتے مگر مسجد حرام میں چونکہ طواف ہی ان نوافل کے قائم مقام ہو جاتا ہے اس لیے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ نفل ادا نہ کیے (سبل الہدیٰ صفحہ 462 ج 8)

### طواف کعبہ

نبی اکرم علیہ السلام نے حجر اسود سے اصطباع اور رمل کے ساتھ طواف کا آغاز فرمایا (اصطباع کا مطلب یہ ہے کہ چادر کو دائیں بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے پہ ڈالنا اور یہ صرف طواف میں ضروری ہے نہ کہ ہر حالت میں) اس وقت آپ چربز (دھاری دار) چادر تھی (ترمذی کتاب الحج، مسند احمد ج 4 ص 223، ابوداؤد کتاب المناسک، مرقات ج 5 ص 476) (علماء فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے خالص سبز اور بالکل سُرخ کوئی کپڑا کبھی استعمال نہیں فرمایا۔ (مراۃ صفحہ 136 ج 4)

یاد رہے کہ جس طرح مکہ شریف سے باہر والوں کے لئے نفل نماز سے طواف کعبہ افضل ہے اسی طرح زیادہ عمرے کرنے سے کثرت کے ساتھ بیت اللہ شریف کا طواف افضل عمل ہے (اخبار مکہ ج 2 صفحہ 4 حضرت انس رضی اللہ عنہ کا حضرت عمر بن عبدالعزیز کو جواب) اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ عمرہ کے لیے احرام باندھنے کی خاطر آپ کو مکہ شریف سے باہر مسجد عائشہ رضی اللہ عنہا جانا پڑے گا جبکہ طواف تو مسجد حرام میں ہوتا ہے۔ اور (رمل یہ ہے کہ پہلوانوں کی طرح کندھوں کو حرکت دے کر چلنا) رمل صرف پہلے تین چکروں میں ہوگا اور وہ بھی صرف مردوں کے لئے لیس علی النساء رمل۔ ترمذی صفحہ 299 عورتوں کے لئے رمل نہیں ہے۔ اس کا آغاز 7ھ عمرۃ القضاء کے موقع پہ ہوا جب حضور علیہ السلام اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ساتھ مکہ میں تشریف لائے تو مشرکوں نے طعن کیا کہ یثرب کے بخار نے ان کو کمزور کر دیا ہوگا تب حضور علیہ السلام نے رمل کا حکم دیتے ہوئے فرمایا: یسرملوا الا شواطئ الثلاثہ (پہلے) تین چکروں میں رمل کریں۔ (بخاری، کیف کان بدء الرمل)

### نکتہ محبت

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگرچہ اسلام کو غلبہ حاصل ہو گیا اور کفر مٹ گیا یعنی بظاہر رمل کی علت باقی نہیں رہی لیکن ہم وہ عمل کیوں چھوڑیں کنا نفع لہ مع رسول اللہ



صلی اللہ علیہ وسلم (البدایہ باب حجۃ الوداع) جو ہم اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ کرتے رہے۔

ایہہ پرانیاں رسماں یار دیاں  
اسیں گل نال لا کے بیٹھے آں

صرف رمل ہی نہیں صفا مروہ کی سعی شیطان کو کنکریاں مارنے کی علت بھی تو یہ تھی کہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے سعی اس لیے کی کہ ان کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لئے پانی کی ضرورت تھی اور ابراہیم علیہ السلام کو شیطان نظر آیا تو آپ نے اس کو کنکر مارے مگر آج نہ پانی کی ضرورت اور نہ ہی شیطان نظر آئے لیکن سعی بھی ضروری اور کنکر مارنا بھی ضروری کیوں؟ اس لیے کہ

کسی نقش پا کی تلاش ہے کہ میں جھک رہا ہوں نماز میں  
یہی وجہ ہے کہ فقہ کا مسئلہ ہے کہ اگر غنی اندھا ہو تو اس پر حج فرض نہیں لیکن اگر اپاہج ہے چل نہیں سکتا اور آنکھیں سلامت ہیں اور مالدار ہونے کی صورت میں اس پر حج فرض ہے آخر کیوں اس لیے کہ حج تو نام ہے اللہ کے پیاروں کی یادگاروں کی زیارت کرنے کا اور اندھا بے چارہ کیا زیارت کرے گا اپاہج اگرچہ چل نہیں سکتا مگر محبوبان خدا کی عظمت کے نشان دیکھ تو لے گا اسی کا نام حج ہے۔

ہے سوچنے کی بات اسے بار بار سوچ

### آداب طواف

طواف میں خشوع و خضوع، حضور قلب اور اس تصور کا ذہن میں رہنا ضروری ہے کہ میں رب العالمین کے گھر کے احترام میں یہ عمل کر رہا ہوں اس لیے اس میں نگاہوں کو آسمان کی طرف کرنے کی بجائے جھکائے رکھنا چاہیے اور بہتر یہ ہے کہ کعبہ کی طرف بھی نہ دیکھے (یعنی اپنے گناہوں پہ شرمندہ رہے اور نگاہیں جھکائے رکھے اور بیت اللہ شریف کا رعب و جلال اپنے اوپر طاری رکھے) (ایضاح للنووی صفحہ 242 وحاشیہ علی الايضاح صفحہ 274 لابن حجر) کیونکہ حضور علیہ السلام نے طواف کو نماز کی طرح قرار دیا ہے اور فرمایا: الطواف بالبیت صلاة



ولكن الله احل فيه المنطق فمن نطق فيه فلا ينطق الابخير (سنن سعيد بن منصور  
 عن ابن عباس رضي الله عنهما) طواف كعبه نماز ہی ہے لیکن اس میں بولنے کی اجازت ہے تو جو بولے اچھا  
 بولے طواف کے ہر چکر کا آغاز حجر اسود سے ہوگا اس طرح کہ حجر اسود کی طرف منہ کر کے تکبیر  
 و تہلیل کہی جائے طواف کا آغاز کرنے سے پہلے اس طرح کھڑا ہو کہ حجر اسود دائیں جانب ہو  
 اور اس حال میں طواف کی نیت ان الفاظ سے کرے اللهم ارید طواف بیتك المحرم  
 فیسرہ لی و تقبلہ منی . پھر دائیں طرف چلے اور جب حجر اسود کے بالکل سامنے ہو  
 جائے تو تکبیر تحریمہ کی طرح ہاتھ کانوں تک اٹھائے لیکن ہتھیلیاں حجر اسود کی طرف رہیں اور  
 نظر خانہ کعبہ پر اور زبان پہ یہ الفاظ ہوں بسم الله والحمد لله والله اكبر والصلوة  
 والسلام علی رسول الله . پھر اگر ہو سکے تو حجر اسود کے کناروں پہ اپنی ہتھیلیاں رکھ کر  
 بغیر آواز کے بوسہ لے اور ممکن ہو تو تین بار چومے یہ چومنے کی چیز ہے اسے تین بار چوم۔  
 اگر ہجوم زیادہ ہو اور کسی کو اذیت پہنچنے کا خدشہ ہو تو صرف ہاتھ لگا لے اور ہاتھ کو چوم لے یہ بھی  
 نہ ہو سکے تو کسی لکڑی کو ساتھ لگا کر چوم لے، لکڑی بھی نہ ہو یا ہو مگر لگانہ سکے تو فقط ہاتھوں  
 سے اس کی طرف اشارہ کرے اپنے ہی ہاتھوں کو چوم لے تو تقبیل و استلام ہو گیا۔

(خلاصہ عبارت علامہ سید سلیمان اشرف بہاری علیہ الرحمۃ، الحج صفحہ 87، 97)

### نکتہ عشق رسول ﷺ

علامہ سید محمود احمد رضوی علیہ الرحمۃ سے کئی مرتبہ میں نے یہ نکتہ سنا کہ لوگ کہتے ہیں  
 جب حضور علیہ السلام کا نام نامی اسم گرامی محمد ﷺ آتا ہے تو تم انگوٹھے کیوں چومتے ہو ان کو  
 جواب دیا گیا کہ آدم علیہ السلام کے انگوٹھوں کے ناخنوں میں نور محمدی جلوہ گر ہوا تو انہوں نے  
 محبت سے چوم لیا تو ہم ابن آدم ہونے کی وجہ سے اپنے باپ کی سنت پہ عمل کرتے ہیں پھر  
 کہتے ہیں کہ آدم علیہ السلام کو تو نور مصطفیٰ ﷺ ناخنوں میں نظر آیا تو انہوں نے چوما تمہیں تو  
 نظر نہیں آتا پھر کیوں چومتے ہو؟ تو بات یہ ہے کہ بی بی ہاجرہ کو پانی چاہیے تھا اس لیے وہ صفا  
 و مروہ کے چکر کاٹنے لگیں تمہیں تو پانی نہیں چاہیے پھر تم کیوں سعی کرتے ہو؟ اسی طرح جو حجرا  
 سود کو ہاتھ لگا سکے وہ تو ہاتھ چوم لے تو جو نہ پہنچ سکے وہ صرف اشارہ کر کے ہی ہاتھ چوم لے تو



یہ حجر اسود کو ہی چومنا ہے ہم بھی ذاتِ مصطفیٰ اور نورِ مصطفیٰ ﷺ کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتے تو آدم علیہ السلام کی ادا کو سامنے رکھ کر اپنے ناخن چوم لیتے ہیں یہ نور محمد اور نام محمد ﷺ کو ہی چومنا ہے اور اگر وہ سامنے ہوں تو پھر اپنے انگوٹھوں کو چومنے کی بجائے ان کے پاؤں کیوں نہ چوموں بلکہ ان کی خاک پا کیوں نہ چوموں؟ میں کیوں نہ چوموں جب کہ معراج کی رات جبریل امین علیہ السلام چوم رہا ہے اور بار بار چوم رہا ہے (قبل قدمیہ میں قبل باب لقعیل سے امر ہے جس کا معنی ہے بار بار چوم کیونکہ اس کی خصوصیت تکرار ہے)

انگوٹھے چمیاں اے تینوں پیڑ پیندی میرا دل کر دا اوہدے پیر چماں

### رکن و حجر و میزابِ رحمت کی دعائیں

حضور علیہ السلام نے رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان مندرجہ ذیل دو دعائیں کیں۔

1- ربنا اتنا فی الدنیا حسنة و فی الاخرة حسنة و قنا عذاب النار

(طبقات ابن سعد ج 2 صفحہ 128 عن عبد اللہ بن سائب رضی اللہ عنہ)

2- رب قنعنی بہا رزقتنی و بارک لی فیہ و اخلف علی کل عافیة لی

بخیر (شعب الایمان ج 3 صفحہ 454 عن ابن عباس رضی اللہ عنہما)

میزابِ رحمت کے سامنے سے گزرتے ہوئے آپ (ﷺ) نے یہ دعا کی

اللهم انی اسئلك الراحة عند الموت و العفو عند الحساب . علاوہ ان

دعاؤں کے طواف میں اور کعبہ کے پاس مخصوص دعا آپ ﷺ سے ثابت نہیں۔

(امام ابن منذر المواہب مع زرقانی صفحہ 380 ج 11)

شاید اس لیے تاکہ عام لوگوں کے لئے آسانی پیدا ہو اور یکسوئی سے طواف کر سکیں امام

محمد اور امام ابن ہمام علیہما الرحمۃ کے مطابق اس لیے تاکہ رقت و سوز قائم رہے اور اپنے حال

کے مطابق جو چاہے دعا کریں۔ (فتح القدیر ج 2 صفحہ 457)

طواف کے بعد آپ (ﷺ) نے حجر اسود کا بوسہ لیا (ایک مرتبہ پیاس لگنے پر دوران

طواف زمزم بھی نوش فرمایا مگر یہ طے نہیں ہو سکا کہ یہ عمل حجۃ الوداع کے طواف میں ہو یا کسی

اور طواف میں۔ (سبل الہدیٰ 8 '464) بہر حال روایت دارقطنی میں حضرت ابو مسعود



انصاری رضی اللہ عنہ سے ہے)

اس کے بعد آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) مقام ابراہیم علیہ السلام کی طرف باواز بلند یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے بڑھے واتخذوا من مقام ابراہیم مصلی۔ (القرآن)

رفع صوتہ یسمع الناس، (نسائی) آواز کو بلند اس لیے کیا تا کہ لوگوں کو سنائیں پھر مقام ابراہیم علیہ السلام کے سامنے اس طرح کھڑے ہوئے کہ مقام ابراہیم علیہ السلام آپ کے اور بیت اللہ شریف کے درمیان تھا۔ (مسلم، کتاب الحج)

دو نفل پڑھے پہلی رکعت میں سورہ کافرون اور دوسری میں سورہ اخلاص پڑھی۔

یاد رہے! اگر مقام ابراہیم علیہ السلام کے پاس جگہ مل جائے تو زہے نصیب ورنہ یہ نفل کہیں بھی پڑھے جاسکتے ہیں، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے مسجد سے باہر ان نوافل کو ادا کیا (بخاری کتاب المناسک) اور حضرت عمر نے مقام ذی طویٰ پہ ادا کئے۔ (القرئی بحوالہ موطا)

عند الاحناف یہ دو نفل ہر طواف کے بعد واجب ہیں لیکن یہ سہولت ہے کہ ہر طواف کے بعد پڑھے جائیں یا کئی طواف کر کے اکٹھے پڑھ لیے جائیں ایک مرتبہ حضور علیہ السلام نے تین طواف کر کے بعد میں چھ رکعات نوافل ادا فرماتے۔ (القرئی صفحہ 354)

یہ بھی یاد رہے کہ طواف کے نوافل اسی وقت ادا کئے جائیں گے کہ جب نوافل ادا کرنے کا وقت ہو یعنی طلوع صبح سے بلندی آفتاب تک یا دوپہر یا نماز عصر کے بعد طواف تو کیا جاسکتا ہے لیکن نوافل ان اوقات کے گزرنے کے بعد ادا کیے جائیں اور وہ جو حدیث میں آتا ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ بیت اللہ کے طواف سے کسی وقت بھی منع نہ کرو نیز فرمایا: یصلی اية ساعة شاء من لیل او نهار (ابوداؤد نسائی، ترمذی عن جیر بن مطعم رضی اللہ عنہم) نماز پڑھے جس گھڑی چاہے رات کو یا دن کو۔

اور بعض علماء نے اس سے نوافل طواف مراد لیے ہیں یہ الفاظ اس معنی میں واضح نہیں ہیں کہ اس سے طواف کے نوافل ہی مراد ہوں۔

حدیث شریف میں ہے کہ جو مقام ابراہیم علیہ السلام کے پیچھے دو رکعتیں ادا کرے اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیے گئے اور قیامت کے دن امن والوں میں محشور ہوگا۔



## صفا مروہ کی سعی

ازاں بعد حضور علیہ السلام صفا پہاڑی کی طرف تشریف لے گئے اور اس کے قریب جا کر اس آیت کی تلاوت فرمائی ان الصفا والمروة من شعائر اللہ . بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں اور فرمایا: نبداً کما بدأ ربنا . ہم اس (صفا) سے ابتداء کر رہے ہیں جس سے ہمارے رب نے (مذکورہ آیت میں) ابتداء فرمائی۔

یاد رہے: کہ سعی کا آغاز صفا سے کرنا (بالاتفاق) واجب ہے۔

جب آپ ﷺ صفا پہاڑی کے اوپر تشریف لے گئے اور بیت اللہ شریف پہ نظر پڑی تو آپ نے کعبہ کی طرف چہرہ کر کے مندرجہ ذیل کلمات تین دفعہ دہرائے

لااله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شئ قدير لااله الا الله انجز وعده ونصر عبده وهزم الاحزاب وحده۔

اس کے بعد آپ (ﷺ) نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور حمد الہی کے بعد جو اللہ نے چاہا دعا کی۔ (مسلم، کتاب الحج عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہما)

صفا سے آپ (ﷺ) مروہ کی جانب روانہ ہوئے اور میلین اخضرین (پست جگہ) پہ تیزی کے ساتھ چلے اور اول و آخر کا فاصلہ سکون سے طے کیا۔ (مسند احمد ج 3 صفحہ 320)

ایک صحابیہ (حضرت حبیبہ بنت ابی تجرہ رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں کہ صفا مروہ کے درمیان پست جگہ (میلین اخضرین) پہ آپ ﷺ اتنی تیز چلے کہ چادر مبارک اڑ رہی تھی اور آپ اپنے صحابہ کو فرما رہے تھے اسعوا ان اللہ کتب علیکم السعی (ایضاً ج 2 صفحہ 421)

دوڑ والہ اللہ نے دوڑنا تم پہ لازم کر دیا ہے۔ بخاری و مسلم میں روایت ہے کہ بعض صحابہ کرام کے ذہن میں یہ تھا کہ صفا و مروہ پہ کفار نے بت رکھے ہوئے تھے لہذا کہیں سعی کرنے سے ان کی تعظیم نہ ہو جائے اس پر آپ نے سعی کرنے کی تاکید فرمائی اور فرمایا کہ یہ پہاڑیاں اللہ کی نشانیاں ہیں۔ (خلاصہ) سعی کرتے وقت بھی حضور علیہ السلام نے اضطباع فرمایا ہوا تھا۔ (مسند احمد ج 4 صفحہ 223)



جب آپ ﷺ مروہ (پہاڑی) پہ پہنچے تو اسی طرح کیا جس طرح صفا پہ کیا تھا یعنی بیت اللہ کی طرف رخ کر کے حمد اور دعا کی صفا مروہ کے درمیان آپ (ﷺ) سے دو دعائیں منقول ہیں

1- رب اغفر وارحم واهدنی السبیل الاقوٰم۔ (القریٰ لقاصداً القریٰ صفحہ 368)

2- رب اغفر وارحم انک انت الاعز الا کرم۔ (ایضاً)

مروہ پہ آپ (ﷺ) نے سعی کے اختتام پہ اعلان فرمایا کہ جس کے پاس ہدی (قربانی کا جانور) نہیں وہ عمرہ مکمل کر کے احرام کھول دے اور پھر آٹھ ذی الحج کو حج کا احرام باندھ لے اور ہدی والے احرام نہ کھولیں بلکہ اسی احرام کے ساتھ حج ادا کریں۔ احرام کھولنے والوں میں آپ (ﷺ) کی ازواج بھی تھیں اور صاحبزادی حضرت فاطمہ (رضی اللہ عنہا) بھی تھیں اور نہ کھولنے والوں میں خود حضور اقدس ﷺ حضرت ابو بکر، عمر، علی، طلحہ، زبیر اور عثمان رضی اللہ عنہم تھے۔ (حجۃ الوداع صفحہ 89)

ایک صحابی (حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا کہ جس کے پاس ہدی نہیں اس کو احرام کھولنے کی اجازت صرف اس سال کے لئے ہے یا ہمیشہ کے لئے تو حضور علیہ السلام نے انگلیوں میں انگلیاں ڈال کر فرمایا بل لا بد ابدًا۔ یہ اجازت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہے یعنی حج کے مہینوں میں تا قیامت عمرہ کی اجازت ہے۔ اس میں اہل جاہلیت کا بطلان ہے۔

(زرقانی ج 11 صفحہ 388)

یاد رہے کہ صفا و مروہ کے درمیان میلین اخضرین جہاں آج کل سبز لائٹ کے نشانات ہیں وہاں صرف مرد حضرات ہی دوڑ لگائیں گے عورتیں اپنی معتاد چال کے مطابق چلیں گی۔ ان پر دوڑنا واجب یا سنت نہیں۔ (القریٰ)

دوسری بات یہ بھی یاد رکھیں کہ

ان کل طواف بعدہ سعی یسحب فیہ الاستلام لان الطواف کما

یفتتح بالاستلام فکذا سعی بہ ایضاً (ہدایہ للامام المرغینانی)

ہر وہ طواف کہ جس کے بعد سعی ہو اس میں استلام (جس طرح کہ طواف کی



ابتداء میں حجر اسود کے سامنے کیا گیا) مستجب ہے کیونکہ جیسے طواف کا آغاز  
استلام سے ہو اسی طرح سعی کا آغاز بھی اسی سے ہوگا۔

### ایک حسین یاد

چونکہ حضور علیہ السلام زوال سے پہلے عمرہ ادا فرما چکے تھے اس سے آپ ﷺ نے نماز  
ظہر بمعہ اصحاب مقام بطحا میں ادا فرمائی یہ مقام اس وقت شہر مکہ سے باہر جانب مشرق وادی  
مہصب سے متصل تھا اس جگہ آپ ﷺ نے چمڑے کے سرخ خیمے میں قیام فرمایا۔ (بل الہدیٰ)  
اس مقام پہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں حضور علیہ السلام کے وضو سے بچا ہوا پانی تھا جو  
صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے دیکھا فقام الناس فجعلوا یاخذون بیدہ فیمسحون  
بہا وجوہہم۔ سب لوگ وہ پانی حاصل کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے اور اپنے چہروں پہ  
ملنے لگے۔ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام جب نماز پڑھانے کے لئے  
خیمے سے باہر تشریف لائے تو آپ نے سرخ دھاری دار چادر اوڑھ رکھی تھی میں نے آگے  
بڑھ کر آپ ﷺ کا دست اقدس پکڑا اور اپنے چہرے پہ ملنا شروع کر دیا فاذا ہوا برد من  
الثلج واطیب ریحاً من المسک۔ تو وہ برف سے زیادہ ٹھنڈا اور کستوری سے زیادہ  
خوشبودار تھا۔ اسی موقع پر میں نے حضور علیہ السلام کی پنڈلیوں کی زیارت بھی کی اور مجھے آج  
بھی یاد ہے کانی انظر الی بریق ساقیہ۔ گویا میں آج بھی ان کی چمک دمک دیکھ رہا  
ہوں۔ (بخاری صفحہ 502 ج 1)

اسی مقام پہ حضرت علی المرتضیٰ جو یمن کے قاضی بنا کر بھیجے گئے تھے حضرت ابو موسیٰ  
اشعری رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور علیہ السلام نے ان  
دونوں سے پوچھا کہ احرام کے وقت کیا نیت کی تھی: دونوں نے عرض کیا یہ کہ  
بما اهل به النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

جونیت ہمارے آقا کی وہی ہماری۔ (بخاری صفحہ 211 ج 1)

یہاں پر حضور علیہ السلام نے جمعرات کی صبح تک قیام فرمایا پھر سات ذی الحجہ کو حضور  
علیہ السلام نے مسجد حرام میں لوگوں کو خطبہ دیا جس میں مناسک حج اور منیٰ میں روانگی کی



ہدایات ارشادات فرمائیں اور فرمایا ہر شخص کوشش کرے کہ نماز ظہر منیٰ میں ادا کرے خطبہ کے الفاظ آپ نے بیت اللہ شریف کا دروازہ پکڑا کر اور لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمائے جو مندرجہ ذیل ہیں

یا معشر المسلمین ان من اشراط القيامة اضاءة الصلوة واتباع

الشهوات وتكون امراء خونة ووزراء فسقة (حجۃ الوداع صفحہ 91)

اے اہل اسلام! علامات قیامت میں سے نماز ضائع کرنا شہوات کی پیروی کرنا، حکمرانوں کا خائن ہونا اور وزراء کا فاسق و فاجر ہونا ہے۔

اس دن کا نام یوم الزینہ رکھا گیا کیونکہ اس دن قربانیوں کو مزین کیا جاتا ہے۔

(البدایہ باب حجۃ الوداع)

منیٰ کو روانگی سے قبل بھی آپ (ﷺ) نے بیت اللہ شریف کا طواف کیا۔

(القریٰ صفحہ 377)

## منیٰ و عرفات کی طرف روانگی

آٹھ ذی الحجہ بروز جمعرات بوقت چاشت آپ (ﷺ) مکہ سے منیٰ تشریف لے گئے جب آپ (ﷺ) کی سواری اٹھی تو آپ (ﷺ) نے بلند آواز سے تلبیہ پڑھنا شروع کیا سواری کی ایک جانب حضرت بلال رضی اللہ عنہ تھے جو لکڑی پہ کپڑا ڈال کر اپنے آقا علیہ السلام پہ سایہ کناں تھے تاکہ دھوپ نہ لگے۔ نماز ظہر منیٰ میں ادا کی گئی (مسند احمد صفحہ 297 ج 1) یہاں پہ آپ (ﷺ) نے کل پانچ نمازیں یعنی جمعرات کی ظہر سے جمعہ کی فجر تک پڑھیں اور اگلے دن نویں ذی الحجہ کو عرفات کی طرف روانہ ہوئے چونکہ نویں ذی الحجہ کی نماز فجر کے بعد ایام تشریق کی تکبیریں شروع ہو جاتی ہیں اس لیے آپ (ﷺ) نے باواز بلند کہا اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر ولله الحمد۔ (کتاب الدعوات للبیہقی)

جب سورج اچھی طرح نکل آیا تو قافلہ سوائے عرفات چل پڑھا بعض تلبیہ پڑھ رہے

تھے اور بعض تکبیرات جس نے جو پڑھا اس کو منع نہ کیا گیا۔ (بخاری کتاب الحج)

میدان عرفات کی طرف آپ صُب (پہاڑ) کی طرف سے تشریف لے گئے جو مسجد



خیف سے شروع ہوتا ہے اور عرفات میں پہنچ کر آپ (ﷺ) کے حکم سے آپ ﷺ کا خیمہ مسجد نمرہ میں نصب کیا گیا۔

### یوم عرفہ یوم آزادی و نجات

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے عرفہ کے دن کے بارے میں فرمایا ما من یوم اکثر ان یعتق اللہ فیہ عبدا من النار من یوم عرفة (مسلم نسائی) اس دن سے زیادہ کسی دن اللہ تعالیٰ لوگوں کو جہنم سے آزاد نہیں فرماتا نیز فرمایا کہ اس دن اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے اہل عرفہ پہ عموماً اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ پہ خصوصاً ناز فرماتا ہے (القرئی صفحہ 407)

کیا عقل نے سمجھا ہے کیا عشق نے جانا ہے

ان خاک نشینوں کی ٹھوکر میں زمانہ ہے

آپ (ﷺ) نے فرمایا جب عرفہ کا پچھلا پہر شروع ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پہ اپنی شان کے مطابق نزول فرماتا ہے اور فرشتوں کو فرماتا ہے گواہ ہو جاؤ جو میرے لیے غبار آلود ہوئے میں نے ان کو بخش دیا۔ (شرح السنہ للبلغوی)

یہ منظر دیکھ کر شیطان جل اٹھتا ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا بدر کے بعد (جب جبریل علیہ السلام صفیں درست کر رہے تھے اور شیطان ذلیل و رسوا ہو کر جل رہا تھا اور چلا رہا تھا) عرفہ کے دن اس پر پھر ذلت رسوائی مسلط ہو جاتی ہے کیونکہ یرى من تنزل الرحمة وتجاوز الله عن الذنوب العظام . وہ دیکھتا ہے کہ رحمت کا نزول ہو رہا ہے اور بڑے بڑے گناہوں کو بخشا جا رہا ہے اتنا ذلیل کسی اور دن میں نہیں ہوتا۔ (موطا)

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں سے فرماتا ہے اگر تمہارے گناہ ریت کے ذروں بارش کے قطروں اور درختوں کے پتوں کے برابر بھی ہوں تب بھی بخش دیے جائیں گے۔ (کنز)

امام غزالی علیہ الرحمۃ نے کسی صاحب کشف و حال بزرگ کا واقعہ بیان فرمایا کہ انہوں نے عرفہ کے دن شیطان کو بہت کمزور چہرے کا رنگ زرد کمر جھکی ہوئی اور آنکھوں سے آنسو



بہاتے ہوئے دیکھ کر پوچھا کہ تیری یہ حالت کیوں ہے؟ تو اس نے کہا روتا اس لیے ہوں کہ لوگ بغیر کسی دنیوی غرض کے محض رب کی رضا کے لیے اس کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے ہیں مجھے خطرہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو نامراد نہیں رکھے گا۔ کمزور اور دبلا پتلا اس لیے ہو گیا ہوں کہ حاجیوں کی سواریوں کے بارے میں فکر مند ہوں کاش یہ سواریاں میرے راستے یعنی بدکاری اور حرام کاموں میں دوڑتیں رنگ اس لیے زرد ہے کہ کاش لوگ ایک دوسرے کو نیکی کی دعوت دینے کی بجائے گناہوں پہ آمادہ کرتے تو مجھے کتنی خوشی ہوتی اور کمر اس غم میں جھک گئی ہے کہ جب بندہ اللہ سے خاتمہ بالخیر کی دعا کرتا ہے تو میں گھبرا جاتا ہوں کہ جس کو اپنے خاتمے کی اتنی فکر ہے وہ عمل پر گھمنڈ کیسے کر سکتا ہے۔

اسی لیے اہل اللہ جس قدر زیادہ عبادت کرتے ہیں اتنی ہی زیادہ ان میں عاجزی پیدا ہوتی جاتی ہے حضرت مطرف بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ عرفات کے میدان میں یوں دعا کرتے تھے یا اللہ! میری نحوست کی وجہ سے سب لوگوں کو محروم نہ لوٹا دینا اور حضرت بکر مزنی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ایک بزرگ میدان عرفات میں حاجیوں کو دیکھ کر کہہ رہے تھے کہ میرا خیال ہے اگر میں نہ ہوتا تو ان سب کو بخش دیا جاتا۔ (اتحاف)

سالكِ راهِ محبتِ كا خدا حافظ ہے

اس میں دو چار بہت سخت مقام آتے ہیں

ایک روایت میں ہے کہ وہ شخص بہت گناہ گار ہے کہ جو عرفات کے میدان میں بھی یہ سمجھے کہ میری بخشش نہیں ہوئی (اتحاف)

جب نویں ذی الحج کا سورج ڈھل گیا تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنی سواری (قصواء) لانے کا حکم دیا جو تیار کر کے آپ کو پیش کر دی گئی۔ آپ اس پر سوار ہو کر بطن وادی میں تشریف لائے اور سواری پہ سوار ہو کر قد میں شریفین رکابوں میں رکھ کر وہ عظیم الشان معرکہ الاراء خطبہ حجۃ الوداع ارشاد فرمایا کہ جس میں حقوق العباد سے لے کر حقوق اللہ تک اور معاملات سے لے کر عبارات تک تا قیامت انسانیت کے لئے کامل و مکمل ہدایات ہیں۔ ایک صحابی حضرت عمرو بن خارجہ رضی اللہ عنہ کی محبت دیکھیے فرماتے ہیں کہ جب حضور علیہ السلام



خطبہ ارشاد فرما رہے تھے تو میں آپ کی اونٹنی کے بالکل قریب کھڑا ہو گیا یہاں تک کہ ان لعابھا لیقع علی داسی (ترمذی، کتاب الوصایا) اونٹنی کا لعاب میرے سر پہ گر رہا تھا اور میں سن رہا تھا جو آپ فرما رہے تھے۔ خطبہ کی اہمیت کے پیش نظر عربی عبارت اور اردو ترجمے نثر و نظم کے ساتھ (اولاً نثر میں اور بعد ازاں اردو منظوم) پیش کیا جا رہا ہے امید ہے کہ اہل محبت ضرور محفوظ ہوں گے۔

### خطبہ حجۃ الوداع کی عالمی اہمیت

صدالبیک کی گونجی پہاڑوں پر چٹانوں پر  
فرشتوں نے سنے نعمے زمیں کے آسمانوں پر  
فرشتوں نے منائی عید آکر اس بیاباں میں  
کہ پہلا حج اکبر تھا یہی تاریخ انساں میں

آنحضرت ﷺ نے وادی عرفات کے پاس جبل رحمت پر تشریف فرما ہو کر اپنے پہلے اور آخری حج کے موقع پر 9 ذی الحجہ (10 ہجری) کو اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایک عظیم اجتماع میں جن کی تعداد ایک لاکھ سے متجاوز تھی شہرہ آفاق خطبہ دیا جو خطبہ حجۃ الوداع کے نام سے مشہور ہے۔

چشم فلک نے اپنی ہزاروں سال کی گردش کے دوران اس سے زیادہ عجیب منظر نہیں دیکھا اور نہ ہی دنیائے انسانیت نے احترام آدمیت اور انسان کی عظمت شان سے متعلق ایسا وعظ اور آپ ﷺ کی پر خلوص و پرسوز اور شیریں آواز سے بڑھ کر آواز سنی۔

یہ خطبہ انفرادی و اجتماعی اخلاقیات اور شریعت اسلامی کے بنیادی اصولوں اور اہم ترین مسائل و حقائق کا ایک جامع مرقع ہے جسے حقوق انسانی کے باب میں عالمی منشور کی حیثیت حاصل ہے تقریباً چودہ صدیاں بیت گئی ہیں مگر بنی نوع انسان اس پر ایک حرف کا بھی اضافہ نہیں کر سکا اور نہ کر سکے گا کیونکہ یہ خطبہ صاحب جوامع الکلم اور افصح العرب والعجم پیغمبر اکرم ﷺ کی طرف سے جاری کردہ تعلیمات اور ارشادات پر مشتمل ہے اور آپ ﷺ کی ختمیت رسالت کی طرح آپ ﷺ کا خطبہ بھی حرف آخر ہے اس لیے تا قیامت یہ جنس بشری



کے لئے ابدی و سرمدی عالمی منشور (Charter Human) کی حیثیت رکھتا ہے۔  
 عصر حاضر میں حقوق انسانی کے نام پر ہر طرف شور و غل اور چیخ و پکار ہے مگر یہ سب  
 فریب نظر اور دھوکا ہے کون نہیں جانتا کہ شرافت انسانی کی دھجیاں فضاے بسیط میں بکھیرنے  
 کے لئے نئے نئے انداز اختیار کیے جا رہے ہیں اور جو اقوام انسانی احترام و بزرگی کا علم بلند  
 کرنے کی دعوے دار ہیں دراصل وہی دوسروں کا خون چوستی اور اپنی بربریت کے شکار مظلوم  
 و مقتول انسانوں کی لاشوں پر اپنی تہذیب کے قصر ہائے جاہ جلال تعمیر کرتی اور شہدائے  
 انسانیت پر اپنی ثقافت و تمدن کے ایوانوں کی بنیادیں اٹھاتی ہیں اور اس کے باوصف دوسروں  
 کو باور کراتی اور قائل کرنے کی کوشش کرتی ہیں کہ وہ جو کچھ کرتی ہیں انسانیت کی فلاح و بہبود  
 کے لئے کرتی ہیں۔ انسانیت کے نام پر یہ بدترین انسانی استحصال کچھ اس انداز سے واقع  
 ہوتا ہے کہ انسان اسے سمجھ نہیں سکتا اور انسانیت کی خدمت کے دعووں میں جو دسیسہ کاری  
 و جل و فریب، ضرر و فساد اور ہلاکت و بربادی پنہاں ہوتی ہے اس تک رسائی حاصل نہیں کر  
 سکتا۔

پس پیغمبر اسلام ﷺ نے اپنے اس خطبے میں پوری انسانیت کو ایسی تعلیمات سے  
 روشناس کیا ہے جس سے وہ اپنی اصلاح احوال، تہذیب نفس، تصفیہ قلب اور تزکیہ سیرت  
 و کردار کا کام لے سکتی ہے چنانچہ فرمایا! گوش حق نیوش سے سنو! حاضرین غائبین تک یہ پیغام  
 پہنچادیں تاکہ فائدہ عام تام ہو اور پوری دنیائے انسانیت اس سے مستفید ہو کیونکہ محمد کریم  
 علیہ السلام تمام انسانوں کی طرف اللہ کے رسول ہیں اس لیے آپ ﷺ نے اپنے خطبے میں  
 ”ایہا الناس“ کہہ کر پوری انسانیت کو مخاطب کیا۔

پس ہم مسلمانوں کا فرض ہے کہ ہم اس رحمت بھرے پیغام کو جو گراں قدر نصح پاكيزہ  
 و عظم نصیحت اور دائمی و سرمدی اثرات کے حامل ارشادات طیبہ پر مشتمل ہے تمام انسانوں  
 تک پہنچائیں اور رحمۃ للعالمین ﷺ کے اس ارشاد گرامی پر عمل پیرا ہوں۔

”اگر تمہیں ایک آیت (مسئلہ) بھی معلوم ہو تو اسے دوسروں تک پہنچاؤ!“

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں کتاب و سنت سے واقفیت اور اس پر عمل کی توفیق



نصیب کرے آمین! (ماخوذ از خطبہ حجۃ الوداع)

ثنا اس کی کہ جس نے کر دیے گن سے جہاں پیدا  
زمین و آسماں پیدا مکان و لامکان پیدا  
ثنا اس کی کیا مبعوث جس نے سرور عالم  
امام الانبیاء فخر رسل پیغمبر اعظم (ﷺ)

بسم الله الرحمن الرحيم

## خطبہ حجۃ الوداع

إِذَا كَانَ يَوْمُ الْحَجِّ أَتَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَفَةَ  
فَنَزَلَ بِهَا حَتَّى إِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ أَمَرَ بِالْقُصُورِ أَنْ تُفْرَجَ لَهَا فَآتَى  
بَطْنَ الْوَادِي فَخَطَبَ النَّاسَ خُطْبَتَهُ الَّتِي بَيْنَ فِيهَا مَا بَيْنَ.

فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ قَائِلًا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ صَدَقَ  
وَعْدُهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ.

أَيُّهَا النَّاسُ اسْمَعُوا قَوْلِي فَإِنِّي لَا أَرَانِي وَإِيَّاكُمْ أَنْ نَجْتَمِعَ فِي هَذَا  
الْمَجْلِسِ أَبَدًا بَعْدَ عَامِي هَذَا.

أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللَّهَ يَقُولُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ  
وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ  
أَتْقَى فَلَيْسَ لِعَرَبِيٍّ عَلَى عَجَبِيٍّ فَضْلٌ وَلَا لِعَجَبِيٍّ عَلَى عَرَبِيٍّ وَلَا  
لِأَسْوَدٍ عَلَى أَبْيَضٍ وَلَا لِأَبْيَضٍ عَلَى أَسْوَدٍ فَضْلٌ إِلَّا بِالتَّقْوَى.

النَّاسُ مِنَ الدَّمِ وَالدَّمُ مِنْ تُرَابٍ إِلَّا كُلُّ مَأْتِرَةٍ أَوْ دَمٍ أَوْ مَالٍ يُدْعَى  
بِهِ فَهُوَ تَحْتَ قَدَمِي هَاتَيْنِ إِلَّا سِدَانَةَ الْبَيْتِ وَسِقَايَةَ الْحَاجِّ.

ثُمَّ قَالَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ لَا تَجِيئُوا بِالْدُّنْيَا تَحْمِلُونَهَا عَلَيَّ رِقَابِكُمْ  
وَيَجِيءُ النَّاسُ بِالْآخِرَةِ فَلَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا.



مَعَشَرَ قُرَيْشٍ إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَذْهَبَ عَنْكُمْ نَحْوَةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَتَعْظُمَهَا  
بِالْأَبَاءِ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ يَمَانِكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ وَأَعْرَاضِكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ  
إِلَى أَنْ تَلْقُوا رَبَّكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا وَكَحُرْمَةِ شَهْرِكُمْ هَذَا  
فِي بَلَدِكُمْ هَذَا. وَإِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ فَيَسْئَلُكُمْ عَنْ أَعْبَالِكُمْ.  
أَلَا فَلَا تَرْجِعُوا بَعْدِي ضَلَالًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ فَمَنْ  
كَانَتْ عِنْدَهُ أَمَانَةٌ فَلْيُؤَدِّهَا إِلَى مَنْ اتَّيَنَّهُ عَلَيْهَا.

أَيُّهَا النَّاسُ كُلُّ مُسْلِمٍ أَخُو الْمُسْلِمِ وَإِنَّ الْمُسْلِمِينَ إِخْوَةٌ أَرْقَاءَ كُمْ  
أَرْقَاءَ كُمْ أَطْعِمُوهُمْ مِمَّا تَأْكُلُونَ وَاكْسُوهُمْ مِمَّا تَلْبَسُونَ.  
أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مِّنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ قَدَمِي مَوْضُوعٌ وَدِمَاءُ  
الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعَةٌ وَإِنَّ أَوَّلَ دَمٍ أَضَعُ مِنْ دِمَائِنَا دَمُ ابْنِ الرَّبِيعَةِ  
بْنِ حَارِثٍ وَكَانَ مُسْتَرْضَعًا فِي بَنِي سَعْدِ فَقَتَلَهُ هُذَيْلٌ وَرَبَّ الْجَاهِلِيَّةِ  
مَوْضُوعٌ وَأَوَّلَ رَبِّمَا أَضَعُ مِنْ رَبَّانَا رَبِّمَا عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْبَطْلِيبِ فَإِنَّهُ  
مَوْضُوعٌ كُلُّهُ.

أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ أَعْطَى كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ فَلَا وَصِيَّةَ  
لِي وَارِثٍ.

الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ.  
مَنْ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ أَوْ تَوَلَّى إِلَى غَيْرِ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ.  
الَّذِينَ مَقُضِيٌّ وَالْعَارِيَّةُ مُرْدَاةٌ وَالنِّسْحَةُ مُرْدُودَةٌ وَالزَّعِيمُ غَارِمٌ.  
وَلَا يَحِلُّ لِأَمْرِيٍّ مِنْ أَخِيهِ إِلَّا مَا أَعْطَاهُ عَنْ طَيْبِ نَفْسٍ مِنْهُ فَلَا  
تَطْبِئَنَّ أَنْفُسُكُمْ.

أَلَا لَا يَحِلُّ لِأَمْرَأَةٍ أَنْ تُعْطَى مِنْ مَالِ زَوْجِهَا شَيْئًا إِلَّا بِإِذْنِهِ.  
أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ لَكُمْ عَلَى نِسَائِكُمْ حَقًّا وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ حَقًّا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ أ  
لَا يُوَاطِنَنَّ فَرْشَكُمْ أَحَدًا تَكْرَهُونَهُ وَعَلَيْهِنَّ أَنْ لَا يَأْتِيَنَّ بِفَاحِشَةٍ



مُبَيِّنَةٍ فَإِنْ فَعَلْنَ فَإِنَّ اللَّهَ قَدْ آذَنَ لَكُمْ أَنْ تَهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ  
وَأَنْ تَضْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبْرِحٍ فَإِنْ انْتَهَيْنَ فَلَهُنَّ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ  
بِالْمَعْرُوفِ.

وَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا فَإِنَّهُنَّ عَوَانٍ لَكُمْ لَا يَبْلُغْنَ لِأَنْفُسِهِنَّ شَيْئًا  
فَاتَّقُوا اللَّهَ فِي النِّسَاءِ فَإِنَّكُمْ أَخَذْتُمُوهُنَّ بِأَمَانٍ مِنَ اللَّهِ وَاسْتَحْلَلْتُمْ  
فُرُوجَهُنَّ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ. فَاعْقِلُوا أَيُّهَا النَّاسُ قَوْلِي. فَإِنِّي قَدْ بَلَغْتُ.  
وَإِنِّي قَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ مَالًا تَصَلُّوا بَعْدَهُ أَبَدًا إِنْ اعْتَصَمْتُمْ بِهِ  
كِتَابُ اللَّهِ وَإِيَّاكُمْ وَالْغُلُوبُ فِي الدِّينِ فَإِنَّمَا أَهْلَكَ مَنْ قَبْلَكُمْ الْغُلُوبُ  
فِي الدِّينِ.

وَإِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ يَسَسَ مِنْ أَنْ يُعْبَدَ فِي أَرْضِكُمْ هَذِهِ أَبَدًا وَلَكِنْ  
سَتَكُونُ لَهُ طَاعَةٌ فِيهَا تَحْتَقِرُونَ مِنْ أَعْبَائِكُمْ فَسِيرْضِي بِهِ  
فَاحْذَرُوهُ عَلَى دِينِكُمْ.

أَلَا فَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَصَلُّوا خَسَكُمْ وَصُومُوا شَهْرَكُمْ وَأَدُّوا زَكَاةَ  
أَمْوَالِكُمْ طَيِّبَةً بِهَا أَنْفُسُكُمْ وَتَحَجُّوا بَيْتَ رَبِّكُمْ وَأَطِيعُوا وِلَاةَ  
أَمْرِكُمْ تَدْخُلُوا جَنَّةَ رَبِّكُمْ.

أَلَا لَا يَجْنِي جَانٍ إِلَّا عَلَى نَفْسِهِ إِلَّا لَا يَجْنِي جَانٍ عَلَى وَلَدِهِ وَلَا مَوْلُودٍ  
عَلَى وَالِدِهِ.

أَلَا فَلْيَبْلِغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ قُرْبًا مُبْلَغٍ أَوْ عِيٍّ مِنْ سَامِعٍ.  
وَأَنْتُمْ تَسْأَلُونَ عَنِّي فَمَاذَا أَنْتُمْ قَائِلُونَ.

قَالُوا نَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ آدَيْتَ الْأَمَانَةَ وَبَلَغْتَ الرِّسَالَةَ وَنَصَحْتَ.

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَصْبَعِهِ السَّبَابَةَ يَرْفَعُهَا إِلَى  
السَّمَاءِ وَيَنْكُتُهَا إِلَى النَّاسِ اللَّهُمَّ اشْهَدِ اللَّهُمَّ اشْهَدِ اللَّهُمَّ اشْهَدِ.



## ترجمہ خطبہ حجۃ الوداع

حج کے دن حضور ﷺ عرفہ (میدانِ عرفات) تشریف لائے اور آپ ﷺ نے وہاں قیام فرمایا جب سورج ڈھلنے لگا تو آپ ﷺ نے (اپنی اونٹنی) قصوا کو لانے کا حکم فرمایا۔ اونٹنی تیار کر کے حاضر کی گئی تو آپ ﷺ (اس پر سوار ہو کر) بطن وادی میں تشریف فرما ہوئے اور اپنا وہ (عظیم الشان) خطبہ ارشاد فرمایا جس میں دین کے اہم امور بیان فرمائے۔

آپ ﷺ نے خدا کی حمد و ثنا کرتے ہوئے خطبے کی یوں ابتدا فرمائی۔ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ یکتا ہے کوئی اس کا سا جھی نہیں خدا نے اپنا وعدہ پورا کیا اس نے اپنے بندے (رسول ﷺ) کی مدد فرمائی اور تنہا اسی کی ذات نے باطل کی نساری مجمع قوتوں کو زیر کیا۔

لوگو! میری بات سنو کیونکہ میں نہیں سمجھتا کہ آئندہ کبھی ہم اس طرح کسی مجلس میں یکجا ہو سکیں گے (اور غالباً) اس سال کے بعد (میں حج نہ کر سکوں گا)۔

لوگو! اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

”انسانو! ہم نے تم سب کو ایک ہی مرد و عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہیں جماعتوں اور قبیلوں میں بانٹ دیا کہ تم الگ الگ پہچانے جا سکو تم میں زیادہ عزت و کرامت والا خدا کی نظروں میں وہی ہے جو خدا سے زیادہ ڈرنے والا ہے چنانچہ (اس آیت کی روشنی میں) نہ کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فوقیت حاصل ہے نہ کسی عجمی کو کسی عرب پر نہ کالا گورے سے افضل ہے نہ گورا کالے سے۔ ہاں بزرگی اور فضیلت کا کوئی معیار ہے تو تقویٰ ہے

انسان سارے ہی آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور آدم علیہ السلام (کی حقیقت اس کے سوا کیا ہے کہ وہ) مٹی سے بنائے گئے ہیں اب فضیلت و برتری کے سارے دعوے خون و مال کے مطالبے اور سارے انتقام میرے ان پاؤں تلے روندے جا چکے ہیں پس بیت اللہ کی تولیت اور حاجیوں کو پانی پلانے کی خدمات علیٰ حالہ باقی رہیں گی۔

پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا! قریش کے لوگو! ایسا نہ ہو کہ خدا کے حضور تم اس طرح آؤ کہ تمہاری گردنوں پر تو دنیا کا بوجھ لدا ہو اور دوسرے لوگ سامانِ آخرت لے کر پہنچیں اور



اگر ایسا ہوا تو میں خدا کے سامنے تمہارے کچھ کام نہ آسکوں گا۔

قریش کے لوگو! خدا نے تمہاری جھوٹی نخوت کو ختم کر ڈالا اور باپ دادا کے کارناموں پر تمہارے فخر و مباہات کی اب کوئی گنجائش نہیں۔ تمہارے خون و مال اور عزتیں ایک دوسرے پر قطعاً حرام کر دی گئیں ہمیشہ کے لئے۔ ان چیزوں کی اہمیت ایسی ہے جیسی تمہارے اس دن کی اور اس ماہ مبارک (ذی الحجہ) کی خاص کر اس شہر میں ہے تم سب خدا کے آگے جاؤ گے اور وہ تم سے تمہارے اعمال کی باز پرس کرے گا۔

دیکھو کہیں میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ تم آپس ہی میں کشت و خون کرنے لگو اگر کسی کے پاس امانت رکھوائی جائے تو وہ اس بات کا پابند ہے کہ امانت رکھوانے والے کو امانت پہنچا دے۔

لوگو! ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور سارے مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اپنے غلاموں کا خیال رکھو ہاں غلاموں کا خیال رکھو انہیں وہی کھلاؤ جو خود کھاتے ہو ایسا ہی پہناؤ جیسا تم پہنتے ہو۔

دور جاہلیت کا سب کچھ میں نے اپنے پیروں تلے روند دیا۔ زمانہ جاہلیت کے سارے انتقام اب کالعدم ہیں پہلا انتقام جسے میں کالعدم قرار دیتا ہوں میرے اپنے خاندان کا ہے۔ ربیعہ بن الحارث رضی اللہ عنہ کے دودھ پیتے بیٹے کا خون جسے بنو ہذیل نے مار ڈالا تھا اب میں معاف کرتا ہوں۔ دور جاہلیت کا سودا اب کوئی حیثیت نہیں رکھتا پہلا سود جسے میں چھوڑتا ہوں عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے خاندان کا سود ہے اب یہ ختم ہو گیا۔

لوگو! اللہ تعالیٰ نے ہر حقدار کو اس کا حق خود دے دیا اب کوئی وارث کے حق کے لئے وصیت نہ کرے۔

بچہ اسی کی طرف منسوب کیا جائے گا جس کے بستر پر وہ ہوا جس پر حرام کاری ثابت ہو اس کی سزا پتھر ہے۔ حساب و کتاب اللہ کے ہاں ہوگا۔

جو کوئی اپنا نسب بدلے گا یا کوئی غلام اپنے آقا کے مقابلے میں کسی اور کو اپنا آقا ظاہر کرے گا اس پر اللہ کی لعنت۔



قرض قابل ادائیگی ہے۔ عاریۃ لی ہوئی چیز واپس کرنی لازم ہے۔ تحفے کا بدلہ دینا چاہیے اور جو کوئی کسی کا ضامن ہو وہ تاوان ادا کرے۔

کسی کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی سے کچھ لے سوائے اس کے جس پر اس کا بھائی راضی ہو اور خوشی خوشی دے۔ خود پر اور ایک دوسرے پر زیادتی نہ کرو۔ عورت کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے شوہر کا مال اس کی اجازت کے بغیر کسی کو دے۔

دیکھو! تمہارے اوپر تمہاری عورتوں کے کچھ حقوق ہیں اسی طرح ان پر تمہارے حقوق واجب ہیں عورتوں پر تمہارا حق ہے کہ وہ اپنے پاس کسی ایسی شخص کو نہ بلائیں جسے تم پسند نہیں کرتے اور وہ کوئی خیانت نہ کریں کوئی کام کھلی بے حیائی کا نہ کریں اور اگر وہ ایسا کریں تو خدا کی جانب سے اس کی اجازت ہے کہ تم انہیں معمولی جسمانی سزا دو اور وہ باز آجائیں تو انہیں اچھی طرح کھلاؤ پہناؤ۔

عورتوں سے بہتر سلوک کرو کیونکہ وہ تو تمہاری پابند ہیں اور خود اپنے لیے وہ کچھ نہیں کر سکتیں چنانچہ ان کے بارے میں خدا (کے احکام) کا لحاظ رکھو کہ تم نے انہیں خدا کے نام پر حاصل کیا اور اسی کے نام پر وہ تمہارے لیے حلال ہوئیں۔ لوگو! میری بات سمجھ لو کہ میں نے حق تبلیغ ادا کر دیا۔

میں تمہارے درمیان ایک ایسی چیز چھوڑے جاتا ہوں کہ تم کبھی گمراہ نہ ہو سکو گے اگر اس پر قائم رہے اور وہ خدا کی کتاب ہے اور ہاں دیکھو دینی معاملات میں غلو سے بچنا کہ تم سے پہلے کے لوگ انہی باتوں کے سبب ہلاک کر دیے گئے۔

شیطان کو اب اس بات کی کوئی توقع نہیں رہ گئی ہے کہ اب اس کی اس زمین میں عبادت کی جائے گی لیکن اس کا امکان ہے کہ ایسے معاملات میں جنہیں تم کم اہمیت دیتے ہو اس کی بات مان لی جائے اور وہ اسی پر راضی ہے اس لیے تم اس سے اپنے دین و ایمان کی حفاظت کرنا۔

لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو پانچ وقت کی نماز ادا کرو مہینے بھر کے روزے رکھو اپنے



مالوں کی زکوٰۃ خوش دلی کے ساتھ دیتے رہو اپنے خدا کے گھر کا حج کرو اور اپنے اہل امر کی اطاعت کرو تو اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

اب مجرم خود ہی اپنے جرم کا ذمے دار ہوگا اور اب نہ باپ کے بدلے بیٹا پکڑا جائے گا نہ بیٹے کا بدلہ باپ سے لیا جائے گا۔

سنو جو لوگ یہاں موجود ہیں یہ احکام اور یہ باتیں ان لوگوں کو بتادیں جو یہاں نہیں ہو سکتا ہے کوئی موجود نہ ہونے والا تم سے زیادہ سمجھنے اور محفوظ رکھنے والا ہو۔

اور (لوگو!) تم سے میرے بارے میں (خدا کے ہاں) سوال کیا جائے گا۔ بتاؤ تم کیا جواب دو گے؟

لوگوں نے جواب دیا کہ ہم اس بات کی شہادت دیں گے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے امانت (دین) پہنچادی اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حق رسالت ادا کر دیا اور ہماری خیر خواہی فرمائی۔

یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگشت شہادت آسمان کی جانب اٹھائی اور لوگوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا! خدایا! گواہ رہنا! خدایا! گواہ رہنا! گواہ رہنا! (صلی اللہ علیہ وسلم)  
(ترجمہ: از ذاکر شبیر حسین قاسم مع الترمیم)

وہ ذات جس نے دھر میں توحید عام کی

وہ ذات مستحق ہے درود و سلام کی

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ میں نے حضور علیہ السلام کو حج میں عرفہ کے دن دیکھا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی اونٹنی قصواء پہ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا۔

اے لوگو! میں تمہارے لیے ایسی چیز چھوڑے جاتا ہوں کہ جب تم اسے پکڑے رہو گے کبھی گمراہ نہ ہو گے ایک اللہ کی کتاب (قرآن مجید) اور دوسری اپنی عترت (اہل بیت)

(ترمذی، مشکوٰۃ)



## خطبہ حج الوداع کا منظوم اردو ترجمہ

اور دکھا عرفات کے اوقات صبح و شام تو جو رہا شاہد ہماری دولتِ ایمان کا اور مسلمانوں کے سجدوں کے مناظر دل نشیں پشتِ ناقہ پر تھے بیٹھے، شہسوارِ نورزا جسکے پاؤں کو رہی صدیوں سے اُمتِ چومتی چشمِ تر کے سامنے ہے جبلِ رحمت کا کمال جن میں شامل تھے ابوبکر و علی، عثمان، عمر بوہریرہ بودجانہ، بوزر و ایوب بھی آج سن لو! میرے لوگو! ہے پیامِ آخریں اس جگہ، اس شہر میں اور آج کے دن پھر کبھی سامنے آنکھوں کے لوگوں کے اندھیرا آ گیا ”دلربا محبوب کا وقتِ جدائی آ گیا ہو گیا تاریک اُن کے سامنے سارا جہاں غور سے سن لو! اقوالِ دہرانے لگے توڑ ڈالے جاہلیت کے سبھی رسم و رواج میری جانب سے معاف و ختم ہے اس کا وجود میری جانب سے عمرو کا خونِ ناحق بھی معاف اور شبہِ عمد کا سو اونٹ کا ہو گا قصاص ہو نہیں سکتی ہے ان میں کوئی بیشی یا کمی آبرو خاوند کی وہ نیلام کر سکتی نہیں پھر کرو تم بند اُن کی خواب گاہ کی راہ کو نہ پڑے کوئی نشاں جسموں پہ ان خواتین کو

”دوڑ پیچھے کی طرف اے گردشِ ایام تو“ کھینچ دے نقشہ ذرا عرفات کے میدان کا اُس نے دیکھے رسول اللہ کے جلوے حسین اُس نے دیکھا ہے یہ منظر خوشنما و خوش ادا ہے مری چشمِ تصور کے مقابل اونٹنی! مسجدِ نمرہ کے دل آویز گنبد کا خیال ایک لاکھ افراد کا مجمع وہاں تھا منتظر تھے وہاں پر بوعبیدہ اور سلمان فارسی گونج اٹھی پوری وادی میں صدائے دلنشین نہ ملوں شاید میں تم سے بعد اس کے پھر کبھی یہ لفظ سنتے ہی سناٹا بہر سو چھا گیا بوبکر کے ذہن نے لفظوں کا مطلب پالیا غم کے آنسو اُن کی آنکھوں سے ہوئے فوراً رواں ایسے عالم میں رسولِ پاک فرمانے لگے کاروبارِ سود کا میں خاتمہ کرتا ہوں آج! میرے چچا حضرت عباس کی جانب کا سود جاہلیت کے سبھی میں خون کرتا ہوں معاف جو کرے گا خونِ ناحق دے گا بدلہ میں قصاص یاد رکھو! مرد و عورت کے حقوقِ باہمی بے حیائی کا کوئی وہ کام کر سکتی نہیں توڑتی ہے گر کوئی عورت حدودِ اللہ کو اُن کے خاوند ”مار“ بھی سکتے ہیں ان خواتین کو



ایک کلمہ کے عوض، گو، تک و مختار ہو  
ایک قیدی کی طرح وہ قید ہیں بے اختیار  
ہر امانت اُس کے مالک کو کرو واپس ضرور  
حضرت آدم کی ہیں اولاد یہ انس و بشر  
اس لئے بالعقل سب انساں برابر جان لو  
میں نے باطل کر دیا ہے آج، فخرِ رنگ و خون  
کوئی عربی یا قریشی آج سے افضل نہیں  
کوئی عجمی، آج سے کمتر نہ سمجھا جائے گا  
میں نے اعزازات کے بت کر دیئے ہیں پاش پاش  
تقویٰ معیارِ فضیلت میں نے ٹھہرایا ہے آج  
کھاؤ، پیو! ساری چیزیں جو ہیں جائز اور حلال  
اس زمیں پر آج سے پوجا نہ ہو شیطان کی  
حربہ شیطان سے خود کو بچانا بھی ضرور!  
یاد رکھو! بعد میرے کوئی نبی نہ آئے گا  
میں نبی ہوں آخری اور آخری امت ہو تم  
میں نے چھوڑے ہیں تمہارے واسطے دور ہنما  
ان کو مضبوطی سے پکڑو! ہے یہی جبلِ الوریڈ  
میں جو کہتا ہوں، اسی پر عمل بھی کرنا ضرور  
میں نے پیغامِ الہی، آپ کو پہنچا دیا  
اب گواہ رہنا کہ میں نے فرض پورا کر دیا  
میرے مولا! بدرف محزوں کی دعا بھی کر قبول!  
موت ہو شہرِ مدینہ میں، قبر بھی ہو نصیب

پھر بھی نیکی آپ کے اعمال سے اظہار ہو  
اُن کے بارے میں رہو ڈرتے خدا سے بار بار  
ہے یہی حکمِ الہی، ہے یہی حکمِ حضور!  
اور مٹی سے بنے تھے حضرت آدم مگر  
سب اخوت کی لڑی میں ہیں پروئے مان لو  
امتیازِ حسب و نسب و رنگ ہے اب سرنگوں  
کوئی احمر، کوئی گورا آج سے اکمل نہیں  
امتیازِ رنگ و خون یکسر مٹایا جائے گا  
ماننے والے رسومِ جاہلیت دور باش  
میں نے پاؤں سے مٹا ڈالے سبھی رسم و رواج  
اور حرام اشیاء سے خود کو دُور رکھو! با کمال  
در حقیقت ہے حکومت ہر جگہ رحمان کی  
یہ دلوں میں ڈال دیتا ہے وساوس اور فتور  
جو کوئی دعویٰ کرے، کذاب وہ کہلائے گا  
میں نبیوں میں ہوں افضل، افضلین ملت ہو تم  
ایک میری سنتیں اور دوم قرآنِ الہ  
ہو نہیں سکتے کبھی گمراہ، میری ہے نوید  
بالیقین ملتا رہے گا، دین و دنیا کا سرور  
جو سنا جبریل سے وہ آپ کو سنوا دیا  
اور خدا نے آج ہی دیں کو مکمل کر دیا  
دور ہوں رنج و بلا اور بخش دے بہر رسول  
ہوں رسولِ پاک میرے قلبِ خستہ کے قریب  
(بشکریہ سعید بدر)



## خطبہ کے بعد

ثم اذن بلال ثم اقام فصلى الظهر ثم اقام فصلى العصر ولم يصل بينها شيئا . پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے نماز ظہر کے لئے اذان و اقامت کہی اور نماز ظہر ادا کی گئی پھر صرف اقامت کہی گئی اور نماز عصر پڑھی گئی اور ان دونوں نمازوں کے درمیان کوئی (نوافل وغیرہ) ادا نہ کئے گئے۔ ابو داؤد کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ یہ دونوں نمازیں بوقت ظہر ادا کی گئیں (کتاب المناسک) پھر آپ (ﷺ) وقوف عرفات کے لئے سوار ہو کر میدان عرفات میں تشریف لے گئے (مسلم، کتاب الحج) اس حالت میں کہ آپ کی سواری کا رخ پتھروں کی طرف تھا۔ (ایضاً، مواہب ج 11 صفحہ 403)

یہ جگہ جبل رحمت سے قریب ہے جہاں آج کل ستون بنا ہوا ہے اگرچہ سارا میدان ہی وقوف کی جگہ ہے لیکن جبل رحمت کا دامن جو عرفات کے عین وسط میں ہے اس جگہ وقوف زیادہ افضل ہے کیونکہ حضور علیہ السلام نے یہیں یہ وقوف فرمایا (کتاب الايضاح صفحہ 275) امام طبری کے مطابق یہی جگہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کا جائے وقوف ہے۔

(القریٰ صفحہ 387)

حالت وقوف میں حضور علیہ السلام کا رخ انور قبلہ کی طرف تھا غروب آفتاب تک حضور علیہ السلام سواری پہ سوار رہے (البدایہ) لہذا کوئی شخص اگر گاڑی پہ بیٹھا رہے تو اس کا وقوف بھی ہو جائے گا۔

یاد رہے کہ وقوف عرفہ حج کا رکن اعظم ہے (الحج عرفۃ نسائی کتاب المناسک) اگر یہ ادا ہو گیا تو حج ہو گیا ورنہ حج ادا نہ ہوا اور اس کا وقت یوم عرفہ کو زوال سے لے کر مزدلفہ (یعنی دس ذی الحج) کی طلوع فجر تک ہے۔ (نسائی، موطا، البدایہ)

## یوم عرفہ کی دعا

یوم عرفہ وقوف عرفات میں دعا سے بڑھ کر کوئی عمل نہیں حدیث میں ہے افضل الدعاء یوم عرفہ (ترمذی کتاب الدعوات) سب سے افضل دعا عرفات (عرفہ کے دن) کی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس دن حضور علیہ السلام نے پچھلے پہر اپنی



امت کے لئے بخش و مغفرت کی بہت زیادہ دعائیں فرمائیں جس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ظالم کے علاوہ سب کے لئے آپ کی دعائیں مقبول ہیں۔ آپ نے عرض کیا: اے اللہ! تو چاہے تو مظلوم کو ظالم کے ظلم کا بہترین اجر دے دے اور ظالم کو بھی معاف کر دے تو اللہ تعالیٰ نے اگلے دن تک انتظار کروا کے مزدلفہ میں جا کر آپ (ﷺ) کی یہ دعا بھی قبول فرمائی (البدایہ حجۃ الوداع) (میدان عرفات میں حضور علیہ السلام کی خوبصورت دعائیں کتاب کے آخر میں باب الدعوات کے اندر ملاحظہ ہوں)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدعو بعرفة یداہ الی صدرہ کاستطعام المسکین (السنن الکبریٰ ج 5 صفحہ 117)

میں نے حضور علیہ السلام کو عرفات میں اس طرح دعا کرتے ہوئے دیکھا کہ جیسے کوئی مسکین کھانا مانگتا ہے آپ نے اپنے ہاتھ سینے تک اٹھائے ہوئے تھے۔

سلام اس پر جو امت کے لئے راتوں کو روتے تھے

سلام اس پر جو فرش خاک پہ جاڑوں میں سوتے تھے

دعا کرتے کرتے ایک ہاتھ سے سواری کی نکیل گرنے لگی تو آپ ﷺ نے ایک ہاتھ سے اس کو پکڑ لیا وھو رافع یدہ الاخری۔ دوسرا ہاتھ بدستور دعا کے لئے اٹھائے رکھا۔

(النسائی، کتاب المناسک)

### تلبیہ کی فضیلت

حضور علیہ السلام نے عرفات میں تلبیہ کے طور پر یہ الفاظ بھی ادا فرمائے

لیک اللهم لیک لیک ان الخیر خیر الاخرة۔

(سنن سعید بن منصور عن عکرمہ بن خالد مخرومی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ان الفاظ سے بھی تلبیہ پڑھا

لیک اللهم لیک لیک لاشریک لک لیک ان الحمد والنعمة لک



والملك لا شريك لك.

وزاد ابن عمر (اور مندرجہ ذیل الفاظ کا اضافہ بھی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا)

لبيك وسعديك والخير بيديك والرغباء اليك والعمل (لك لبیک)

(مسلم شریف صفحہ 375 ج 1)

حالانکہ ابن عمر رضی اللہ عنہما خود ہی فرماتے کہ حضور علیہ السلام لا شريك لك سے زیادہ نہ پڑھتے (متفق علیہ مشکوٰۃ) معلوم ہوا کہ اذکار و ادعیہ میں اضافہ کی گنجائش ہوتی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میدان عرفات میں ہم میں سے ایک حاجی سواری سے گرے گردن ٹوٹ گئی اور فوت ہو گئے حضور علیہ السلام نے فرمایا! انہیں دو کپڑوں میں کفن دو خوشبو نہ لگانا، سر اور کفن کو دھونی نہ دینا فان اللہ یبعثہ یوم القیمۃ ملیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو بروز قیامت اٹھائے گا تو یہ اسی طرح تلبیہ پڑھ رہے ہوں گے۔

(بخاری، کتاب حزاء الصید)

ایک حدیث میں ہے کہ جب کوئی مسلمان تلبیہ کہتا ہے تو

لبي عن يمينه وشماله من حجر وشجر ومدى حتى تنقطع الارض

من ههنا وههنا (ترمذی، ابن ماجہ، عن سهل بن سعد)

اس کے دائیں بائیں، مشرق و مغرب تک ہر پتھر، درخت اور ڈھیلے بھی تلبیہ کہتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا لبیک کہنا

روایت میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حج کیا اور صفا و مروہ کے درمیان لبیک کہتے ہوئے سعی فرما رہے تھے کہ آسمان سے ندا آئی۔ لبیک عبدی انا معک۔ اے میرے بندے! (اگر تو حاضر ہے تو) میں بھی حاضر ہوں اور تیرے ساتھ ہوں۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سجدے میں گر گئے۔ (فضائل حج، مولانا زکریا)

ہر بات اک صحیفہ تھی امی رسول کی

الفاظ تھے خدا کے زباں تھی رسول کی

(مظفر وارثی)



میدان عرفات میں حضور علیہ السلام کی ایک ادا اور صحابہ کرام کا جذبہ محبت

بعض صحابہ کو شک ہوا کہ شاید حضور علیہ السلام روزے سے ہوں چنانچہ اس مسئلہ کو کلیئر کرنے کے لئے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں دودھ کا پیالہ پیش کیا گیا تو آپ (ﷺ) نے سواری پہ بیٹھے بیٹھے نوش فرمایا (بخاری، کتاب الصیام) مسلم شریف میں ہے فشرب منه والناس ينظرون۔ (کتاب الصیام) حضور ﷺ پی رہے تھے اور صحابہ کرام حضور ﷺ کا دیدار کر رہے تھے۔

(اشربوا الحليب، صلوا على الحبيب - پیو دودھ پڑھو درود۔ صلی اللہ علی حبیبہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوة وسلاما علیک یاسیدی یارسول اللہ وعلى الک واصحابک یاسیدی یا حبیب اللہ)

درود بھیجو سلام بھیجو  
حضور انور کے نام بھیجو

### تکمیل دین کی آیت کا نزول

اس موقع پہ قرآن پاک کی یہ آیت نازل ہوئی:

اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتي ورضيت لكم الاسلام دينا۔  
جس میں تکمیل دین کا اعلان فرمادیا گیا۔

امام غزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حج اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ہے اسی پر ارکان اسلام کا اختتام ہوا اور اسی پر اسلام کی تکمیل ہوئی اور اسی میں اليوم اكملت لكم دينكم کی آیت مبارکہ نازل ہوئی اس سلسلہ میں ایک خوبصورت واقعہ بمعہ مالہ و ما علیہ قارئین کرام کی نذر کیا جا رہا ہے جو صحیح بخاری کتاب الایمان میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ ہم یہاں پہ اس کا ترجمہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

یہود کے بعض علماء نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ تم قرآن پاک میں ایک آیت



پڑھتے ہوا گروہ آیت ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن عید کا دن بناتے (یعنی سالگرہ کے طور پر اس دن کی خوشی مناتے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ وہ کون سی آیت ہے؟ انہوں نے عرض کیا الیوم اکملت لکم دینکم حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہے کہ یہ کس دن اور کہاں نازل ہوئی: بحمد اللہ ہمارے یہاں اس وقت دو عیدیں جمع تھیں جب یہ آیت نازل ہوئی ایک جمعہ کا دن (جو بھی مسلمانوں کے لئے بمنزلہ عید کے دن کے ہے) دوسرے عرفہ کا دن کہ وہ بھی بالخصوص حاجی کے لئے عید کا دن ہے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت جمعہ کے دن شام کے وقت عصر کے بعد جب کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم عرفات کے میدان میں اپنی اونٹنی پر تشریف فرما تھے نازل ہوئی۔ درحقیقت یہ بڑا مشرکہ جانفزا ہے جو اس آیت شریفہ میں سنایا گیا ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ اس آیت شریفہ کے بعد حلت و حرمت کے بارہ میں کوئی جدید حکم نازل نہیں ہوا۔ جب آدمی حج میں یہ خیال کرے کہ اس فریضہ سے دین مکمل ہونے کا یہ ذریعہ ہوا ہے تو کتنے ذوق شوق سے اس فریضہ کو ادا کرنا چاہیے وہ ظاہر ہے۔

پھر جب یہ آیت شریفہ نازل ہوئی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی پر تھے وہ اونٹنی بوجھ کی وجہ سے بیٹھ گئی کھڑی نہ ہو سکی وحی کے وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر وزن بہت بڑھ جاتا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اونٹنی پر ہوتے اور وحی نازل ہوتی تو وہ اونٹنی اپنی گردن گرا دیتی اور جب تک وحی ختم نہ ہوتی حرکت نہ کر سکتی تھی۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جب وحی نازل ہوتی ہے تو مجھے یہ خیال ہوتا ہے کہ میری جان نکل جائے گی (درمنثور) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت شریفہ لایستوی القاعدون من المومنین غیر اولی الضرر (نساء: 31) نازل ہوئی تو میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر غشی سی طاری ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ران میری ران پر رکھی تو اس کے وزن سے میری ران ٹوٹی جا رہی تھی (درمنثور) یہ اللہ پاک کے پاک کلام کی عظمت و ہیبت تھی جس کو ہم لوگ ایسا سرسری اور لاپرواہی سے پڑھتے ہیں جیسا کہ ایک معمولی کلام ہو۔



## عرفات و مزدلفہ پیدل جانے پر نیکیاں

عن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم يقول: من حج من مکة ماشیا حتی یرجع الی مکة کتب اللہ له بكل خطوة سبع مائة حسنة، کل حسنة مثل حسنات الحرم، قيل: وما حسنات الحرم؟ قال: بكل حسنة مائة الف حسنة. (المستدرک للحاکم صفحہ 760 ج 1)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے مکہ سے پیدل چل کر حج کیا تو مکہ مکرمہ واپس آنے تک ہر قدم پر سات سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور ہر نیکی حرم کی نیکیوں کے برابر ہوتی ہے عرض کیا گیا: حرم کی نیکیوں کی مقدار کیا ہے؟ فرمایا: ہر نیکی کے عوض ایک لاکھ نیکیاں ملتی ہیں۔

اس پر اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں ”تو ہر قدم پر سات کروڑ نیکیاں لکھی جائیں گی کہ سات سولاکھ میں ضرب دینے سے سات کروڑ ہوتے ہیں پھر یہ کہ عرفات مکہ معظمہ سے نو کوس گنی جاتی ہے آتے جاتے اٹھارہ کوس ہوئے اور فقیر نے تجربہ کیا کہ عرفی کوس ایک میل اور 3/5 میل ہوتا ہے تو تخمیناً 82 میل سمجھو۔ ہر میل کے چار ہزار قدم۔ 82 کو چار ہزار میں ضرب دینے سے ایک لاکھ بارہ ہزار قدم ہوئے۔ انہیں سات کروڑ میں ضرب دیجئے تو اٹھتر کھرب چالیس ارب نیکیاں بنتی ہیں اور اگر عرفات مکہ معظمہ سے نو میل ہی رکھے تو بہتر ہزار قدم ہوئے جن کی پچاس کھرب چالیس ارب نیکیاں۔ یہ کیا تھوڑی ہیں۔ اور اللہ کا فضل بہت بڑا ہے۔“ (النیرۃ الوضیہ 37)

یاد رہے: حاجیوں کے لئے پنجگانہ نماز کے بعد تکبیرات تشریق کہنا عرفات میں واجب نہیں۔ (مرآة بحوالہ مرقات صفحہ 140 ج 4)

## مزدلفہ کو روانگی

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب (نوذی الحجہ) کا سورج ڈوب گیا فار دف اسامۃ خلفہ و دفع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مسلم، کتاب الحج) تو حضور علیہ



السلام نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے سواری پر بٹھایا اور (جانب مزدلفہ) روانہ ہوئے۔ (حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ اس اعزاز کو اپنے لیے بڑا شرف سمجھ کر بیان فرمایا کرتے تھے)

(مسند احمد ج 5 صفحہ 205)

خیال رہے! حجاج کرام کو سورج عرفات میں ہی غروب کرنا چاہیے اور پہلے ہی بھاگ کر بسوں میں نہیں بیٹھ جانا چاہیے کیونکہ یہ وقت نزول رحمت اور بخشش و مغفرت اور قبول دعا کا ہے اس سے محرومی مناسب نہیں ہے۔ حضرت مجاہد (مشہور تابعی) صحابہ کرام اور تابعین سے نقل فرماتے ہیں

كانوا يرون ان المغفرة تنزل عند دفعة الامام يوم عرفة

(سنن سعید بن منصور)

کہ وہ حضرات اس وقت کو بخشش کا وقت سمجھتے تھے۔ حضور علیہ السلام خود بھی اپنی سواری کی نیل کو خوب کھینچ کر مزدلفہ کی طرف آہستہ آہستہ چل رہے تھے اور لوگوں کو (جو سواریاں دوڑا رہے تھے) فرما رہے تھے۔

السکینہ، السکینہ، السکینہ، آرام، سکون، وقار سے چلو

(مسند احمد ج 5 صفحہ 208)

عليكم بالسکینہ فان البر ليس بالايضاع (بخاری، کتاب الحج)

سکون سے چلو سواری کو دوڑانا کوئی نیکی نہیں۔

ایک موقع پہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے منادی سے اعلان کرایا

ليس البر بايضاع الخيل ولا الركاب. (مسند احمد ج 1 صفحہ 251)

سواریوں اور گھوڑوں کو دوڑانا کوئی نیکی نہیں۔

حضور علیہ السلام منیٰ سے عرفات کی طرف ”صب“ کی طرف راستے سے تشریف لے گئے اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے عرفات سے مزدلفہ کی طرف جانے کے لئے ”مازمین“ کا راستہ اپنایا جو مزدلفہ و عرفات کے درمیان دو پہاڑوں کا نام ہے اور آج کل ان کو اخبین کہتے ہیں

(الانصاح صفحہ 271)



بخاری و مسلم کی روایت ہے کہ احرام باندھنے سے لے کر جمرہ عقبہ کی رمی تک حضور علیہ السلام مسلسل تلبیہ پڑھتے رہے۔ اسی طرح عرفات سے واپس مزدلفہ تک اور مزدلفہ میں بھی حضور علیہ السلام کا یہ معمول مبارک جاری رہا۔ مزدلفہ میں ”شعب اذخر“ کے پاس اتر کر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بول فرمایا زمزم شریف سے ہاتھ وغیرہ دھوئے اور فرمایا نماز مغرب آگے جا کر ادا کریں گے۔ (بخاری کتاب الحج، مواہب ج 11 صفحہ 413)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب اس مقام سے گزرتے تو اس جگہ رک کر اسی طرح کرتے اور اس عمل کو بہت پسند کرتے کیونکہ حضور علیہ السلام ایسا ہی کرتے تھے۔ قافلے والے بھی سواریاں روک لیتے اور سمجھتے کہ شاید نماز مغرب ادا کرنے لگے ہیں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خادم نے بتایا نہیں بلکہ حضور علیہ السلام نے اس مقام پہ اتر کر قضائے حاجت وغیرہ کی تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی اس ادائے دلنواز کا لطف لے رہے ہیں۔ (مسند احمد صفحہ 31 ج 2)

بخاری شریف کتاب الحج میں ہے قیدخل فی نفض ویتوضا۔

قضائے حاجت کے بعد (حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما) استنجا کرتے اور وضو فرماتے۔

تیری ہر ادا پہ ہے جاں فدا مجھے ہر ادا نے مزہ دیا

کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شھا تیرا مثل نہیں ہے خدا کی قسم

مزدلفہ میں وقوف کے بارے میں حضور علیہ السلام نے فرمایا

وقفت بها هنا ومزدلفة كلها موقف (بخاری، مسلم)

مزدلفہ سارا (سوائے وادی محسر کے) ٹھہرنے کی جگہ ہے لیکن میں یہاں ٹھہر رہا ہوں

عرفات و مزدلفہ میں نمازوں کا جمع کرنا

☆ عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: کان رسول

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یصلی الصلوٰۃ لوقتھا الا بجمع

و عرفات۔ (نسائی صفحہ 36 ج 2)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نمازیں ان

کے وقتوں پر ادا فرماتے مگر مزدلفہ میں (مغرب، عشاء) اور عرفات میں (ظہر



عصر کو جمع فرماتے۔

☆ عن عبد الله بن عمر رضي الله تعالى عنهما قال: ان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم صلى المغرب والعشاء بالمزدلفه جميعاً لم يناد في واحدة منها الا باقامة ولم يسبح بينهما ولا على اثر واحدة منهما. (شرح معاني الآثار صفحہ 410 ج 1)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ میں مغرب و عشاء کی نمازیں ایک ساتھ پڑھیں ان میں سے ایک نماز کے لئے اذان نہیں پڑھی مگر اقامت دونوں کے لئے پڑھی گئی دونوں نمازوں کے درمیان کوئی نماز نہیں پڑھی اور نہ ان کے بعد۔

### ایک معمہ اور اس کا حل

سوال: وہ کون سی جگہ سے کہ جہاں نفل کی وجہ سے فرض کو چھوڑنا پڑتا ہے؟

جواب: وہ میدان عرفات ہے کہ جہاں نفل یعنی دعاؤں کی وجہ سے عصر کے وقت کو جو

کہ فرض ہے (ان الصلوة كانت على المؤمنين كتاباً موقوتاً) چھوڑ دیا جاتا ہے۔ امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کے نزدیک یہ جمع صلواتین حج کی وجہ سے ہے اور امام شافعی علیہ الرحمۃ کے ہاں سفر کی وجہ سے ہے مذہب احناف کے قوی ہونے کی ایک دلیل یہ ہے کہ خود مکہ والے جو کہ مسافر نہیں ہوتے وہ بھی جمع صلواتین کرتے ہیں بلکہ خود امام حج بھی حالانکہ مکہ میں رہتا ہے مگر نمازوں کو جمع کرتا ہے۔

چنانچہ حضور علیہ السلام نے وضو فرمایا اور اولاً نماز مغرب کی تین رکعت اور ثانیاً نماز عشاء کی دو رکعت (قصر) ادا کیں۔ (بخاری و مسلم کتاب الحج)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب مزدلفہ پہنچے تو آپ نے اذان کہلوائی پھر نماز مغرب ادا کی پھر اس کے بعد دو رکعات (سنت) پڑھیں پھر کھانا منگوا یا تناول فرمایا پھر ایک شخص نے آذان و اقامت کہی اور نماز عشاء ادا کی گئی۔ (بخاری کتاب الحج)

امام نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حجاج کرام سنن موکدہ ترک نہ کریں یعنی ظہر کی



چار سنتیں ادا کر کے ظہر و عصر کے فرض ادا کریں اور ظہر کے بعد والی دو سنتیں بھی پڑھیں اس طرح مغرب کے بعد والی سنتیں بھی۔ (کتاب الايضاح صفحہ 275)

نماز عشاء ادا کرنے کے بعد نبی اکرم ﷺ نے آرام فرمایا حتی مطلع الفجر یہاں تک کہ فجر طلوع ہو گئی۔ (مسلم، کتاب الحج)

سحری کے وقت حضور علیہ السلام نے کمزور، عاجز اور ضعیف خواتین کو طلوع فجر سے پہلے منیٰ جانے کی اجازت عطا فرمادی اور انہیں نصیحت فرمائی کہ طلوع آفتاب سے پہلے جمرہ عقبہ کی رمی کرنے سے رکے رہیں حضرت سودہ رضی اللہ عنہا بھی ان خواتین میں شامل تھیں جن کو حضور علیہ السلام نے رش سے پہلے مزدلفہ سے منیٰ جانے کی اجازت دے دی اور اس قافلے کے ساتھ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا

(بخاری کتاب الحج، مسند احمد ج 1 صفحہ 344 مسلم کتاب الحج، طحاوی)

کیونکہ اگلے دن حضور علیہ السلام کو بہت مصروفیت تھی مثلاً رمی، قربانی وغیرہ اس لیے آپ ﷺ نے نوافل وغیرہ کی ادائیگی اور رات کا قیام جو آپ کو بہت محبوب تھا ترک فرمادیا اور اس لیے بھی تاکہ لوگ اس رات کی عبادت کو سنت موکدہ سمجھ کر دشواری میں مبتلا نہ ہو جائیں (حجۃ اللہ البالغہ)

میدان مزدلفہ میں نبی اکرم ﷺ نے اپنے معمول سے ہٹ کر نماز فجر ابتدائی وقت میں اذان و اقامت کے ساتھ ادا فرمائی۔ (بخاری کتاب الحج، مسلم کتاب الحج)

ایک شخص نے مسئلہ پوچھا

نماز کے بعد ایک شخص (عروہ بن مفرس رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا کہ میں ”جبل طی“ سے لمبا سفر کر کے حاضر ہوا ہوں، ہر پہاڑ پہ وقف کیا ہے، میری سواری تھک گئی ہے کیا میرا حج ہو گیا ہے آپ (ﷺ) نے فرمایا

من شهد معنا هذه الصلاة بجمع ووقف معنا حتى يفيض منه وقد  
افاض قبل ذلك من عرفات ليلا او نهارا فقد افاض ثم حجه  
وقضى تفته (ابوداؤد کتاب المناسک)



جو ہمارے ساتھ نماز فجر میں مزدلفہ کے اندر شریک ہو گیا اور واپس جانے تک ہمارے ساتھ ٹھہرا اور قبل ازیں وہ رات کو یادن کو وقوف عرفہ کر چکا اس کا حج ہو گیا۔

### ابلیس کا اوویلا

اسی صبح حضور علیہ السلام کی امت کے حق میں باقی ماندہ دعا بھی قبول فرمائی گئی جس کو عرفات میں موقوف رکھا گیا تھا۔ حضور علیہ السلام بہت خوش ہوئے اور تبسم فرمایا حضرت ابو بکر و عمر عنہما نے عرض کیا: ہمارے والدین آپ پہ قربان آپ ہمیشہ مسکراتے رہیں آج اس مقام پہ اس قدر تبسم کی کیا وجہ ہے؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول فرما کر میری امت کو بخش دیا ہے اور شیطان سر میں خاک ڈال کر چیخ و پکار کر رہا ہے ویدعو بالویل والثبور فاضحکنی مارایت من جزعہ (ابوداؤد ابن ماجہ) اور ہلاکت و تباہی کو پکار رہا ہے پس اس کی اس جزع فزع نے مجھے ہنسا دیا۔

امام ابن جوزی کا اس روایت کو موضوعات میں شامل کرنا اس کو ناقابل استدلال نہیں بناتا کیونکہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس پر باقاعدہ ایک مستقل رسالہ لکھا ہے (قوہ الحجج فی عموم المغفرۃ للحجاج) جس میں انہوں نے اس روایت کو قابل استدلال ثابت کیا ہے اور فرمایا ہے کہ زیادہ سے زیادہ اس میں ضعف ہو سکتا ہے جو تعدد طرق سے جاتا رہا۔

(المواہب اللدنیہ ج 11 صفحہ 417)

قرآن مجید کے حکم کے مطابق فاذا افضتم من عرفات فاذکروا اللہ عند الشعر الحرام کہ جب تم عرفات سے واپس لوٹو تو مشعر حرام کے پاس اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔ حضور علیہ السلام نے اس مقام پہ تلبیہ پڑھا۔ (مسلم کتاب الحج)

یاد رہے: مشعر حرام مزدلفہ کے پہاڑوں میں سے جبل قزح نامی ایک پہاڑ ہے اس مقام پر حضور علیہ السلام اپنی اونٹنی قصواء پہ سوار ہو کر تشریف لے گئے اور قبلہ رخ ہو کر کافی دیر ذکر الہی اور دعا میں مصروف رہے اور جب صبح خوب روشن ہو گئی تو سورج طلوع ہونے سے پہلے آپ یہاں (مزدلفہ) سے منیٰ کی طرف روانہ ہوئے اس روانگی میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے



پیچھے سواری پہ بیٹھنے کا اعزاز حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کو حاصل ہوا۔

(مسند احمد ج 1 صفحہ 232)

مزدلفہ سے روانگی کا وقت یہی (طلوع آفتاب سے پہلے کا) ہے لیکن کمزور ضعیف لوگوں کو اس سے پہلے جانے کی بھی اجازت ہے چونکہ مشرکین عرفات سے مزدلفہ کی طرف سورج غروب ہونے سے پہلے اور مزدلفہ سے سورج طلوع ہونے کے بعد منیٰ کو روانہ ہوتے تھے اس لیے حضور علیہ السلام نے ان دونوں روانگیوں میں ان کی مخالفت کا حکم دیا

(السنن الکبریٰ ج 5 صفحہ 125)

اسی میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے (اس جگہ پہ شیطان کی چیخ و پکار یا اصحاب فیل کے ہاتھیوں کا تھک کر عاجز ہو جانے کی وجہ سے) وادی محسر میں سواری کو تیز چلایا اور ضرب بھی لگائی حتیٰ جاوذا لوادئ یہاں تک کہ وادی محسر کو عبور کر لیا۔ (ایضاً صفحہ 126 عن علی رضی اللہ عنہ)

یہیں سے آپ ﷺ نے لوگوں کو فرمایا کہ لوبیا کے دانے کے برابر کنکریاں چن لو تا کہ رمی کی جاسکے اور حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ تم میرے لیے کنکریوں کا انتظام کرو چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ میں چھوٹی چھوٹی کنکریاں لے کر حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا! بس اس طرح کی کنکریاں ہونی چاہیں اور اس بارے میں مبالغہ و غلو سے بچنے کا حکم دیا (کہ بڑے بڑے پتھر نہ مارے جائیں تاکہ کسی کو نقصان نہ پہنچے) (السنن الکبریٰ ج 1 صفحہ 127)

راستے میں ایک خاتون نے اپنے ضعیف باپ کی طرف سے حج کرنے کا مسئلہ پوچھا تو آپ نے فرمایا! ہاں اپنے باپ کی طرف سے توجہ کر سکتی ہے۔ (بخاری و مسلم)

ایک مرد نے عرض کیا میری ماں بہت بوڑھی ہو چکی ہے کیا میں اس کی طرف سے حج کر سکتا ہوں؟ فرمایا! اگر اس پر کسی کا قرض ہو تو تم ادا کر سکتے ہو یا نہیں؟ عرض کیا! ضرور ادا کروں گا فرمایا! اللہ کا حق اس سے زیادہ ادائیگی کا حق دار ہے اس لیے تم اپنی ماں کی طرف سے حج کر سکتے ہو (نسائی)

میدان منیٰ میں کنکریاں مارنے کا عمل

آسمان دنیا کا سورج طلوع ہوا اور آفتاب نبوت و رسالت کی منیٰ میں جلوہ گری ہوئی



آپ (ﷺ) درمیانے راستے سے سیدھے جمرہ عقبہ کے پاس گئے اور سات کنکر مارے اور ہر کنکر پہ تکبیر کہی۔ (مسلم، کتاب الحج)

حضور علیہ السلام نے یہ رمی چاشت کے وقت فرمائی اور سواری پہ سوار ہو کر فرمائی اس طرح کہ بیت اللہ شریف آپ کی بائیں طرف اور منیٰ دائیں طرف تھا اس موقع پر آپ یہ بھی فرما رہے تھے

لا یقتل بعضکم بعضا اذ رمیتہم الجمرۃ فارموہ ببثل حصی الخذف۔

(ابوداؤد کتاب المناسک)

ایک دوسرے کو قتل نہ کرو جب رمی کرو تو لو بیا کے دانے برابر کنکریاں مارو۔  
عرفات و مزدلفہ میں تو دیگر اذکار و ادعیہ کے ساتھ تلبیہ بھی جاری رہا مگر جمرہ عقبہ پر پہلی کنکری پھینکتے ہی تلبیہ ختم کر دیا اور تکبیر پڑھنی شروع فرمادی۔

### قربانی کا منظر

جمرہ عقبیٰ کی رمی سے فارغ ہو کر حضور علیہ السلام قربان گاہ کی طرف تشریف لے گئے اور فرمایا: هذا المنحر و منیٰ کلھا منحدر (مسند احمد ج 1 صفحہ 75) یہ قربانی کی جگہ ہے اور منیٰ سارا قربانی کی جگہ ہے۔ حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کی قربان گاہ آپ ﷺ کی قیام گاہ کے پاس ہی تھی یعنی مسجد خیف کے قریب۔

(مرقاۃ ج 5 صفحہ 444)

نبی اکرم علیہ السلام نے اس مقام پہ تریٹھ اونٹ اپنے مبارک ہاتھوں سے ذبح فرمائے جو آپ خود مدینہ شریف سے اپنے ساتھ لائے تھے اور سینتیس اونٹ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ یمن سے لائے تھے جو انہوں نے ذبح کیے (مسلم، کتاب الحج)

حدیث میں ہے: فطفقن یزدلفن الیہ بایتھن یبدأ۔ (صحاح ستہ، مشکوٰۃ)

اونٹ (بھاگنے کی بجائے) حضور علیہ السلام کی طرف بڑھ رہے تھے اور ان میں سے ہر ایک چاہ رہا ہے کہ پہلے میں حضور علیہ السلام کے ہاتھوں سے ذبح ہونے کی سعادت حاصل کروں کسی اہل محبت نے کیا خوب کہا



ہمہ آہوان صحرا سر خود نہادہ برکف  
 بامید آنکہ روزے بشکار خواہی آمد  
 کہ جنگل کے تمام ہرن اپنا سر (جان) ہتھیلی پہ رکھ کر نکل آئے ہیں اس امید پر کہ ہم  
 (محبوب) شکاری کے تیر کا نشانہ بن جائیں شاید اسی کا ترجمہ اعلیٰ حضرت نے کیا ہو۔

چور حاکم سے چھپا کرتے ہیں یاں اس کے خلاف  
 تیرے دامن میں چھپے چور انوکھا تیرا

کاش کہ اس امت کے اندر بھی یہ جذبہ اطاعت و محبت پیدا ہو جائے حضور علیہ السلام  
 نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ قربانی کا گوشت چمڑا اور لان وغیرہ تو صدقہ کر دو اور  
 کسی کو ان میں سے بطور اجرت کچھ نہ دو۔ (بخاری، کتاب الحج)

امہات المؤمنین جو اس سفر سعادت میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ تھیں ان کی طرف  
 سے بھی علیحدہ ایک ایک گائے ذبح کی گئی۔ (نسائی)

روایات میں ہے کہ ہر قربانی میں سے تھوڑا تھوڑا گوشت لے کر اس کو پکایا گیا جس میں  
 سے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے خود بھی کھایا شوربانوش فرمایا اور لوگوں نے بھی کھایا اور صحابہ کرام کو  
 حضور علیہ السلام نے کھانے اور جمع کرنے کی بھی اجازت فرمائی کہ مدینہ جانے تک یہ گوشت  
 استعمال کرتے رہو (مسند احمد ج 1 صفحہ 260، صفحہ 314)

### تقسیم تبریک

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ  
 حلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حجته (بخاری کتاب الحج)  
 حضور علیہ السلام نے (اس) اپنے حج میں سر اقدس کے بالوں کو استرے کے ساتھ  
 منڈوایا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حضرت ابوطلمحہ انصاری رضی اللہ عنہ کو بلایا  
 اور وہ بال ان کو عطا فرماتے ہوئے فرمایا: اقسامہ بین الناس (بخاری و مسلم)  
 میرے یہ بال لوگوں میں تقسیم کر دو (تا کہ قیامت تک لوگ ان کو محفوظ رکھیں اور ان



سے برکت حاصل کرتے رہیں)۔ (زرقانی علی المواہب ج 11 صفحہ 437)

امام زرقانی علیہ الرحمۃ نے بھی لکھا کہ بالوں کی تقسیم پہ حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کو اس سے مقرر کیا گیا کہ انہی کو حضور علیہ السلام کی قبر انور اور لحد مبارک بنانے کا موقع ملنا تھا لہذا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان کو اس بے مثال انعام سے نوازا دیا۔  
حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا کہ

الحلاق يحلقه وطاف به اصحابه فما يريدون ان تقع شعرة الا في

يد الرجل (مسند احمد ج 3 صفحہ 133)

حجام حجامت میں مصروف تھا اور صحابہ کرام آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے گرد گھیرا بنائے بیٹھے تھے تاکہ کوئی بھی بال مبارک زمین پہ گرنے کی بجائے ہمارے ہاتھوں پہ گرے۔ کیونکہ یہ ان مبارک زلفوں کے بال ہیں جن کی شان یہ ہے کہ

زلفاں تیریاں روز قیامت ایسی عظمت پاؤں

اک اک والوں لکھ لکھ عاصی جنت اندر جاؤں

حجۃ الوداع میں مولانا زکریا لکھتے ہیں کہ (حضور علیہ السلام کا پسینہ اس قدر خوشبودار تھا کہ صحابیات شیشیوں میں جمع کر کے بطور خوشبو استعمال کرتیں اور فرماتیں وہو اطیب الطیب۔ کوئی خوشبو اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی)

ولما كان هذا حال عرقه صلى الله عليه وسلم فرائحة شعره صلى الله عليه وسلم ظاهرة لا تخفى. جب پسینہ ایسا خوشبودار ہے تو سر کا ردو عالم علیہ السلام کے بالوں کی خوشبو کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔

روایات سے پتہ چلتا ہے کہ حضور علیہ السلام نے اس موقع پہ (صحابہ کرام کا ذوق و شوق دیکھا) قلم اظفارها وقسمها بين الناس. ناخن ترشوا کروہ بھی ان میں تقسیم فرمادیے (مسند احمد) مواہب لدنیہ میں ہے کہ دو شخصوں کو قربانی کا گوشت نہ مل سکا تو حضور علیہ السلام نے ایک کو اپنے موئے مبارک عطا فرمادیے اور دوسرے کو ناخن مبارک عنایت کر دیے۔ (ج 11 صفحہ 439)



جس صحابی کو حضور علیہ السلام کی حجامت کرنے کا اعزاز نصیب ہوا (حضرت معمر بن عبد اللہ عدوی رضی اللہ عنہ) وہ فرماتے ہیں کہ اس موقع پہ حضور علیہ السلام نے مزاح کے طور پہ مجھے فرمایا اللہ کا رسول اپنا سر اس حال میں تیرے قابو میں دے رہا ہے کہ جب تیرے ہاتھ میں استرہ بھی ہے حضرت معمر نے عرض کیا۔

واللہ یارسول اللہ: ان ذلک لمن نعم اللہ علی ومنہ

(مسند احمد ج 7 صفحہ 548)

خدا کی قسم اے اللہ کے رسول یہ تو اللہ کا مجھ پہ بڑا خاص فضل و کرم ہی ہے۔ یاد رہے! مردوں کے لئے سر منڈانا افضل ہے کیونکہ حضور علیہ السلام نے حلق کرانے والوں کے لئے تین مرتبہ بخشش کی دعا فرمائی اللھم اغفر للمحلقین۔ اور قصر یعنی بال کٹوانا جائز ہے کیونکہ چوتھی مرتبہ حضور علیہ السلام نے مقصرین کے لئے بھی ایک مرتبہ یہی دعا فرمائی۔ (بخاری و مسلم)

اور عورتوں کے لئے قصر ہی سنت ہے حلق جائز نہیں بلکہ حلق سے منع فرمایا گیا ہے (ترمذی ابوداؤد) اور قصر بھی انگلی کے ایک پورے بھر کے مقدار۔ (سنن سعید بن منصور)

### حجامت کے بعد کے معمولات

حجامت سے فارغ ہو کر حضور علیہ السلام نے احرام کھول دیا اور دوسرا لباس زیب تن کیا اور عید کے دن طواف زیارت سے پہلے حضور علیہ السلام نے خوشبو بھی استعمال فرمائی۔

(مسلم، کتاب الحج عن عائشہ رضی اللہ عنہا)

یاد رہے: جمرہ عقبیٰ کی رمی کے بعد اپنی بیوی سے جماع کے علاوہ احرام کی تمام پابندیاں ختم ہو جاتی ہیں۔

اس موقع پہ حضور علیہ السلام نے حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اعلان کر دو ”یہ کھانے پینے کے اور ذکر الہی کرنے کے دن ہیں اس لیے ان دنوں میں روزہ رکھنا منع ہے (مسند احمد صفحہ 415 ج 3) پھر حضور علیہ السلام سواری پہ سوار ہو کر طواف زیارت کے لئے مکہ المکرمہ روانہ ہوئے اور سواری پہ ہی طواف فرمایا سواری پہ بیٹھے بیٹھے ہی لوگوں کو زمزم



شریف پلایا اور اس وقت سواری پہ آپ ﷺ کے پیچھے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بھی سوار تھے۔  
 (مسلم کتاب الحج، مسند احمد صفحہ 214 ج 1، ابوداؤد کتاب المناسک)  
 سواری پہ طواف فرمانے کی حکمت بیان کرتے ہوئے حافظ ابن حجر علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں  
 فللحاجة الى اخذ المناسك منه . تاکہ لوگ آپ کو دیکھ کر حج کا طریقہ سیکھ لیں رہا یہ  
 سوال کہ آپ (ﷺ) کی سواری کی طرف سے بول و براز کا بھی امکان تو تھا جس سے مسجد  
 حرام شریف کی حرمت میں فرق آتا کیونکہ طواف بہر حال مسجد میں ہی ہوتا ہے تو اس کا جواب  
 یہ دیا کہ آپ (ﷺ) کی سواری آپ (ﷺ) کی برکت سے اللہ کی طرف سے سکھائی ہوئی  
 تھی لہذا آپ اس پر سوار ہوں تو وہ بول و براز نہیں کیا کرتی تھی اور صرف آپ ہی نہیں بلکہ  
 اپنی اہلیہ محترمہ کو حالت مرض میں سواری پہ سوار ہو کر طواف کی اجازت دینے میں بھی یہی  
 حکمت کار فرما تھی لہذا یہ عمل و اجازت اور خصوصیت آپ ہی کے ساتھ خاص رہے گی کوئی اور  
 اپنے آپ کو اور اپنی سواری کو آپ جیسا اور آپ کی سواری جیسا قیاس نہ کرتا پھرے

(خلاصہ عبارت فتح الباری لابن حجر)

تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

یاد رہے کہ اس طواف میں حضور علیہ السلام نے رمل نہیں فرمایا۔

(نسائی، ابن ماجہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما)

طواف سے فارغ ہو کر حضور علیہ السلام نے اپنی سواری کو مقام ابراہیم کے پاس بٹھایا  
 اور دو رکعت نفل واجب الطواف ادا فرمائے (ابوداؤد) پھر چشمہ زمزم شریف کے پاس  
 تشریف لے گئے زمزم کھڑے ہو کر نوش فرمایا اور اپنا باقی ماندہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو عنایت  
 فرمایا جیسا کہ گذر چکا۔

اس کے بعد سواری پہ سوار ہونے کی حالت میں باب صفا سے باہر نکلے کہ آپ کی اونٹنی  
 کی مہار حضرت ابن مکتوم رضی اللہ عنہ نے تھامی ہوئی تھی اور وجد میں آ کر اشعار پڑھ رہے تھے جبکہ  
 حضور علیہ السلام ان کی اس عقیدت پہ مسکرا رہے تھے طواف زیارت کی طرح سعی بھی آپ  
 (ﷺ) نے اونٹنی پہ فرمائی تاکہ لوگ باسانی آپ کی زیارت کر سکیں اور مسائل پوچھ سکیں



کیونکہ کثرت کے ساتھ لوگ زیارت کے لئے جمع ہو گئے تھے اور ہذا محمد ہذا محمد . یہ ہیں محمد یہ ہیں محمد (ﷺ الف الف مرة) حتیٰ خرج العواتق من البيوت . یہاں تک کہ پردہ دار خواتین بھی بے تاب ہو کر برائے زیارت اپنے گھروں سے باہر آ گئیں (مسلم کتاب الحج) اور زبان حال سے کہہ رہی تھیں ۔ آ گیا وہ نور والا جس کا سارا نور ہے

فجاء محمد سرا جامير

فصلوا عليه كثيرا كثيرا

پھر منیٰ کی طرف سواری چلتی ہے

ظاہر بات ہے ظہر کی نماز آپ (ﷺ) نے مکہ شریف میں ہی ادا فرمائی ہوگی کیونکہ دن کے پچھلے پہر آپ (ﷺ) منیٰ تشریف لے گئے اور ایام تشریق کے تین دن وہیں قیام فرمایا۔

حضرت حارث بن عمر سہمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں منیٰ میں حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا جبکہ لوگ آپ کے گرد حلقہ بنائے ہوئے تھے میں نے دیکھا کہ جس شخص نے بھی آپ (ﷺ) کے چہرہ انور کی زیارت کی وہ پکار اٹھا ہذا وجہ مبارك . یہ کتنا بابرکت چہرہ ہے۔ (ابوداؤد ج 1 صفحہ 243)

تمہارے حسن کا کونین میں جواب نہیں

غروب ہو جو کہیں یہ وہ آفتاب نہیں

مسلم شریف کتاب الحج میں ہے کہ سواری پہ تشریف فرما ہونے کی حالت میں ہی کئی لوگوں نے حضور علیہ السلام سے مختلف سوالات کئے (جن کے آپ ﷺ نے جوابات ارشاد فرمائے وہ کیا سوالات تھے اور آپ نے کیا جوابات دیئے آپ بھی ان سے اپنے دل و دماغ اور مشام جاں کو معطر فرمائیں)

سوال

میں نے ذبح سے پہلے حجامت کروالی ہے (کوئی حرج تو نہیں؟ ایک سائل)



جواب

اذبح ولا حرج - جاؤ قربانی کر لو کوئی حرج نہیں

سوال

میں نے رمی سے پہلے قربانی کر لی ہے (کوئی حرج تو نہیں؟ دوسرا سائل)

جواب

ارم ولا حرج - جاؤ رمی کر لو کوئی حرج نہیں

سوال

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ حاجیوں کو پانی پلانے کی ذمہ داری کی وجہ سے میں منیٰ والی راتیں مکہ میں گزارنا چاہتا ہوں کیا اجازت ہے؟

جواب

فاذن له - ہاں اجازت ہے۔ (ابوداؤد)

سوال

اونٹوں کے چرواہوں نے عرض کیا، کیا ہم یہ راتیں منیٰ سے باہر گزار سکتے ہیں؟

جواب

رخص لرعاء الابل فی البیتوتة (ابوداؤد)

آپ نے نہ صرف منیٰ سے باہر رات گزارنے کی اجازت دی بلکہ ان کو فرمایا کہ قربانی کے دن رمی کر لو دوسرے دن بے شک رمی کی چھٹی کر لو اور تیسرے دن دونوں اکٹھی کر لینا۔

(مسند احمد ج 5 صفحہ 450)

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات کے لئے دن کے وقت طواف کی پابندی ختم فرمادی اور رات کو ان کے ساتھ خود تشریف لے جا کر ان کے طواف کا اہتمام

فرمایا۔ (شرح منہاج لابن حجر)



مسلم شریف میں ہے کہ تقدیم و تاخیر کے بارے میں اس دن آپ سے جس نے بھی کوئی سوال کیا (کہ میں نے پہلے والا کام بعد میں یا بعد والا پہلے کر لیا ہے) آپ نے یہی جواب دیا ولا حرج۔ کوئی حرج نہیں (مسلم شریف، کتاب الحج)

شاید یہ بھی آپ ﷺ کے خصوصی اختیارات میں سے ہو یا پھر جو علم نہ ہونے کی وجہ سے بھول کر ایسا کرے اس کے لئے ہو یا مطلب یہ ہو کہ جو بھول کر ایسا کرے اس کو گناہ نہیں ورنہ ہمارے لیے تو دس ذی الحج کو چار امور (جرہ عقبہ کی رمی، پھر قربانی، پھر حجامت، پھر طواف زیارت و سعی) میں ترتیب لازم ہے اور اگر ترتیب کا خیال نہ رکھا تو دم لازم ہے جیسا کہ کتب فقہ میں ایسے ہی ہے۔

الغرض: رمی جمار کے لئے آپ (ﷺ) نے اتوار پیر اور منگل یعنی ایام تشریق کی تین راتیں منیٰ میں ہی بسر کیں اور یہی سنت ٹھہری کہ ان راتوں کا اکثر حصہ منیٰ میں ہی گزارا جائے سورج ڈھلنے پر رمی کا اہتمام کیا جاتا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے

ويقف عند الاولى والثانية فيطيل القيام ويتضرع ويرمي الثالثة  
لا يقف عندها (ابوداؤد کتاب المناسک)

حضور علیہ السلام نے پہلے اور دوسرے جمرہ کی رمی کی تو (قبلہ رخ ہو کر ہاتھ اٹھا کر دعا میں) طویل آہ وزاری اور قیام کیا اور تیسرے جمرہ کی رمی کے بعد آپ وہاں پہ نہ رکے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے: ہکذا رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ میں نے حضور علیہ السلام کو ایسے ہی کرتے ہوئے دیکھا ہے (بخاری کتاب المناسک) لیکن مسند احمد کی روایت کے مطابق حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اتنا اضافہ ہے کہ میں نے حضور علیہ السلام کو دیکھا کہ وقف عند الثانية اکثر ما وقف عند الجمرۃ الاولى۔ آپ جمرہ ثانیہ کے پاس اولیٰ کی بہ نسبت زیادہ ٹھہرے۔

یاد رہے کہ دس ذوالحج کو تو حضور علیہ السلام نے سوار ہو کر رمی فرمائی تھی اور اس کے بعد تمام جمرات کی رمی آپ نے پیدل ہی فرمائی جیسا کہ ترمذی میں ہے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی آپ (ﷺ) کا یہی معمول منقول ہے۔ (مسند احمد)



اس طرح دس ذی الحج کو تو آپ (ﷺ) طواف کے لئے منیٰ سے مکہ قبل الظہر تشریف لائے تھے جبکہ باقی ایام میں بیت اللہ شریف کی زیارت کے لئے رات کو تشریف لانا ہوا اور منیٰ کی ہر رات میں یہ معمول رہا۔ (بخاری کتاب الحج، السنن الکبریٰ ج 2 صفحہ 146)

### اذا جاء نصر الله كان نزول اور ہجر و فراق محبوب کی بو

ویسے تو اس سے پہلے بھی اس سفر سعادت میں آپ (ﷺ) نے کئی بار اس سال دنیا سے پردہ فرما جانے کا اشارہ فرما دیا تھا اور سمجھنے والے سمجھ چکے تھے مثلاً حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سواری پہ رمی فرماتے ہوئے آپ (ﷺ) نے فرمایا

لتاخذوا مناسککم فانی لا ادری لعلی لاحج بعد حجتی هذه

(مسلم شریف کتاب الحج)

مجھ سے مناسک حج سیکھ لو کیا معلوم میں اس کے بعد حج نہ کر سکوں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہی یہ الفاظ بھی مروی ہیں

خذوا عنی مناسککم لعلی لا اراکم بعد عامی هذا

(السنن الکبریٰ ج 5 صفحہ 25)

مجھ سے حج کا طریقہ سیکھ لو شاید کہ اس سال کے بعد میری تمہاری (ظاہری)

ملاقات نہ ہو سکے۔

چنانچہ اس حج کے صرف اکاسی دن کے بعد حضور علیہ السلام کا وصال ہو گیا۔

ناصر الدین البانی حجۃ النبی صفحہ 82 پہ لکھتے ہیں کہ ان (احادیث) میں حضور علیہ

السلام اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو دنیا سے اپنے الوداع ہونے کا اشارہ فرما رہے تھے اس

لیے حکم ہوا کہ موقع کو غنیمت سمجھو اور مجھ سے مناسک حج سیکھ لو۔ وبهذا سمیت حجة

الوداع۔ اسی وجہ سے اس حج کا نام بھی حجۃ الوداع پڑ گیا۔

یہی معاملہ سورۃ النصر کے نزول پر بھی تھا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں

نزلت هذه السورة على رسول الله صلى الله عليه وسلم ببني

وهو في اوسط ايام التشريق في حجة الوداع (اذا جاء نصر الله



والفتح) فعرف انه الوداع (مجمع الزوائد ج 3 صفحہ 266)

سورہ نصر حجۃ الوداع کے دوران منیٰ کے مقام پر ایام تشریق کے درمیان حضور علیہ السلام پہ نازل ہوئی تو آپ (ﷺ) نے پہچان لیا کہ اب دنیا سے کوچ کا زمانہ قریب آ گیا ہے۔ چنانچہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جناب ابن عباس رضی اللہ عنہما کو ہمیشہ دیگر صحابہ کرام علیہم رحمۃ الغفار پہ اس لیے ترجیح دیتے تھے کہ سورہ نصر کے حوالے سے انہوں نے بطور امتحان بہت سے صحابہ کرام سے کوئی خاص واقعہ بیان کرنے کو کہا اور سوائے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کسی نے بھی حضور علیہ السلام کے وصال کے واقعہ کا ذکر نہ کیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہواجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعی علیہ۔ اس سورت میں تو حضور علیہ السلام کے وصال کی خبر دی گئی ہے چنانچہ اس سورہ کے نزول کے بعد حضور علیہ السلام نے اپنی اوٹنی قصواء پہ سوار ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا، (مجمع الزوائد ج 3 صفحہ 262) جو بمعہ اردو ترجمہ مندرجہ ذیل ہے۔

گیارہ ذی الحج کا خطبہ

نصر اللہ عبداً سمع مقالتي فوعاها، ثم اداها الي من لم يسعها،  
فرب حامل فقه لا فقه له ورب حامل فقه الي من هو افقه منه.  
ثلاث لا يغفل عليهن قلب المؤمن اخلاص العبل لله  
والنصيعة لاولي الامر، ولزوم الجماعة، ان دعوتهم تكون من  
ورائه.

ومن كان همه الاخرة جمع الله شمله، وجعل غناه في قلبه، واتته  
الدنيا وهي راغبة.

ومن كان همه الدنيا فرق الله امره، وجعل فقره بين عينيه، ولم  
ياته من الدنيا الا ما كتب له

اللہ تعالیٰ اپنے ایسے بندے کو خوش و خرم رکھے جس نے میری بات کو سنا اور



اسے یاد رکھا، پھر ایسے لوگوں تک پہنچایا جنہوں نے اسے نہیں سنا کیونکہ حکمت (فقہ) کے کتنے ہی پیغامبر ایسے ہوتے ہیں جو اس کی (پوری) سمجھ بوجھ نہیں رکھتے اور حکمت کے کتنے ہی پیغامبر ایسے لوگوں تک اسے پہنچاتے ہیں جو خود ان سے زیادہ سمجھ بوجھ کے مالک ہوتے ہیں۔

تین چیزیں ایسی ہیں جن کے بارے میں ایماندار آدمی کے دل میں کوئی کینہ پروری راہ نہیں پاتی۔

1- خالصۃ اللہ کے لئے (بے لوث) عمل کرنا۔

2- ارباب اقتدار کے لئے (اطاعت، مشورہ اور تنقید کی شکل میں) خیر خواہی

3- نظم جماعت کا سرشتہ تھامے رکھنا۔

ان (یعنی اولی الامر) سے خطاب ان تین تقاضوں کی بنا پر ہونا چاہیے اور جس کی فکر آخرت کے لئے ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اس کی خاطر جمع کرتا ہے اور اس کے دل میں بے نیازی پیدا کر دیتا ہے اور دنیا از خود اس کے پاس کھینچی چلی جاتی ہے اور جس کی محتاجی کو اس کی آنکھوں کے سامنے بیچ میں لا رکھتا ہے اور اسے دنیا میں بجز اس کے کچھ (حصہ) نہیں ملتا جو اس کے لئے لکھا جا چکا ہے۔

(جمہرۃ المخطوب بحوالہ اعجاز القرآن)

## منیٰ سے مکہ روانگی

تیرہ ذوالحجہ کو بعد الزوال نبی اکرم علیہ السلام رمی فرما کر منیٰ سے روانہ ہوئے والمسلمون معہم۔ تمام مسلمان بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے (البدایہ: حجۃ الوداع) نماز ظہر، عصر، مغرب اور عشاء آپ ﷺ نے وادی محصب میں ادا فرمائی۔ (بخاری شریف) اس وادی کے اور بھی چند نام ہیں مثلاً انبطح، بطحاء، خیف بنی کنانہ

(المواہب ج 11 صفحہ 466)

عشاء کے بعد آپ ﷺ نے اس وادی میں آرام فرمایا

(بخاری، مسند احمد ج 2 صفحہ 124)



صحابہ کرام علیہم الرضوان کا بالخصوص خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا بھی یہی معمول رہا  
(ترمذی، بخاری)

اس جگہ قیام فرمانے میں کیا حکمت تھی حضور علیہ السلام نے خود بیان فرمادی جب آپ  
منی سے چلے تو فرمایا

نحن نازلون غدا بخيف بنى كنانة حيث تقاسموا على الكفر . (بخاری)  
كل هم خيف بنى كنانة (وادی محصب) میں اس جگہ ٹھہریں گے جہاں ان (کافروں)  
نے قبل ہجرت بنو ہاشم کے بایکاٹ کی کفر پر ڈٹے رہنے کی قسم اٹھائی تھی اور حضور علیہ  
السلام نے بطور شکر اس مقام کو قیام گاہ بنایا تا کہ دنیا جان لے کہ

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

ایام خاص کی وجہ سے حضرت عائشہ صدیقہ عنہا جو عمرہ ادا نہ کر سکیں اگرچہ ثواب مل گیا  
لیکن عرض کیا کہ میں عملاً عمرہ کرنا چاہتی ہوں، حضور علیہ السلام نے ان کے ساتھ ان کے  
بھائی حضرت عبدالرحمن کو بھیجا اور وہ مقام تنعیم (آج وہاں مسجد عائشہ اسی سبب سے ہے)  
سے احرام بند ہوا کر مکہ سے عمرہ کروا کر واپس لائے اس وقت تک حضور علیہ السلام اس وادی  
(محصب) میں ہی ٹھہرے رہے بلکہ اپنی حرم پاک کا انتظار فرماتے رہے (ابوداؤد)

جو نبی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا عمرہ ادا کر کے حاضر ہوئیں حضور علیہ السلام نے قافلے کو کوچ  
کا حکم دے دیا۔ یہ سحری کا وقت تھا (بخاری، کتاب المناسک)

مکہ پہنچ کر حضور علیہ السلام نے پہلے طواف و داع کیا پھر نماز فجر ادا فرمائی (مسلم شریف  
کتاب الحج) اور یہ بدھ کا دن تھا۔ (القریٰ صفحہ 556)

مسلم شریف میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا (جو طواف و داع میں حضور علیہ السلام کے ساتھ  
شامل تھیں) سے ہے۔

حضور علیہ السلام نے نماز فجر میں سورہ طور کی تلاوت فرمائی۔

یاد رہے کہ حرم کعبہ میں حضور علیہ السلام نے اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو خود با



جماعت نماز پڑھائی (البدایہ حجۃ الوداع)

طواف وداع میں حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ عنہا بیمار ہو گئیں تو حضور علیہ السلام نے انہیں فرمایا  
طوفی من وراء الناس وانت راكبة (مسلم کتاب الحج)

دوسری روایت میں ہے طوفی علی بعیرک والناس یصلون۔ (بخاری کتاب الحج)  
لوگوں کے پیچھے پیچھے سواری پہ طواف کر لویا فرمایا جب لوگ نماز ادا کر رہے ہوں تو اپنی  
سواری پہ طواف کر لینا۔

مسلم شریف و ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ حضور علیہ السلام  
نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص حج یا عمرہ کرے وہ بیت اللہ شریف کا طواف کر کے واپس جائے  
(حضور علیہ السلام نے خود بھی ایسے ہی کیا) الا یہ کہ عورت کونسوانی عارضہ لاحق ہو جائے تو  
طواف وداع سے مستثنیٰ ہے (بخاری عن ابن عباس رضی اللہ عنہما) جیسا کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ  
طواف وداع کے موقع پر معاملہ پیش آیا تو انہوں نے کہا اب میری وجہ سے آپ کو رکنا پڑے  
گا، حضور نے فرمایا! کیا تو نے طواف زیارت کر لیا ہے؟ عرض کیا! جی یا رسول اللہ! فرمایا: اب  
تم کوچ کر سکتی ہو (مسلم شریف)

### مدینہ شریف کو واپسی

حج سے فارغ ہو کر حضور علیہ السلام نے تین بار تکبیر کہی پھر یہ الفاظ پڑھے: لا الہ الا  
اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الہک ولہ الحمد وهو علی کل شیء قذیر الثبون  
تائبون عابدون ساجدون بربنا حامدون صدق اللہ وعدہ ونصرہ عبده  
(بخاری کتاب المغازی)

پھر مکہ شریف کے نشیبی علاقے باب الشکیبہ کی طرف چلے بروز بدھ چودہ ذی الحج کو  
بوقت صبح حضور علیہ السلام مدینہ شریف کی طرف رواج ہوئے۔ حضور علیہ السلام کا معمول تھا  
کہ آپ جس راستے سے جاتے واپسی دوسرے راستے سے فرماتے تاکہ دونوں راستوں کے  
لوگ حصول برکت و زیارت کر سکیں۔ اسی طرح مکہ میں داخلہ کے لئے بھی آپ ﷺ نے  
بلند پہاڑ والا راستہ اپنایا (مکان کی بلندی اور الاسلام یعلو ولا یعلیٰ علیہ کی مناسبت



سے) اور واپسی پہ نشیبی علاقے والی راہ اپنائی (کہ اس میں فراق و جدائی اور عاجزی و انکساری کے ساتھ جذبہ تشکر و امتنان کا پہلو تھا) (المواہب ج 11 صفحہ 474)

تو اس طرح نبی اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع کے دوران مکہ کی سرزمین پہ دس دن قیام فرمایا یعنی چار ذوالحجہ بروز اتوار کو مکہ میں داخل ہوئے اور چودہ ذی الحجہ بروز بدھ کو مدینہ شریف کی طرف روانہ ہوئے۔

### مقام خم غدیر اور عظمت شیر خدا اکرم اللہ وجہہ

اٹھارہ ذوالحجہ بروز اتوار کو نبی اکرم ﷺ مقام خم غدیر پر پہنچے اور ایک درخت کے نیچے تشریف فرما ہوئے، نماز ظہر ادا کی اور بعض لوگوں کی طرف سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازیبا خدشات و خیالات کی تردید فرمائی اور جناب علی شیر خدا اکرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی عظمت و شان کو لوگوں کے سامنے اجاگر فرمایا جس کی تفصیل اس طرح ہے

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ السلام نے یمن کا قاضی بنایا تو میں نے ان کے ساتھ جہاد میں شرکت کی اور بعض معاملات میں ان کی طرف سے زیادتی محسوس کی جس کا ذکر میں نے واپسی پہ حضور علیہ السلام کے سامنے کیا تو میں نے دیکھا کہ حضور علیہ السلام کے چہرہ انور پہ ناراضگی کی علامات ظاہر ہوئیں اور آپ نے مجھے فرمایا! کیا میں ایمان والوں کی جانوں سے بھی زیادہ ان پر حق نہیں رکھتا (اس آیت کی طرف اشارہ تھا النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسہم - الاحزاب - نبی علیہ السلام اہل ایمان کی جانوں سے بڑھ کر ان کے قریب ہیں) میں نے عرض کیا کیوں نہیں تب آپ ﷺ نے فرمایا من كنت مولاہ فعلی مولاہ - جس کا میں دوست ہوں اس کا علی بھی دوست ہے۔ (نسائی شریف)

حضرت براء بن عازب ہی سے ایک روایت میں ہے کہ آپ (ﷺ) نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر لوگوں سے دو مرتبہ پوچھا۔ الستم تعلمون انی اولیٰ بالمؤمنین من انفسہم - کیا تم جانتے نہیں ہو کہ میں ایمان والوں کی جانوں سے زیادہ ان پر حق رکھتا ہوں سب نے ہاں میں جواب دیا تو آپ نے فرمایا!



اللهم من كنت مولاة فعلى مولاة اللهم وال من والاه وعاد من  
عاداه۔

اے اللہ جس کا میں دوست ہوں اس کا علی بھی دوست ہے اے اللہ تو اس کو دوست  
رکھ جو علی کو دوست رکھے اور اس کو دشمن رکھ جو علی کو دشمن رکھے۔

مشکوٰۃ میں ہے کہ اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو  
ان الفاظ میں مبارک دی

اصبحت وامسیت مولیٰ کل مومن ومومنة  
اے علی! آپ نے دن اور رات کی اس حالت میں کہ آپ ہر مومن مرد اور مومن  
عورت کے محبوب ٹھہرے۔

جسے علی کی ولایت کا اعتراف نہیں  
ہزار سجدے کرے کوئی گناہ معاف نہیں  
بدن پہ حج کا احرام اور دل میں بغض علی  
یہ کعبہ پاک کے پھیرے تو ہیں طواف نہیں

اس موقع پہ حضور علیہ السلام نے عظمت اہل بیت اور دیگر معاملات کے سلسلہ میں  
حاضرین کو اپنے ارشادات سے نوازا مثلاً فرمایا  
☆ صدقہ میرے اہل بیت کے لئے حلال نہیں۔

☆ جس نے اپنی نسبت اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف کی اس پر اللہ کی لعنت

ہو

☆ اولاد اس کی ہے جس کا نکاح ہو اور بدکار کے لئے پتھر (رجم) ہے

☆ وارث کے لئے وصیت نہیں۔ (ابن عدی عن زید بن ارقم وبراء بن عازب رضی اللہ عنہ)

حافظ ابن کثیر البدایہ میں لکھتے ہیں

”اس خطبہ میں آپ نے چند امور کا تذکرہ کیا اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی عظمت

امانت و عدالت کو نیز اپنے ساتھ ان کا قرب و نسبت کو بیان فرما کر ان تمام اوہام کا ازالہ فرما



دیا جو لوگوں کے ذہنوں میں تھے“

### مقام روحاء

اس مقام پہ حضور علیہ السلام سے ایک قافلے کی ملاقات ہوئی، انہیں آپ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) نے سلام فرمایا، قافلہ میں سے ایک عورت نے ایک بچے کو اٹھایا اور عرض کیا کیا اس کے لئے حج ہے؟ آپ نے فرمایا! نعم ولك اجر۔ ہاں اور اجر تیرے لیے ہوگا۔

یاد رہے! بالغ ہونے سے پہلے اگر کسی بچے نے حج کیا ہے تو اس کا حج نفلی ہوگا لہذا بالغ ہونے کے بعد اگر اس کو استطاعت ہوگئی تو اس پر فرض حج کی ادائیگی لازم ہے۔ (فلو حرم صبی او عبد فبلغ او عتق فبضی لم یجن عن فرضہ۔ کنز الدقائق۔ کتاب الحج) لیکن بالغ اگر استطاعت سے پہلے حج کر لے تو اس کا بعد الاستطاعت والا فرض ادا ہو گیا۔

(اصول الشاشی)

### مقام ذی الحلیفہ

سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کا یہ معمول مبارک تھا کہ آپ جب بھی مکہ کی طرف تشریف لے جاتے تو طریق شجرہ یعنی درخت والا راستہ اپناتے اور مسجد الشجرہ میں نماز بھی ادا فرماتے اور جب واپس مدینہ لوٹتے تو ذوالحلیفہ کے مقام پہ آکر نماز بھی ادا فرماتے اور رات بھی گزارتے۔ (بخاری)

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بھی ساری عمر یہی معمول رہا۔ (بخاری)

### مدینہ نبی کا قریب آ گیا ہے

رات ذوالحلیفہ پہ بسر کی اور دن کے اجالے میں طریق معرس کے راستے سے مدنی آقا علیہ السلام مدینہ شریف میں داخل ہوئے۔ یہ راستہ ذوالحلیفہ سے پستی میں ہے اور مدینہ شریف اس سے زیادہ قریب پڑتا ہے۔ (زرقاتی)

جیسے ہی احد پہاڑ پہ امام الانبیاء علیہ الوفاء والثناء کی نظر کرم پڑی آپ نے فرمایا ہذا جبل یحبنا ونحبہ۔ یہ وہ پہاڑ ہے جو (پتھر کا پہاڑ ہو کر بھی) ہم سے محبت کرتا ہے اور



ہم (رسول خدا ہو کر) اس سے محبت کرتے ہیں۔

کیسا پتھر دل ہے وہ انسان کہ انسان ہو کر بھی اس کے دل میں حضور علیہ السلام کی محبت نہ ہو خدا ایسے پتھر دلوں سے بچائے

جس دل میں محمد کی محبت نہیں ہوتی  
اس پر کبھی اللہ کی رحمت نہیں ہوتی  
میرا یہ عقیدہ ہے گر ذکر خدا میں  
یہ نام نہ شامل ہو تو عبادت نہیں ہوتی

حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ نے اس کے تحت مرآة شرح مشکوٰۃ ج 4 میں چند ایمان افروز نکات لکھے ہیں آپ بھی پڑھیں

1- تمام حسین صرف انسانوں کے محبوب ہوئے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم انسان، جن، لکڑی، پتھر، جانوروں کے بھی محبوب ہیں یعنی ساری خدائی کے محبوب ہیں کیونکہ خدا کے محبوب ہیں۔

2- یہ کہ دوسرے محبوبوں کو ہزاروں نے دیکھا مگر عاشق ایک دو ہی ہوئے اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبیت کا یہ عالم ہے کہ آج ان کا دیکھنے والا کوئی نہیں اور عاشق کروڑوں ہیں (اعلیٰ حضرت ﷺ فرماتے ہیں)

حسن یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشت زناں  
سرکٹاتے ہیں ترے نام پہ مردان عرب

3- یہ کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو پتھر کے دل کا حال معلوم ہے کہ کس پتھر کے دل میں ہم سے کتنی محبت ہے تو ہمارے دلوں کا ایمان، عرفان، محبت و عداوت وغیرہ بھی یقیناً معلوم ہے یہ ہے علم غیب رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔

4- یہ کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا عشق و محبت جتانے (یا آپ کے سامنے) ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو ہمارے حالات خود ہی معلوم ہیں احد نے منہ سے نہ کہا تھا کہ میں آپ سے محبت کرتا ہوں یا آپ کا چاہنے والا ہوں۔



5- یہ کہ جس انسان کے دل میں حضور ﷺ کی محبت نہ ہو وہ پتھر سے بھی سخت ہے اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کی محبت نصیب کرے۔

6- یہ کہ حضور ﷺ کی محبت ان کی محبوبیت کا ذریعہ ہے جو چاہتا ہے کہ حضور ﷺ اس سے محبت کریں تو اسے چاہیے کہ وہ حضور انور ﷺ سے محبت کرے دیکھو یہاں فرمایا کہ ہم بھی احد سے محبت کرتے ہیں۔

7- یہ کہ جو حضور انور ﷺ کا محبوب بن گیا وہ تمام عالم کا پیارا ہو گیا دیکھو آج احد پہاڑ ہر مومن کی آنکھ کا تارا ہے ایسے ہی آج وہ حضرات بھی حضور انور ﷺ کے چاہنے والے بن گئے خلقت کے محبوب ہو گئے ان کے آستانے مرجع خلأق ہو گئے جو حضور علیہ السلام کو چاہنے والے تھے۔ دیکھو حضرت خواجہ جمیری، حضور غوث پاک، حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہم کے آستانوں کی رونقیں یہ اسی محبوبیت کی جلوہ گری ہے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں

ان کے در کا جو ہوا خلق خدا اس کی ہوئی

ان کے در سے جو پھرا اللہ اس سے پھر گیا

(مرآة شرح مشکوٰۃ ج 4 صفحہ 220)

صحیح بخاری کتاب المناسک میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام کا یہ معمول بھی تھا کہ آپ جب کسی بھی سفر سے واپس تشریف لاتے تو شہر مدینہ کے درود پوار دکھائی دیتے ہی (خوشی سے) سواری (اونٹنی) کو تیز کر لیتے اور گھوڑے کو ایڑی لگاتے۔ شہر مدینہ میں داخل ہوتے ہوئے آپ کی زبان پاک پہ یہ کلمات جاری تھے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ

شَيْءٍ قَدِيرٌ ائِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ سَاجِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ صَدَقَ

اللَّهُ وَعَدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ

(بخاری، ما یقول اذا رجع من الحج)

ترجمہ: اللہ کے علاوہ کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں، نہ کوئی ذات میں اس کا شریک



ہے نہ صفات میں سارا ملک اور ہر قسم کی حمد اسی کے لئے ہے اور وہ ہر شئی پہ قادر ہے، ہم اللہ کی طرف لوٹنے والے رجوع کرنے والے بندگی کرنے والے سجدہ کرنے والے اپنے رب کی حمد کرنے والے ہیں۔ اللہ نے اپنا وعدہ پورا کر دیا ہے۔ اپنے بندے کی مدد فرمادی اور تمام لشکروں کو اس اکیلے نے شکست سے دوچار کر دیا۔

مدینہ شریف پہنچ کر حضور علیہ السلام نے دعوت کا انتظام کیا جس میں اونٹ ذبح کیا گیا۔ (بخاری الطعام عند القدم)

اس سے حج و عمرہ سے واپسی پہ دعوت کا اہتمام کرنے کا ثبوت ملا اور ظاہر ہے یہ دعوت انہی کے لئے ہوگی جو مبارک دینے کے لئے آئیں گے لہذا حج و عمرہ کرنے والے کو مبارک بھی دی جائے۔

(حضور علیہ السلام کو) مبارک دینے والوں اور ملاقات کرنے والوں میں سے ایک عورت (ام سنان رضی اللہ عنہا) سے حضور علیہ السلام نے پوچھا تمہیں کس نے (ہمارے ساتھ) حج کرنے سے روکا؟ اس نے عرض کیا ہمارے پاس دو ہی سواریاں تھیں ایک پر میرے خاوند نے حج کی سعادت حاصل کی ہے جبکہ دوسری کھیتوں میں مصروف تھی تب آپ نے فرمایا

ان عبدة فی رمضان تقضى حجة معی

(رمضان شریف میں عمرہ کر لینا کیونکہ) رمضان کا عمرہ (ثواب کے لحاظ سے)

میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔ (بخاری حج النساء)

(سفر حجۃ الوداع مکمل ہو اس میں اکثر حوالہ جات حضرت مفتی محمد خاں قادری کے اعتماد پر ان کی کتاب ”حضور نے حج کیسے ادا فرمایا؟“ سے لیے گئے ہیں۔ اس میں اگر کوئی روایت ایسی بیان ہوئی ہو کہ جو فقہی مسئلہ کی رو سے فقہ حنفی سے مطابقت نہ رکھتی ہو تو فقہ حنفی کے مطابق عمل کیا جائے کیونکہ فقہ حنفی کی بنیاد قرآن و سنت اور معتبر روایات پر ہی ہے)

آیہ ثانیہ کے جملہ رابعہ کی تفسیر

ومن كفر فان الله غني عن العلمين اور جو کفر کرے تو بے شک اللہ تعالیٰ سارے جہانوں سے بے پرواہ ہے کفر کے معنی ہیں انکار کرنا یہ ایمان کا مقابل ہے پھر کفر کی



دو قسمیں ہیں (1) عملی (2) اعتقادی۔ یہاں دونوں معنی مراد ہو سکتے ہیں۔

یعنی جو حج کرنے کی استطاعت رکھتا ہو مگر کفار کی طرح حج نہ کرے یا جو کوئی حج کی فرضیت کا ہی منکر ہو جائے تو وہ جان لے کہ اللہ کے فائدے کے لئے نہیں بلکہ اپنے ہی فائدے کے لئے اس کا حج کرنا تھا اور اب حج نہ کر کے اپنا ہی نقصان کر بیٹھا ہے۔ اللہ کو نہ کسی کے حج کرنے کا فائدہ ہے اور نہ کسی کے نہ کرنے پر نقصان ہے۔

معلوم ہوا کہ حج کا انکار کرنا کفر ہے اور بلا عذر حج نہ کرنا علامت کفار ہے اسی سختی کے اظہار کے لئے ومن کفر فرمایا گیا۔

### فائدہ

اس دوسری آیت سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ بابرکت مقام کا قرب بھی باعث فضیلت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کعبہ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا فیہ ایات بینات مقام ابراہیم تو جب مقام کے پاس ہونے کی وجہ سے کعبہ کی شان کو بیان کیا جا رہا ہے بڑھ گئی تو جو خوش نصیب آج بھی حضور علیہ السلام کے ساتھ محو استراحت ہیں ان کی شان کا عالم کیا ہوگا، کیا مقام مصطفیٰ ﷺ کا قرب مقام ابراہیم سے کم شان رکھتا ہے؟

مقام ابراہیم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدم چومے تو اس کی عظمت سبحان اللہ۔ اور مدینہ شریف کی گلیوں کے ذرے کیوں نہ ستاروں سے افضل ہوں کہ ان کو حضور علیہ السلام کی نعلین پاک چومنے کا موقع میسر آیا

یہاں کے پتھروں نے پاؤں چومے ہیں محمد کے

(صلی اللہ علیہ وسلم)

طاقت ہونے کے باوجود حج نہ کرنے کا گناہ

☆ سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ حضور علیہ

السلام نے ارشاد فرمایا

من ملک زادا وراحلة تبلغه الی بیت اللہ ولم یحج فلا علیہ ان

یسوت یهودیا اور نصرانیا (ترمذی صفحہ 100 ج 1)



جو شخص زادراہ اور سواری کے اخراجات کی طاقت رکھنے کے باوجود بیت اللہ شریف کا حج نہ کرے کوئی فرق نہیں کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر پھر آپ نے مذکورہ آیت کے تیسرے جملے (وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلاً) کی تلاوت فرمائی۔  
امام غزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ (حج) کتنی اہم عبادت ہے کہ جس کا چھوڑنے والا گمراہی میں یہود و نصاریٰ کے برابر شمار ہوتا ہے۔

☆ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

من لم یمنعہ من الحج حاجة ظاہرة او سلطان جائرا ومرض  
حابس فبات ولم یحج فلیبت ان شاء یہودیا وان شاء نصرانیا

(دارمی، مشکوٰۃ)

جس شخص کے لئے کوئی واقعی مجبوری، ظالم بادشاہ یا شدید مرض حج سے مانع نہ ہو  
پھر وہ حج کیے بغیر مر جائے تو چاہے وہ یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث کے مضمون کے بارے میں یہ بھی منقول ہے کہ آپ  
نے تین مرتبہ فرمایا! ایسا شخص چاہے یہودی ہو کر مرے چاہے عیسائی ہو کر۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر نے قسم کھا کر یہی کچھ ارشاد فرمایا۔ (کنز)

اور اتحاف و کنز کی روایت کے مطابق حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرا دل  
چاہتا ہے کہ تمام شہروں میں اعلان کروادوں کہ جو شخص قدرت ہونے کے باوجود حج نہ کرے  
اس پر جزیہ مقرر کر دوں کیونکہ وہ شخص مسلمان نہیں ہے۔ (یاد رہے کہ حج کا انکار کرنے سے  
بندہ کافر ہو جاتا ہے)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ارشاد فرماتے ہیں

من کان لہ مال یبلغہ حج بیت ربہ او تجب علیہ فیہ الزکوٰۃ  
فلم یفعل سال الرجعة عند الموت (کنز)

جس شخص کے پاس حج کے اخراجات کے برابر مال ہو اور وہ حج نہ کرے یا اس  
پر زکوٰۃ واجب ہو اور ادا نہ کرے وہ مرتے وقت دنیا میں رہنے کی تمنا کرے گا



(یعنی رب کی بارگاہ میں اس کی ملاقات کا شوق اس کے دل میں نہ ہوگا کیونکہ جانتا ہے کہ اللہ کو منہ دکھانے کے قابل نہیں ہوں)  
ہو سکتا ہے اس آیت کی طرف اشارہ ہو

حتى اذا جاء احد هم الموت قال رب ارجعون ۝ لعلی اعمل صالحا  
فیہا ترکت کلا انها کلمة هو قائلها ومن وراء هم برزخ الی یوم  
یبعثون (المومنون)

یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی پر موت آتی ہے تو اس وقت وہ کہتا ہے اے  
میرے پالنے والے مجھے دنیا میں واپس بھیج دے تاکہ میں نیکی کروں اس میں  
سے جو (مال) میں نے پیچھے چھوڑا ہرگز ایسا نہ ہوگا یہ اس کے منہ کی بات ہے  
جو اس نے کہہ دی (مانی نہ جائے گی) ان کے آگے پردہ (عالم برزخ) ہے  
قیامت تک کے لئے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول عبارت کا مفہوم اس طرح ہے کہ اگر کوئی یہ سمجھے کہ  
یہ آیت تو کافروں کے بارے میں ہے تو میں یہ آیات پڑھتا ہوں (سورۃ المنافقون کا آخری  
رکوع جس کی پہلی آیت میں یا ایہا الذین امنوا سے اہل ایمان کو خطاب ہے اور آخری  
آیت میں ہے) ولن يؤخر الله نفسا اذا جاء اجلها..... اس رکوع کی تین آیات ہیں  
اور درمیانی آیت میں ہے (اے ایمان والو) موت آنے سے پہلے خرچ کر لو کہیں ایسا نہ ہو  
کہ موت آئے تو تم میں سے کوئی کہے لولا اخرتني الی اجل قریب کاش کہ موت کچھ  
مدت کے لئے ٹل جاتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس آیت میں اس مسلمان کا ذکر ہے کہ جس  
کے پاس مال تھا اور اس نے حج و زکوٰۃ اور مال کے دیگر حقوق ادا نہ کیے۔ (درمنثور)

☆ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا

يقول الله عز وجل ان عبدا صححت له جسده ووسعت عليه في

البعیثة تبضی علیه خمسة اعوام لا یفد الی لمحروم

(رواہ ابن ماجہ فی صحیحہ)



اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس بندے کو میں نے صحت اور رزق میں وسعت عطا فرمائی اور وہ پانچ سال تک میری بارگاہ میں (حج کے لئے) حاضر نہ ہو تو وہ ضرور محروم ہے۔

☆ حضرت ابو جعفر محمد بن علی رحمۃ اللہ علیہما اپنے باپ اور وہ اپنے دادا سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

ما من عبد ولا امة يظن بنفقة ينفقها فيما يرضى الله الا انفق  
اضعا فها فيها يسخط الله وما من عبد يدع الحج لحاجة من  
حوائج الدنيا الا راى المخلفين قبل ان تقضى تلك الحاجة يعنى  
حجة الاسلام وما من عبد يدع البشى فى حاجة اخيه المسلم  
قضيت اولم تقض الا ابتلى بمعونة من يا ثم عليه ولا يوجر فيه

(رواہ اصہبانی)

جو شخص مرد ہو یا عورت اللہ کی رضا والے کام میں خرچ کرنے سے بخل کرے وہ اس سے بہت زیادہ اللہ کی ناراضگی والے کام میں خرچ کرے گا اور جو شخص کسی دنیوی غرض کے لئے حج کو نہ جائے تو اس کی غرض بھی پوری ہی نہیں ہوگی یہاں تک کہ لوگ حج کر کے واپس بھی آجائیں گے اور جو شخص کسی مسلمان کی مدد کرنے کے لئے نہیں چلے گا وہ گناہ کی طرف چل کر جائے گا۔

### فضائل حج حدیث کی روشنی میں

☆ سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

الحج البرور ليس له جزاء الا الجنة (متفق عليه) مقبول حج کی جزاء جنت (سے کم نہیں) ہے

مقبول حج وہ ہے جس میں گناہ کا دخل نہ ہو اور تمام آداب و شرائط کے مطابق کیا جائے جیسے لوگوں کو کھانا کھلانا، ان سے نرمی کے ساتھ پیش آنا، فسق و فجور سے بچے رہنا اور کثرت سے سلام کرنا وغیرہ۔

ایک حدیث میں ہے اور یہ بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ حضور علیہ السلام نے



من حج فلم يرفث ولم يفسق غفر له ما تقدم من ذنبه

(ترمذی صفحہ 100 ج 1)

جس نے حج کیا اور فحش کوئی فسق و فجور میں مبتلا نہ ہو اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیے گئے۔

ایک روایت میں ہے رجوع کیوم ولدته امه (متفق علیہ)

وہ حج سے ایسے لوٹا جیسے آج ہی اس کی ماں نے اس کو جنا ہے یعنی جس طرح آج ہی پیدا ہونے والا بچہ گناہوں سے پاک ہوتا ہے اسی طرح حج کرنے والے کے گناہ (صغیرہ) بھی جھڑ جاتے ہیں بشرطیکہ کسی دنیوی غرض ریا یا شہرت کے لئے حج نہ کرے۔

### حج میں ریا کاری

ہمارے اندرون شہر بھائی گیٹ (لاہور) کے علاقے سے ایک شخص (معراج دین جس کو ماجھا کہا جاتا تھا حال ہی میں اس کا انتقال ہو چکا ہے) حج کر کے واپس آیا تو ایئر رپوٹ پہ اس کو کسی نے کہا ”سنا ماجھیا حج کیسا رہا تو اس نے ایک بڑی سی گالی دے کر کہا ڈیڈھ لکھ روپیہ لگا دتا اے اے جے وی ماجھا ای آں“ مطلب یہ کہ مجھے حاجی کہہ کر پکارو۔

اسی طرح کا ایک اور لطیفہ ہے کہ ایک شخص سے اس کا نام پوچھا گیا تو اس نے حاجی عبد الحمید بتایا اور پوچھنے والے سے اس نے کہا آپ کا نام کیا ہے؟ تو اس نے کہا میرا نام نمازی عبد الحمید۔ حاجی صاحب بولے یہ نمازی عبد الحمید کا کیا مطلب ہے؟ اس نے کہا یہ حاجی عبد الحمید کا کیا مطلب ہے؟ حاجی نے کہا میں نے تو حج کیا ہے اس لیے حاجی عبد الحمید ہوں تو نمازی نے پوچھا کتنے حج کیے ہیں؟ وہ بولا: ایک کیا ہے کیا ایک سے بندہ حاجی نہیں بن سکتا؟ تو اس نے جواب دیا اگر تو ایک حج سے حاجی عبد الحمید بن سکتا ہے تو میں روزانہ پانچ نمازیں پڑھنے سے نمازی عبد الحمید کیوں نہیں بن سکتا۔

کنز العمال کی حدیث کا مفہوم کچھ اس طرح ہے کہ قیامت کے قریب میری امت کے امیر تو سیر و سیاحت کے لئے متوسط درجہ کے لوگ تجارت کے لالچ میں علماء ریا کاری



کے لئے اور غرباء بھیک مانگنے کے لئے حج کریں گے۔ العیاذ باللہ۔

ایک قافلہ حج کے ارادے سے عراق کی طرف سے آیا اس وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ صفا و مروہ کے درمیان بیٹھے تھے آپ نے ان سے پوچھا کہ حج کے علاوہ تمہاری کوئی اور غرض تو نہیں (مثلاً تجارت، قرضہ کی وصولی یا کسی سے میراث کا مطالبہ وغیرہ) انہوں نے کہا حج کے علاوہ کوئی اور غرض نہیں فرمایا! پھر جاؤ نئے سرے سے اعمال کرو یعنی تمہارے پہلے گناہ مٹا دیے گئے۔

### استطاعت سے مراد کیا ہے؟

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور علیہ السلام سے سوال کیا ما الحج۔ حاجی کون ہے؟ دوسرے نے عرض کیا ای الحج افضل۔ افضل حج کونسا ہے؟ تیسرے نے مسئلہ پوچھا ما السبیل۔ (من استطاع الیہ سبیلاً) سبیل سے کیا مراد ہے؟

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پہلے کو جواب دیا الشعث التفل میلا کچیلأ پرا گندہ بالوں والا ابو والا کامل حاجی ہے۔ دوسرے کو فرمایا العج والشج۔ (قربانی میں جانوروں کا) خون بہانے والا اور (تلبیہ میں) شور مچانے والا افضل حاجی ہے اور تیسرے کو فرمایا زاد وراحلة۔ سبیل سے مراد توشہ (سفر خرچ) اور سواری ہے۔ جو حج کو واجب کر دیتے ہیں جیسا کہ ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ

ما یوجب الحج۔ کونسی شے حج کو واجب کر دیتی ہے؟  
فرمایا! الزاد والراحلة۔ زاد راہ اور سواری۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)  
حاجی تو سارے کہلا میں حج کرے کوئی ایک  
ہزاروں میں تو ہے نہیں لاکھوں میں جا دیکھ

### حج پہلے تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے

حضرت ابن شماسہ کا بیان ہے کہ ہم لوگ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے انتقال کے



قت ان کے پاس حاضر تھے حضرت عمرو بن عاص کافی دیر تک روتے رہے اور اس کے بعد اپنے اسلام قبول کرنے کا واقعہ اس طرح بیان فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اسلام قبول کرنے کی رغبت پیدا فرمائی تو میں نے حضور علیہ السلا کی بارگاہ میں حاضر ہو کر بیعت کی درخواست کی حضور علیہ السلام نے اپنا دست اقدس بڑھایا تو میں نے اپنا ہاتھ پیچھے کر لیا اس پر حضور علیہ السلام نے مجھ سے پوچھا کہ ایسا کیوں کیا ہے؟ تو میں نے عرض کیا کہ میں اس شرط پہ بیعت کروں گا کہ اللہ تعالیٰ میرے گزشتہ گناہوں کو معاف فرمادے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا! یا عمرو! یا عمرو! یا عمرو!

ان الإسلام يهدم ما كان قبله. وان الهجرة تهدم ما كان قبلها  
وان الحج يهدم ما كان قبله. (رواه ابن خزيمة في صحيحه، مسلم)

اے عمرو! کیا تو جانتا نہیں کہ اسلام ہجرت اور حج پہلے گناہوں کو مٹا دیتے ہیں یاد رہے کہ گناہ کبیرہ توبہ سے معاف ہوتا ہے اور حقوق العباد خالی توبہ سے بھی معاف نہیں ہوتے جب تک کہ ان کو ادا نہ کر دیا جائے مثلاً کسی کی چوری کی ہے تو مال واپس کرے پھر توبہ کرے

حاجی کو آگ نے نہ جلایا

قاضی عیاض علیہ الرحمۃ شفا میں لکھتے ہیں کہ ایک جماعت حضرت سعدون خولانی علیہ الرحمۃ کے پاس آئی اور کہا کہ قبیلہ کتامہ کے لوگوں نے ایک آدمی کو قتل کر کے اس کو رات بھر آگ جلاتے رہے مگر آگ نے اس پر کوئی اثر نہیں کیا اس کا بدن بھی سیاہ نہیں ہوا بلکہ سفید ہی رہا آپ نے فرمایا! شاید اس نے تین حج کیے ہوں لوگوں نے اس کی تصدیق کی کہ ہاں واقعی اس نے تین حج کیے ہیں آپ نے فرمایا کہ مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ جس شخص نے ایک حج کیا اس نے فرض ادا کیا جس نے دوسرا حج کیا اس نے اللہ تعالیٰ کو قرض دیا اور جو تین حج کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی کھال اور بال کو آگ پر حرام کر دیتا ہے۔

روح البیان میں ہے کہ ایک شخص نے آگ میں ایک رسی پھینکی لیکن وہ نہ جلی تو اس کو آواز آئی کہ اس کو دوزخ کی آگ بھی نہیں جلا سکتی یہ دنیا کی آگ کیا جلائے گی کیونکہ جس



اونٹ کی گردن میں یہ رسی تھی اس پر سوار ہو کر دس حج کیے گئے۔ (پھر حج کرنے والے کا کہ  
مقام ہوگا) (تفسیر نعیمی ج 2 صفحہ 332)

## حاجی کی سفارش

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کا فرمان عالی شان ہے  
الحاج يشفع في اربع مائة من اهل بيت اوقال من اهل بيته  
ويخرج من ذنوبه كيوم ولدته امه.

(مجمع الزوائد ج 3 صفحہ 211، الدر المنثور ج 1 صفحہ 210، کنز العمال ج 5 صفحہ 14)

حج کرنے والا چار سو گھرانوں یا فرمایا اپنے گھرانے میں سے چار سو افراد کی شفاعت  
کرے گا اور وہ خود گناہوں سے ایسے نکل جاتا ہے جیسے آج ہی پیدا ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے کرم کے سامنے ایک حاجی کی سفارش پہ اتنے لوگوں کو بخش دینا کوئی بڑی  
بات نہیں حضرت فضیل بن عیاض علیہ الرحمۃ ایک مرتبہ عرفات کے میدان میں فرمانے لگے  
اے لوگو! تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر تم سب کسی کریم کے دروازے پہ جا کر ایک چھدام (کوئی  
معمولی شئی) مانگو تو وہ انکار کرے گا؟ سب نے کہا نہیں۔ فرمایا خدا کی قسم اللہ کے لئے تمام  
اہل عرفات کی مغفرت فرما دینا اس سے بھی زیادہ آسان ہے (روض الیاسین)

☆ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حضور علیہ السلام کا ایک فرمان عظمت نشان نقل کیا ہے  
کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا!

اذا لقيت الحاج فسلم عليه وصافحه وصره ان يستغفر لك قبل ان  
يدخل بيته فانه مغفور له (مختلوة)

جب تو کسی حاجی سے ملے تو اس کو سلام و مصافحہ کر اور گھر میں داخل ہونے سے پہلے  
اس سے دعا کرا لے کیونکہ وہ بخشا ہوا ہے۔

کیونکہ حدیث کے مطابق حاجی اور مجاہد فی سبیل اللہ تعالیٰ کا وفد ہیں اس لیے اللہ  
سے جو مانگیں وہ ملتا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حج کرنے سے بیس رنج  
الاول تک حاجی جس کے لئے دعا کرے اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دیتا ہے اسی لیے سلف



صالحین حج کے لئے جانے والوں کو الوداع کہنے کے لئے ان کے ساتھ جاتے ہیں اور حج کر کے آنے والوں کا استقبال اور ان سے دعا کی درخواست کرتے ہیں (کیونکہ وہ ایک بڑی ڈگری لے کر آئے ہیں) (اتحاف)

جیسے معمولی تعلیم حاصل کرنی ہو تو گھر میں بھی کر سکتے ہیں مگر اعلیٰ تعلیم کے لئے لوگ لندن و امریکہ جاتے ہیں حج بھی اعلیٰ عبادت ہے اس لیے اس کے حصول کے لئے سفر و اخراجات کرائے گئے

حج کرنے والا کنگال نہیں ہوتا

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

النفقة في الحج كالنفقة في سبيل الله بسبع مائة ضعف

(رواہ احمد والطرینی والبیہقی)

حج میں خرچ کرنا ایسے ہے جیسے جہاد میں خرچ کرنا ہے (یعنی) سات سو گنا

تک (ایک کے بدلے سات سو)

ایک روایت میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ تیرے عمرے کا ثواب تیرے خرچ کرنے کے مطابق ہے (مطلب یہ کہ حج و عمرہ کے دوران وہاں کے لوگوں پہ خرچ کرنا نہ فضول خرچی و اسراف ہے اور نہ ہی اس بارے میں بخل سے کام لینا چاہیے وہاں کے تاجروں کو اور ضرورت مندوں کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچانا چاہیے) (کنز)

اور اس سے مال میں کمی نہ ہوگی بلکہ برکت و اضافہ ہوگا جیسا کہ حدیث میں ہے حج و عمرہ کثرت فقر کو روکتے ہیں اور برے خاتے سے روکتے ہیں۔ (کنز)

حضرت صفوان بن سلیم رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا

حجوا تسننوا (کنز العمال 11822) حج کرو غنی ہو جاؤ گے۔

ایک روایت جو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہے اس میں حضور علیہ السلام نے فرمایا

ما امر حجاج قیل لجابر ما الامعار قال ما افتقر (رواہ الطبرانی فی الاوسط)



حاجی ہرگز ہرگز فقیر نہیں ہوتا۔

## عورتوں کا جہاد اور افضل عمل

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام سے میں نے جہاد میں شرکت کی اجازت مانگی تو آپ نے ارشاد فرمایا جہاد کن الحج (مشکوٰۃ) تمہارا جہاد حج ہے (جس میں قتال وغیرہ کچھ نہیں نہ کاٹنا چہیے نہ زخم ہو عورتوں کے لئے افضل جہاد حج مقبول ہے۔ (الترغیب)

☆ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام سے سوال کیا گیا

ای العمل افضل؟ کونسا عمل سب سے زیادہ فضیلت والا ہے؟

قال الایمان باللہ ورسولہ۔ آپ نے فرمایا! اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا

قبل ثم ماذا؟ عرض کیا گیا اسکے بعد کونسا عمل سب سے افضل ہے؟

قال الجهاد فی سبیل اللہ۔ فرمایا! اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔

قیل ثم ماذا؟ عرض کیا گیا اس کے بعد کونسا عمل افضل ہے؟

قال حج مبرور۔ فرمایا! مقبول حج۔ (بخاری صفحہ 206 ج 1)

هولا یخالطہ الاثم ولا سمعة۔

مقبول حج وہ ہے جس میں نہ گناہ ہو اور نہ ریا کاری

## نیکیاں ہی نیکیاں

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

ما یرفع ابل الحاج رجلا ولا یضع یدا الاکتب اللہ لہ بها حسنة

او محاعنہ سیئۃ اور رفع بہا درجۃ۔ (شعب الایمان للبیہقی صفحہ 47 ج 3)

حاجی کی سواری قدم رکھتی ہے اور اٹھاتی ہے تو ہر قدم پر (رکھنے پر بھی اور اٹھانے پر

بھی) ایک نیکی ملتی ہے ایک گناہ مٹتا ہے اور ایک درجہ بلند ہوتا ہے (سبحان اللہ)

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا



من مات في طريق مكة لم يعرضه الله يوم القيامة ولم يحاسبه

(ایضاً صفحہ 474 ج 3)

جو (حاجی) مکہ کی طرف آتا ہو فوت ہو جائے بروز قیامت نہ اس کا مواخذہ

ہوگا اور نہ حساب لیا جائے گا۔

☆ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

من اراد الحج فليتعجل (رواہ ابو داؤد)

جو حج کرنے کا ارادہ رکھتا ہو اس کو چاہیے کہ جلدی کرے

(کیا معلوم بیمار ہو جائے یا بعد میں گنجائش نہ رہے یا موت آجائے اس لیے ایک

روایت میں نکاح سے بھی پہلے حج کر لینے کا ارشاد ہے اور ایک روایت میں فرمایا گیا کہ فرض

حج بیس مرتبہ جہاد سے بھی آگے ہے (کنز)

ثواب ہی ثواب

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا

من خرج حاجا فبات كتب له اجر الحاج الى يوم القيامة ومن

خرج معتبرا فبات كتب له اجرالمعتبر الى يوم القيامة ومن

خرج غازي فبات كتب له اجرالغازي الى يوم القيامة.

(رواہ ابو یعلیٰ)

جو شخص حج، عمرہ یا جہاد کے لئے نکلے اور راستے میں فوت ہو جائے اس کو تا قیامت حج،

عمرے اور جہاد کا ثواب بدستور ملتا رہے گا۔

ایک روایت میں یہی مفہوم ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم 'اجرالغازی، والحاج، والمعتبر الى يوم

القيامة. (شعب الایمان للبیہقی باب الناسک صفحہ 474 ج 3)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو



شخص حج یا عمرہ یا جہاد کے ارادہ سے نکلا اور پھر راستہ میں انتقال کر گیا، اسے مجاہدِ حاجی اور عمرہ کرنے والے کی طرح قیامت تک ثواب ملتا رہے گا۔

☆ عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال، قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، من حج حجة الاسلام وزار قبری، وغزی غزوة وصلى في بيت المقدس لم يسئل الله عزوجل فيما افترض عليه، (تنزیہ الشریعة لابن عراق صفحہ 175 ج 2)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جو حجۃ الاسلام بجالائے اور میری قبر کی زیارت سے مشرف ہو اور جو ایک جہاد کرے اور بیت المقدس میں نماز پڑھے اللہ تعالیٰ اس سے فرائض کا حساب نہ لے گا۔

### مقبول حج کا ثواب

☆ عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال، قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، تابعوا بين الحج والعمرة فانهما ينفيان الفقر والذنوب كما ينفي الكير خبث الحديد والذهب والفضة، وليس للحجة المبرورة ثواب الا الجنة.

(ابن ماجہ صفحہ 207 ج 1)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، حج اور عمرہ دونوں ادا کرو کیونکہ یہ دونوں محتاجی اور گناہوں کو دور کرنے والے ہیں جیسے بھٹی لوہے سونے اور چاندی کے میل کو صاف کر دیتی ہے اور حج مقبول کا ثواب تو جنت ہی ہے۔

### اجر ہی اجر

عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال، قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، الحججاج والعباد وفد اللہ ان سالوه



اعطوا وان دعوا اجابهم' وان انفقوا اخلف لهم' والذی نفس ابی القاسم بیده' ما کبر مکبر علی نشز' ولا اهل مهل علی شرف من الاشراف الا اهل ما بین یدیه وکبر حتی ینقطع به منقطع التراب (کنز العمال 11817)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حج اور عمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے حضور حاضری سے مشرف ہونے والے ہیں۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگتے ہیں تو ان کو عطا کیا جاتا ہے اور جو دعا کرتے ہیں قبول ہوتی ہے اور کچھ خرچ کریں تو وہ ان کے لئے توشہ آخرت بنا دیا جاتا ہے۔ قسم اس ذات اقدس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ جس شخص نے کسی بلند مقام پر کھڑے ہو کر اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ پڑھا تو اس نے اللہ تعالیٰ کے حضور ہی پڑھا۔

### فرشتوں کا مصافحہ اور معانقہ

عن ام المومنین عائشہ الصدیقة رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان الملائکة لتصافح رکاب الحجاج وتعتنق المشاة (شعب الایمان للبیہقی صفحہ 474 ج 3)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک فرشتے سواری پر حج کے لئے جانے والوں سے مصافحہ کرتے ہیں اور پیدل چل کر جانے والوں سے معانقہ۔

### کمزور لوگوں کا جہاد

عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جہاد الکبیر والصغیر والضعیف والمرأة الحج والعبرة. (نسائی 2/2)



حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا 'بوڑھے اور بچے' کمزور اور عورت کا جہاد حج و عمرہ ہیں۔

☆ عن زید بن خالد الجہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال 'قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم' من جہز حاجا او جہز غازیاً او خلقہ فی اہلہ او فطر صائماً فلہ مثل اجرہ من غیر ان ینقص من اجرہ شیء۔ (مسند احمد صفحہ 234 ج 5)

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا 'جس نے حاجی کو اور مجاہد کو زاد راہ دیا یا ان کے پیچھے ان کے گھر والوں کی مدد کی یا روزہ دار کو افطاری کرائی تو اس کو ان کے برابر ثواب ملے اور ان کے ثواب میں کوئی کمی نہ ہو۔

☆ عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال 'قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم' اللهم اغفر للحاج ولہن استغفر لہ للحاج۔

(المستدرک للحاکم صفحہ 441 ج 1)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے اللہ! حاجی کی مغفرت فرما اور اس کی بھی جس کے لیے حاجی مغفرت کی دعا کرے۔

### احادیث مبارکہ میں مسائل حج

اس عنوان کے تحت چند ایسی احادیث پیش کرنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے جن میں کوئی نہ کوئی فقہی مسئلہ بیان فرمایا گیا ہے چند عنوانات کے تحت احادیث ملاحظہ ہوں باقاعدہ فقہی مسائل دوسرے حصے میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

حج زندگی میں صرف ایک بار ہی فرض ہے

☆ عن ابی واقد اللیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال 'ان النبی صلی



اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال لا زواجه فی حجة الوداع، هذه ثم  
ظهور الحصر۔ (ابوداؤد صفحہ 241 ج 1)

حضرت ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع  
کے موقع پر ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن سے ارشاد فرمایا، جو حج ضروری  
تھا وہ تو ہو لیا۔ آگے چٹائیوں کی نشست۔

☆ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور علیہ السلام نے ہمیں  
خطبہ ارشاد فرمایا:

فقال ايها الناس قد فرض عليكم الحج فحجوا فقال رجل اكل  
عام يارسول الله فسكت حتى قالها ثلاثا فقال لو قلت نعم لوجبت  
ولما استطعتم ثم قال ذروني ما تركتكم فانما هلك من كان  
قبلكم بكثرة سؤالهم واختلافهم على انبياءهم فاذا امرتكم  
بشي فاتوا منه ما استطعتم واذا نهيتكم عن شيء فدعوه

(روا مسلم، مشکوٰۃ صفحہ 220، 221)

اے لوگو! تم پر حج فرض کیا گیا لہذا حج کرو۔ ایک شخص (حضرت اقرع بن  
حابس رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا: کیا ہر سال حج کرنا فرض ہے؟ حضور علیہ  
السلام خاموش رہے یہاں تک کہ سائل نے تین مرتبہ اپنا سوال دہرایا تب  
آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال حج کرنا لازم ہو جاتا اور تم  
نہ کر سکتے پھر فرمایا! مجھے چھوڑے رہو (یعنی زیادہ سوالات نہ کیا کرو) میں جہاں  
تمہیں آزادی دوں۔ تم سے پہلے لوگ اپنے انبیاء کرام علیہم السلام سے زیادہ  
سوالات اور جھگڑنے کی وجہ سے ہلاک ہو گئے لہذا جب تمہیں کسی چیز کا حکم  
دوں تو جہاں تک ہو سکے کرو اور جس سے منع کروں اس سے باز آ جاؤ

سلام اس پر کہ جس کی ہر نظر فیضان ہوتی ہے

سلام اس پر کہ جس کی ہر ادا قرآن ہوتی ہے



سلام اس پر نفس سے جس کے بادخوش گوار آئی  
سلام اس پر کہ جس کے مسکرانے سے بہار آئی

### عشق و محبت میں ڈوبا ہوا ایک واقعہ

حضرت سائیں گوہر علیہ الرحمۃ (جنڈھڑ شریف ضلع گجرات) حج کے لئے گئے تو مکہ شریف میں ہر جگہ درود شریف پڑھتے رہے اور مدینے شریف میں ہر وقت ذکر الہی کے اندر مشغول رہے مریدین نے پوچھا! ہمارا خیال تو اس کے برعکس تھا کہ مدینہ شریف میں درود و سلام ہوتا اور مکہ شریف میں ذکر الہی یہ کیا ماجرا ہے؟

آپ نے فرمایا! اس لیے کہ ان دونوں ذاتوں کو ایک دوسرے سے اتنا پیار ہے کہ ایک کے سامنے دوسرے کا ذکر کیا جائے تو وہ خوش ہوتا ہے خدا کی بارگاہ میں ذکر مصطفیٰ ﷺ کر کے خدا کو خوش کر رہا ہوں اور مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہ میں ذکر خدا کر کے مصطفیٰ ﷺ کو خوش کر رہا ہوں۔

توصیف محمد کی تخیل کو کسک دے

یارب میرے الفاظ کو پھولوں کی مہک دے

عجیب دور آ گیا ہے کہ آج اگر محبوب خدا (جل جلالہ - ﷺ) کی تعریف کی جائے تو لوگ کہتے ہیں توحید میں فرق آ جائے گا اور اللہ ناراض ہو جائے گا یہ بدعت ہے یہ شرک ہے نبی علیہ السلام کی اتنی ہی تعظیم کرو جتنی کہ بڑے بھائی کی بلکہ اس سے بھی کم کہیں شرک نہ ہو جائے۔

شرک ٹھہرے جس میں تعظم حبیب

اس بڑے مذہب پہ لعنت کیجئے

(نسائی، احمد اور دارمی میں یہی واقعہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جس میں یہ الفاظ بھی ہیں۔

فالحج مرة فمن ناد فتطوع. (مشکوٰۃ صفحہ 221)



حج صرف ایک بار ہی فرض ہے جو اس سے زیادہ کیا وہ نفل ہوا)

## حج بدل

☆ عن عبد الله بن عباس رضي الله تعالى عنها قال 'ان امرأة من الجهينة جاءت الى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قالت 'ان امي نذرت ان تحج فباتت قبل ان تحج' افاحج عنها؟ قال: نعم 'حجى عنها! ارايت ان كان على امك دين' اكنت قاضية؟ قالت: نعم' قال: اقضى الله الذى هوله' فان الله احق بالوفاء. (ترمذى صفحہ 112 ج 1)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قبیلہ جہینہ سے ایک بی بی رضی اللہ عنہا نے خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی: یا رسول اللہ! میری ماں نے حج کرنے کی منت مانی تھی وہ ادا نہ کر سکیں اور ان کا انتقال ہو گیا کیا میں ان کی طرف سے حج کر لوں؟ فرمایا: ہاں ان کی طرف سے حج کر! بھلا دیکھ تو تیری ماں پر کوئی قرض ہوتا تو ادا کرتی یا نہیں؟ بولی: کیوں نہیں، فرمایا: یونہی خدا کا قرض ادا کرو کہ وہ زیادہ ادا کا حق رکھتا ہے۔

☆ عن زيد بن ارقم رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: اذا حج الرجل عن والديه تقبل منه ومنهما' واستبشرت ارواحهما في السماء' وكتب عند الله برا.

(دارقطنی صفحہ 272 ج 2)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا! جب آدمی اپنے والدین کی طرف سے حج کرے وہ اس حج کرنے والے کی طرف سے اور اس کے ماں باپ یعنی تینوں کی طرف سے قبول کیا جائے گا ان کی روئیں خوش ہوں گی فیض اور یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والا نیکو کار لکھا جائے گا۔



☆ عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: من حج عن میت فللذی حج عنہ مثل اجرہ. (کنز العمال صفحہ 125 ج 5)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے کسی میت کی طرف سے حج بدل کیا تو حج کرنے والے کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا۔

☆ عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: من حج عن ابیہ او عن امہ فقد قضی عنہ حجة وکان لہ فضل عشر حجج. (دارقطنی صفحہ 272 ج 2)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے اپنے والد یا والدہ کی طرف سے حج کیا تو ان کا حج ہو گیا اور اس کو دس حج کا ثواب ملا۔

☆ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا من حج عن ابویہ ولم یحجا اجزی عنہما وبشرت ارواحہما فی السماء وکتب عند اللہ برا (مجمع الزوائد صفحہ 282 ج 3) جس کے والدین حج کیے بغیر فوت ہو جائیں وہ ان کی طرف سے حج کرے تو ان کی طرف سے اس کا حج کرنا کافی (ثواب کامل کا باعث) ہوگا اور ان کی روحوں کو آسمان میں خوشخبری دی جائے گی اور یہ بندہ اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرنے والا لکھا جائے گا۔

اتحاد میں ابن موفق سے ہے کہ میں نے حضور علیہ السلام کی طرف سے کئی حج کیے تو ان کو خواب میں حضور علیہ السلام نے زیارت کا شرف بخشا اور فرمایا! میں تجھے قیامت کے دن اس کا بدلہ دوں گا اور وہ اس طرح کہ لوگ حساب و کتاب میں مصروف ہوں گے اور میں تیرا ہاتھ پکڑ کر تجھے جنت میں لے جاؤں گا۔

(فضائل حج: مولانا زکریا سہارنپوری)



## ایک وضاحت

یاد رہے! لیکن امام غزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اجرت پہ حج بدل کرنا ایسا ہے کہ گویا دین کے ذریعے دنیا کما رہا ہے لہذا اس کو مستقل مشغلہ اور تجارت نہ بنائے کیونکہ اللہ تعالیٰ دین کے طفیل دنیا تو عطا فرماتا ہے لیکن دنیا کے بدلے دین نہیں ملتا اس طرح ایسا بندہ ثواب سے محروم ہو جائے گا (اتحاف)

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

من کان یرید حرث الاخرة نذله فی حرثه ومن کان یرید حرث الدنيا نوّته منها وماله فی الاخرة من نصیب (الشوری: 20)  
جو آخرت کی کھیتی چاہے ہم اس کے لئے اس کی کھیتی (ثواب) کو بڑھائیں گے اور جو دنیا کی کھیتی چاہے ہم اسے اس میں سے کچھ دیں گے لیکن آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

من کان یرید الحیوة الدنيا وزینتها نوف الیہم اعمالہم فیہا وهم فیہا لا یبخسون O اولئک الذین لیس لہم فی الاخرة الا النار وحبط ما صنعوا فیہا وباطل ما كانوا یعلمون۔ (سورۃ ہود)  
جو شخص (اپنی نیکیوں سے) دنیا اور اس کی زیب و زینت کو چاہے تو ہم اس کے اعمال کا اس کو دنیا میں ہی بدلہ دے دیتے ہیں اور اس کے لئے دنیا میں کوئی کمی نہیں چھوڑی جاتی لیکن ایسے لوگوں کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں ہے سوائے دوزخ کی آگ کے اور جو کچھ انہوں نے (دنیا میں) کیا وہ سب کا سب بیکار و باطل ہو گیا۔

☆ ایک حدیث شریف جو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس میں حضور علیہ السلام نے فرمایا



ان الله ليدخل الحجة الواحدة ثلاثة نفر الجنة البيت والحاج  
عنه والمنفذ لذلك (كذا في الكنز)

بے شک اللہ تعالیٰ ایک حج (بدل) کی وجہ سے تین افراد کو جنت میں داخل فرمائے

گا۔

1- میت (جس کی طرف سے حج کیا جا رہا ہے) 2- حج کرنے والا 3- حج کرانے

والا۔

کنز میں ایک روایت کے اندر چار افراد کا ذکر ہے

1- حج کی وصیت کرنے والا 2- وصیت لکھنے والا 3- پیسہ خرچ کرنے والا 4- خود حج

کرنے والا۔

(یاد رہے: الحاج ایک حاجی یا زیادہ حاجیوں کو بھی کہہ سکتے ہیں یعنی یہ لفظ واحد و جمع

کے لئے ہے۔ اشعۃ اللمعات بحوالہ مراۃ شرح مشکوٰۃ صفحہ 101 ج 4)

### عورت کا اپنے محرم کے بغیر حج کو جانا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

لا یخلون رجل بامرأة ولا تسافرن امرأة ومعها محرّم

کوئی شخص کسی عورت (جس سے نکاح جائز ہو) کے ساتھ تنہائی میں نہ جائے

اور کوئی عورت بغیر محرم کے سفر نہ کرے۔

ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ!

اکتبت فی غزوة کذا وخرجت امراتی حاجة۔

میرا نام تو جہاد کے لئے لکھ لیا گیا ہے جبکہ میری بیوی (اکیلی) حج کے لئے جا

رہی ہے۔ (متفق علیہ مشکوٰۃ کتاب المناسک)

قال اذهب فاحجج مع امراتک۔

فرمایا جا اس کے ساتھ جا کر حج کر۔

یاد رہے: عورت کا محرم وہ ہے جس سے نسب رضاعت یا مہریت کی وجہ سے نکاح



حرام ہو لہذا عورت رضاعی بھائی، سر داماد کے ساتھ سفر کر سکتی ہے۔  
 سالی بہنوئی کے ساتھ بھانج دیور کے ساتھ اور موطوءہ بالشبہ کی ماں اس کے داماد کے  
 ساتھ سفر نہیں کر سکتی کیونکہ دیور اور بہنوئی سے نکاح ہمیشہ حرام نہیں اور موطوءہ ہ بالشبہ سے  
 اگرچہ نکاح دائمی حرام ہے مگر وہ محرم نہیں ان سے پردہ فرض ہے۔

یہ بھی ذہن میں رہے کہ بعض روایات میں ہے

لاتسافرن امراہ مسیرة یوم و لیلۃ الاومعہا ذومحرم۔ (متفق علیہ)

کوئی عورت ایک دن رات کا سفر بغیر محرم کے نہ کرے۔

بعض میں دو دن دو رات کا اور بعض روایات میں تین دن تین رات کا ذکر ہے۔

یا تو مطلب یہ ہے کہ سفر تھوڑا ہو یا زیادہ یا پھر یہ احکام مختلف حالات کے اعتبار سے  
 ہیں کہ نازک حالات میں ایک دن رات کا سفر بھی عورت اکیلی نہ کرے نارمل حالات ہوں تو  
 تین دن اور تین رات سے کم کا سفر کر سکتی ہے جن احادیث میں عورتوں کے جہاد پہ جانے کا  
 ذکر ہے وہ ہنگامی حالات ہیں اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو اپنی جوان بچیوں کو تعلیم یا  
 نوکری کے بہانے دوسرے ملکوں میں تنہا بھیج دیتے ہیں اور وہ لوگ بھی جو سکولوں کالجوں  
 میں مخلوط تعلیم دلاتے ہیں اور جہاد پریڈ کے بہانے عورتوں کو بے پردہ پھراتے ہیں۔

(مرآة شرح مشکوٰۃ)

### پہلے اپنا حج کر پھر شبرمہ کا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ایک شخص کو اس  
 طرح تلبیہ پڑھتے ہوئے سنا:

لبیک عن شبرمہ

اے اللہ میں شبرمہ کی طرف سے حاضر ہوں۔

حضور علیہ السلام نے پوچھا! من شبرمہ۔ یہ شبرمہ کون ہے؟ عرض کیا! میرا بھائی یا  
 کوئی قریبی ہے (جو فوت ہو گیا تھا اور یہ اس کی طرف سے حج کر رہے تھے)

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا! احججت عن نفسك؟ کیا تم اپنا (فرض) حج کر چکے ہو؟



عرض کیا نہیں

قال حج عن نفسك ثم حج عن شبرمة. (ابن ماجہ مشکوٰۃ)

پہلے اپنا حج کر پھر شبرمہ کی طرف سے بھی کر لینا۔

یاد رہے: جس نے اپنا حج نہ کیا ہو وہ دوسرے کا حج کرے تو دیگر ائمہ (شافعی، احمد علیہما

الرحمۃ) کے نزدیک وہ اس کا اپنا حج ہو جائے گا نہ کہ حج (بدل) کرانے والے کا اور امام

مالک و امام اعظم کے نزدیک اگرچہ ایسا کرنا بہتر نہیں لیکن جو کروا رہا ہے اس کا حج ہوگا کیونکہ

حدیث شریف میں ہے کہ ایک عورت نے اپنے باپ کی طرف سے حج کرنے کی اجازت

مانگی تو حضور علیہ السلام نے اجازت دے دی اور یہ نہ پوچھا کہ تو اپنا حج کر چکی ہے یا نہیں

لہذا وہ بیان جواز کے لئے تھا اور یہ استحباب کے لئے ہے۔

توکل یہ نہیں

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

كان اهل اليمن يحجون فلا يتزودون ويقولون نحن المتوكلون

فاذا قدموا مكة سألوا الناس فانزل الله وتزودوا فان

خير الزاد التقوى. (رواه البخاری)

یمن والے لوگ حج کرنے آتے تو سفر خرچ ساتھ نہ لاتے اور کہتے کہ ہم متوکل (اللہ

پر بھروسہ کرنے والے) ہیں اور مکہ شریف آ کر مانگنا شروع کر دیتے تب یہ آیت نازل ہوئی

کہ توشہ ساتھ لایا کرو اور بہتر توشہ سوال سے بچنا ہے۔

مسجد اقصیٰ سے عمرے کا احرام باندھنے کا ثواب

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضور علیہ السلام کو فرماتے

ہوئے سنا

من اهل بحجة او عمرة من المسجد الاقصی الى المسجد الحرام

غفر له ما تقدم من ذنبه وما تأخر او وجبت له الجنة

(ابوداؤد ابن ماجہ مشکوٰۃ)



جو شخص مسجد اقصیٰ سے مسجد حرام تک حج یا عمرہ کا احرام باندھے اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیے گئے اور اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔ (لفظ او سے جو شک سمجھا جا رہا ہے وہ راوی کی طرف سے ہے جب مغفرت ہوگئی تو پھر جنت کیوں نہ واجب ہوگی۔)

### پیدل حج کرنے کی فضیلت

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا من حج الی مکة ماشیا حتی رجع کتب له بكل خطوة سبعائة حسنة من حسنات الحرم قیل وما حسنات الحرم قال کل حسنة بائة الف حسنة (صحیح الحاكم)

جو شخص حج کرنے کے لئے پیدل مکہ شریف جائے اور واپس بھی پیدل آئے اس کو ہر قدم پہ حرم شریف کی سات سو نیکیاں ملیں گی۔ عرض کیا گیا! حرم کی نیکیوں کا کیا مطلب؟ فرمایا ہر ایک نیکی ایک لاکھ کے برابر۔ (یعنی سات سو نیکیاں سات کروڑ کے برابر یہ ایک قدم کا حساب ہے پورے سفر کا اندازہ کون کر سکتا ہے)

علماء فرماتے ہیں پیدل حج کرنے میں ثواب زیادہ ہے اور چونکہ سواری پہ حج کرنا سنت ہے اس لیے اس میں تقرب زیادہ ہے جیسے وتر کے بعد دو نفل کھڑے ہو کر پڑھنے کا ثواب چار کے برابر ہے اور بیٹھ کر پڑھنا زیادہ تقرب کا باعث ہے کیونکہ حضور علیہ السلام نے بیٹھ کر ہی پڑھے ہیں۔ (اہل طاعت وہ اپنا لیں اور اہل عشق پہ اپنا لیں) (مراۃ صفحہ 153 ج 4)

اسی میں ہے کہ یہاں پیدل چل کر حج کرنے سے مراد مکہ مکرمہ سے عرفات تک آنا جانا ہے نہ کہ گھر سے پیدل جانا لیکن اگر اس کی کسی کو ہمت نصیب ہو جائے تو زہے نصیب۔

ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جو مکہ شریف کا رمضان پائے پھر وہاں روزے اور تراویح کی پابندی کرے تو ایک لاکھ رمضانوں کا ثواب پائے گا اور ہردن اور ہررات ایک غلام آزاد کرنے اور ایک ایک غازی کو میدان جنگ میں



(تیار کر کے) بھیجنے کا ثواب پائے گا۔ (مرآة شرح مشکوٰۃ صفحہ 205 ج 4)

یاد رہے! امام اعظم ابوحنیفہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں کہ بیرونی شخص کے لئے مکہ میں رہنے کی بجائے لوٹ آنا افضل ہے تاکہ آتا جاتا رہے اور ثواب پاتا رہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے طائف کو اپنا جائے قیام بھی شاید اسی وجہ سے بنا لیا۔ (مرقات) باقی رہا یہ کہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے مدینہ کو چھوڑ کر کوفہ کو اور امام حسین رضی اللہ عنہ نے مدینہ چھوڑ کر بلا معلیٰ کو اپنی قیام گاہ کیوں بنایا تو اس لیے تاکہ حرم مدینہ میں ہماری وجہ سے خون خرابہ نہ ہو اسی وجہ سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے شہادت کا جام تو نوش کر لیا لیکن مصر والوں (بلوایوں) کا نہ خود مقابلہ کیا اور نہ ہی کسی کو مقابلے کی اجازت دی۔

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا

ارے سر کا موقع ہے اوجانے والے

پھر جس طرح مکہ میں نیکی کرنے کا ثواب اس قدر زیادہ ہے وہاں گناہ کرنا بھی بہت سخت ہے بلکہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے کہ ارادہ گناہ پہ کہیں پکڑ نہیں سوائے مکہ شریف کے پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی

ومن یرد فیہ بالحداد بظلم نذقہ من عذاب الیم۔ (الحج: 25)

اور جو اس (مسجد حرام) میں کسی زیادتی کا ناحق ارادہ بھی کرے ہم اسے

دردناک عذاب چکھائیں گے۔ (مرآة بحوالہ مرقات صفحہ 205 ج 4)

الغرض: اگر مکہ شریف کی ایک نیکی ایک لاکھ کے برابر ہے تو ایک گناہ بھی اتنا ہی شدید ہے اور مدینہ شریف کی ایک نیکی اگر پچاس ہزار کے برابر ہے تو ایک گناہ بھی صرف ایک ہی گناہ ہے اور اس گناہ کی بخشش بھی مدینہ کے تاجدار احمد مختار حبیب پروردگار نبیوں کے سردار علیہ الوفاء التحیۃ الی یوم القرار کی شفاعت سے ہو جائے گی۔ (وہاں رہنا باعث ثواب اور مرنا باعث نجات)

نال شفاعت سرور عالم چھٹھی عالم سارا ہو

تفسیر درمنثور میں حضرت مجاہد سے ہے کہ حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام نے



پیدل حج کیا۔

حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں بھی آتا ہے کہ انہوں نے ایک حج اور دوسری روایت میں ہے کہ چالیس حج ہندوستان سے چل کر پیدل کیے۔ پہلی روایت ترغیب میں ہے اور دوسری اتحاف میں بلکہ اتحاف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کا معمول تھا کہ وہ پیدل حج کرتے تھے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کا جب آخری وقت آیا تو آپ نے فرمایا! مجھے کسی چیز کا اتنا افسوس نہیں جتنا کہ اس بات کا کہ میں نے پیدل حج نہیں کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی آیت واذن فی الناس بالحج یا توک رجالاً۔ میں پیدل چلنے والوں کا ذکر پہلے کیا ہے اور سواری والوں کا بعد میں (درمنثور)

علی بن شعیب نامی ایک بزرگ نے نیشاپور سے چل کر پچاس سے زیادہ حج کیے ابو العباس علیہ الرحمۃ نے اسی اور ابو عبد اللہ مغربی علیہ الرحمۃ نے ستانوے حج (پیدل) کئے۔

(اتحاف)

ہے ریت عاشقوں کی تن من نثار کرنا  
رونا، ستم اٹھانا، دل سے نیاز کرنا

### سفر حج میں تکالیف کو برداشت کرنا

اپنے لیے جان بوجھ کر مشکلات پیدا کرنا تو جائز نہیں اور اس سے منع فرمایا گیا ہے جیسا کہ حضور علیہ السلام نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے ہاتھ پہ رسی بندھی ہوئی ہے اور دوسرا شخص اس کو کھینچ کر طواف کر رہا ہے، حضور علیہ السلام نے رسی کو کاٹ دیا اور فرمایا اس کو ہاتھ سے پکڑ کر طواف کراؤ (ہو سکتا ہے نابینا ہو یا کوئی اور عارضہ ہو) بخاری۔

اسی طرح آپ ﷺ نے دو شخصوں کو دیکھا کہ اپنے آپ کو باندھ کر جا رہے ہیں آپ نے پوچھا ایسا کیوں کیا؟ تو انہوں نے کہا ہم نے یہ منت مان رکھی تھی کہ اس طرح ہم کعبہ معظمہ جائیں گے آپ نے فرمایا! اری توڑ دو، یہ منت درست نہیں ہے، منت تو نیک کام میں ہوتی ہے جبکہ یہ شیطانی حرکت ہے (یعنی شرح بخاری)

لیکن اگر دوران سفر کوئی مشکل پیش آجائے تو اس کو برداشت کرنا اور اس پر صبر کرنا



ثواب میں اضافے کا سبب ہے حضور علیہ السلام نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا  
 لكن اجرک علی قدر نصیبک . تیرے عمرے کا ثواب تیری مشقت کے برابر ہے۔  
 حضرت قاصی عیاض علیہ الرحمۃ نے شفا میں لکھا کہ ایک بزرگ نے سفر حج از اول  
 تا آخر پیدل کیا اور جب ان کے سامنے راستے کی مشقت کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے فرمایا!  
 اپنے آقا سے بھاگا ہوا غلام کیا سواری پہ حاضر ہوگا اس آقا کے دربار کی شان تو یہ ہے کہ اگر  
 میں ہمت پاتا تو سر کے بل چل کر آتا۔

الفت میں برابر ہے جفا ہو کہ وفا ہو

ہر چیز میں لذت ہے اگر دل میں مزا ہو

### آداب حج حدیث کی روشنی میں

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں (نماز ہو یا  
 روزہ حج ہو یا زکوٰۃ) ہر عبادت کے آداب ہوتے ہیں اور جو آداب میں سستی کا مرتکب ہوتا  
 ہے۔

عوقب بحرمان السنة. وہ سنت سے محروم کر دیا جاتا ہے ومن تهاون  
 بالسنة عوقت بحرمان الفرائض ومن تهاون بالفرائض عوقب  
 بحرمان المعرفة.

وہ سنت سے محروم کر دیا جاتا ہے اور جو سنت میں سستی کرتا ہے وہ فرائض سے  
 ہاتھ دھو بیٹھتا ہے اور فرائض میں سستی کرنے والے کو اللہ کی معرفت سے محروم  
 کر دیا جاتا ہے۔

اس سلسلہ میں ایک حدیث ملاحظہ ہو

☆ سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

اذا خرج الحاج حاجا بنفقة طيبة ووضع رجله في الغرز فنادى  
 لبيك اللهم لبيك ناداه مناد من السماء لبيك وسعديك زادك حلال  
 وراحتك حلال وحجك مبرور غير ما زور



جب کوئی شخص حلال روزی کے ساتھ حج کو جاتا ہے اور سواری پہ سوار ہو کر کہتا ہے اے اللہ میں حاضر ہوں تو آسمان سے آواز آتی ہے تیری حاضری قبول ہے اور تو نیک بخت ہے تیرا زادراہ حلال تیری سواری بھی حلال (مال سے) اور تیرا حج مقبول۔

وإذا خرج بالنفقة الخبيثة فوضع رجله في الغرز فنادى لبيك ناداه مناد من السماء لا لبيك ولا سعديك زادك حرام ونفقتك حرام وحجك ما زور غير مبرور (رواه الطبرانی فی الأوسط)

اور جب بندہ حرام مال کے ساتھ حج کرنے کے لئے نکلتا ہے اور سواری پہ سوار ہو کر لہیک کہتا ہے تو آسمان سے آواز آتی ہے لا لہیک ولا سعدیک تیری حاضری قبول نہیں تو بد بخت ہے (کیونکہ) تیرا توشہ حرام تیرا خرچہ حرام (مال سے) اور تیرا حج سراپا معصیت ہے اور غیر مقبول ہے۔

کسی فارسی شاعر نے کیا خوب کہا

زمین چو سجدہ کر دم ز زمین ندا برآمد  
کہ مرا خراب کردی بسجدہ ریائی  
بطواف کعبہ رتم بجرم رهم ندا دند  
کہ برون درچہ کردی کہ درون خانہ آئی

کہ میں نے زمین پہ سجدہ کیا تو مجھے زمین سے آواز آئی کہ تو نے ریاکاری کا سجدہ کر کے مجھے خراب کر دیا ہے اور میں طواف کے لئے کعبہ کے اندر گیا تو حرم سے آواز آئی کہ دروازے کے باہر کیا کیا کرتا رہا ہے جواب اندر آ گیا ہے۔

بہت مشکل ہے بچنا بادۂ گلگون سے خلوت میں

بہت آسان ہے یاروں میں معاذ اللہ کہہ دینا

25 آداب حج یہ مشتمل ایک واقعہ

آداب حج کے سلسلہ میں ایک واقعہ یہ اکتفا کرتا ہوں اور یہ واقعہ حضرت شبلی علیہ الرحمۃ اور ان



کے ایک مرید کا ہے جو مرید حج کر کے آیا اور حضرت شیخ نے اس سے سوالات کیے اور مرید کے ظاہری جوابات کے بعد شیخ نے روحانی توجہات سے نوازا، نمرنگ کے ساتھ یعنی سوالات اور شیخ کی طرف سے توجہات ملاحظہ ہوں یعنی

1- سوال: کیا تو نے حج کا ارادہ بھی کیا تھا کہ نہیں؟

جواب: جی ہاں بڑا پکا ارادہ کیا تھا۔

شیخ کی وضاحت: اس کے ساتھ جب تو نے ان تمام ارادوں کو چھوڑنے کا عہد ہی نہ کیا جو بروز پیدائش سے آج تک حج کے خلاف تو نے کیے تو پھر تیرے حج کا فائدہ ہی کیا اور ایسا ارادہ ارادہ ہی نہیں۔

2- شیخ نے فرمایا: کیا احرام کے وقت بدن کے کپڑے اتار دیے تھے؟

مرید کہتا ہے میں نے عرض کیا جی بالکل نکال دے تھے۔ آپ نے فرمایا اس وقت اللہ کے سوا ہر چیز کو اپنے سے جدا کر دیا تھا؟ میں نے عرض کیا ایسا تو نہیں ہوا آپ نے فرمایا تو پھر کپڑے ہی کیا نکالے۔

3- آپ نے فرمایا: وضو اور غسل سے طہارت حاصل کی تھی؟ میں نے عرض کیا جی ہاں

بالکل پاک صاف ہو گیا تھا آپ نے فرمایا: اس وقت ہر قسم کی گندگی اور لغزش سے پاکی حاصل ہو گئی تھی؟ میں نے عرض کیا: یہ تو نہ ہوئی تھی آپ نے فرمایا پھر پاکی ہی کیا حاصل ہوئی۔

4- پھر آپ نے فرمایا: لبیک پڑھا تھا؟ میں نے عرض کیا جی ہاں لبیک پڑھا تھا آپ نے

فرمایا کہ اللہ جل شانہ کی طرف سے لبیک کا جواب ملا تھا؟ میں نے عرض کیا مجھے تو کوئی جواب نہیں ملا تو فرمایا کہ پھر لبیک کیا کہا۔

5- پھر فرمایا کہ حرم محترم میں داخل ہوئے تھے؟ میں نے عرض کیا داخل ہوا تھا فرمایا اس

وقت ہر حرام چیز کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے چھوڑنے کا پکا ارادہ ترک کا جزم کر لیا تھا؟ میں نے کہا یہ تو میں نے نہیں کیا فرمایا کہ پھر حرم میں بھی داخل نہیں ہوئے۔

6- پھر فرمایا کہ مکہ کی زیارت کی تھی؟ میں نے عرض کیا جی زیارت کی تھی فرمایا اس وقت



دوسرے عالم کی زیارت نصیب ہوئی؟ میں نے عرض کیا کہ اس عالم کی تو کوئی چیز نظر نہیں آئی فرمایا پھر مکہ کی بھی زیارت نہیں ہوئی۔

7- پھر فرمایا کہ مسجد حرام میں داخل ہوئے تھے؟ میں نے عرض کیا کہ داخل ہوا تھا فرمایا کہ اس وقت حق تعالیٰ شانہ کے قرب میں داخلہ محسوس ہوا؟ میں نے عرض کیا کہ مجھے تو محسوس نہیں ہوا فرمایا تب تو مسجد میں بھی داخلہ نہیں ہوا۔

8- پھر فرمایا کہ کعبہ شریف کی زیارت کی؟ میں نے عرض کیا کہ زیارت کی فرمایا کہ وہ چیز نظر آئی جس کی وجہ سے کعبہ کا سفر اختیار کیا جاتا ہے میں نے عرض کیا کہ مجھے تو نظر نہیں آئی فرمایا پھر تو نے کعبہ شریف کو نہیں دیکھا۔

9- پھر فرمایا کہ طواف میں رمل کیا تھا؟ (خاص طور سے دوڑنے کا نام ہے) میں نے عرض کیا کہ کیا تھا فرمایا کہ اس بھاگنے میں دنیا سے ایسے بھاگے تھے جس سے تم نے محسوس کیا ہو کہ تم دنیا سے بالکل یکسو ہو چکے ہو میں نے عرض کیا کہ نہیں محسوس ہوا فرمایا کہ پھر تم نے رمل بھی نہیں کیا۔

10- پھر فرمایا کہ حجر اسود پر ہاتھ رکھ کر اس کو بوسہ دیا تھا؟ میں نے عرض کیا جی ایسا کیا تھا تو انہوں نے خوفزدہ ہو کر ایک آہ کھینچی اور فرمایا تیرا ناس ہو خبر بھی ہے کہ جو حجر اسود پر ہاتھ رکھے وہ گویا اللہ جل شانہ سے مصافحہ کرتا ہے اور جس سے حق سبحانہ و تقدس مصافحہ کریں وہ ہر طرح سے امن میں ہو جاتا ہے تو کیا تجھ پر امن کے آثار ظاہر ہوئے؟ میں نے عرض کیا کہ مجھ پر تو امن کے آثار کچھ بھی ظاہر نہیں ہوئے تو فرمایا کہ تو نے حجر اسود پر ہاتھ ہی نہیں رکھا۔

11- پھر فرمایا مقام ابراہیم علیہ السلام پر کھڑے ہو کر دو رکعت نفل پڑھے تھے؟ میں نے عرض کیا کہ پڑھے تھے فرمایا کہ اس وقت اللہ جل شانہ کے حضور میں ایک بڑے مرتبہ پر پہنچا تھا کیا اس مرتبہ کا حق ادا کیا؟ اور جس مقصد کے لئے وہاں کھڑا ہوا تھا وہ پورا کر دیا؟ میں نے عرض کیا کہ میں نے تو کچھ نہیں کیا فرمایا کہ تو نے پھر تو مقام ابراہیم پر نماز ہی نہیں پڑھی۔



12- پھر فرمایا کہ صفا و مروہ کے درمیان سعی کے لئے صفا پر چڑھے تھے؟ میں نے عرض کیا چڑھا تھا فرمایا وہاں کیا کیا؟ میں نے عرض کیا کہ سات 7 مرتبہ تکبیر کہی اور حج کے مقبول ہونے کی دعا کی فرمایا کیا تمہاری تکبیر کے ساتھ فرشتوں نے بھی تکبیر کہی تھی؟ اور اپنی تکبیر کی حقیقت کا تمہیں احساس ہوا تھا؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں فرمایا کہ تم نے تکبیر ہی نہیں کہی۔

13- پھر فرمایا کہ صفا سے نیچے اترے تھے؟ میں نے عرض کیا اترتا تھا فرمایا اس وقت ہر قسم کی علت دور ہو کر تم میں صفائی آگئی تھی؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں فرمایا کہ نہ تم صفا پر چڑھے نہ اترے۔

14- پھر فرمایا کہ صفا و مروہ کے درمیان دوڑے تھے؟ میں نے عرض کیا کہ دوڑا تھا فرمایا کہ اس وقت اللہ کے علاوہ ہر چیز سے بھاگ کر اس کی طرف پہنچ گئے تھے (غالباً ففردت منکم لما خفتکم کی طرف اشارہ ہے جو سورہ شعراء میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں ہے دوسری جگہ اللہ پاک کا ارشاد ہے: ففردوا الی اللہ (ذاریات) میں نے عرض کیا کہ نہیں فرمایا کہ تم دوڑے ہی نہیں۔

15- پھر فرمایا کہ مروہ پر چڑھے تھے؟ میں نے عرض کیا کہ چڑھا تھا فرمایا کہ تم پر وہاں سکیں نازل ہوا اور اس سے وافر حصہ حاصل کیا؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں فرمایا کہ مروہ پر چڑھے ہی نہیں۔

16- پھر فرمایا کہ منیٰ گئے تھے؟ میں نے عرض کیا گیا تھا فرمایا کہ وہاں اللہ جل شانہ سے ایسی امیدیں بندھ گئی تھیں جو معاصی کے حال کے ساتھ نہ ہوں میں نے عرض کیا کہ نہ بندھ سکیں فرمایا کہ منیٰ ہی نہیں گئے۔

17- پھر فرمایا کہ مسجد خیف میں (جو منیٰ میں ہے) داخل ہوئے تھے؟ میں نے عرض کیا کہ داخل ہوا تھا فرمایا کہ اس وقت اللہ جل شانہ کے خوف کا اس قدر غلبہ ہو گیا تھا جو اس وقت کے علاوہ نہ ہوا ہو؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں فرمایا کہ تم مسجد خیف میں داخل ہی نہیں ہوئے۔



18- پھر فرمایا کہ عرفات کے میدان میں پہنچے تھے؟ میں نے عرض کیا کہ حاضر ہوا تھا فرمایا کہ وہاں اس چیز کو پہچان لیا تھا کہ دنیا میں کیوں آئے تھے اور کیا کر رہے ہو اور کہاں اب جانا ہے اور ان حالات پر متنبہ کرنے والی چیز کو پہچان لیا تھا؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں فرمایا کہ پھر تو عرفات پر بھی نہیں گیا۔

19- پھر فرمایا کہ مزدلفہ گئے تھے؟ میں نے عرض کیا کہ گیا تھا فرمایا کہ وہاں اللہ جل شانہ کا ایسا ذکر کیا تھا جو اس کے ماسوا کو دل سے بھلا دے (جس کی طرف قرآن پاک کی آیت: فاذکرو اللہ عند المشعر الحرام (بقرہ: 25) میں ارشاد ہے: میں نے عرض کیا کہ ایسا تو نہیں ہوا فرمایا کہ پھر تو مزدلفہ پہنچے ہی نہیں۔

20- پھر فرمایا کہ منیٰ میں جا کر قربانی کی تھی؟ میں نے عرض کیا کہ کی تھی فرمایا کہ اس وقت اپنے نفس کو ذبح کر دیا تھا؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں فرمایا کہ پھر تو قربانی ہی نہیں کی۔

21- پھر فرمایا کہ رمی کی تھی (یعنی شیطانوں کو کنکریاں ماری تھیں) میں نے عرض کیا کہ کی تھی فرمایا کہ ہر کنکری کے ساتھ اپنے سابقہ جہل کو پھینک کر کچھ علم کی زیادتی محسوس ہوئی؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں فرمایا کہ رمی میں نہیں کی۔

22- پھر فرمایا کہ طواف زیارت کیا تھا؟ میں نے عرض کیا: کیا تھا فرمایا اس وقت کچھ حقائق منکشف ہوئے تھے؟ اور اللہ جل شانہ کی طرف سے تم پر اعزاز و اکرام کی بارش ہوئی تھی؟ (اس لیے کہ حضور پاک ﷺ کا ارشاد ہے کہ حاجی اور عمرہ کرنے والا اللہ کی زیارت کرنے والا ہے اور جس کی زیارت کو کوئی جائے اس پر حق ہے کہ اپنے زائرین کا اکرام کرے) میں نے عرض کیا کہ مجھ پر تو کچھ منکشف نہیں ہوا فرمایا کہ تم نے طواف زیارت بھی نہیں کیا۔

23- پھر فرمایا کہ حلال ہوئے تھے (احرام کھولنے کو حلال ہونا کہتے ہیں) میں نے عرض کیا ہوا تھا فرمایا کہ ہمیشہ حلال کی کمائی کا اس وقت عہد کر لیا تھا؟ میں نے عرض کیا نہیں فرمایا کہ تم حلال بھی نہیں ہوئے

24- پھر فرمایا الوداعی طواف کیا تھا؟ میں نے عرض کیا کیا تھا فرمایا اس وقت اپنے تن من کو



کلیۃ الوداع کر دیا تھا؟ میں نے عرض کیا نہیں فرمایا کہ تم نے طواف وداع بھی نہیں کیا۔

25- پھر فرمایا کہ حج کو جاؤ اور اس طرح حج کر کے آؤ جس طرح میں نے تم سے تفصیل بیان کی۔

فقط یہ طویل قصہ اس لیے نقل کیا تا کہ اندازہ ہو کہ اہل ذوق کا حج کس طرح ہوتا ہے حق تعالیٰ شانہ اپنے لطف و کرم سے کچھ ذائقہ اس قسم کے حج کا ہمیں کو بھی عطا فرمائے۔  
محمد ﷺ آدمی کے دل کی باتیں جان جاتے ہیں

ایک حدیث میں آیا ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں منیٰ کی مسجد میں حاضر تھا کہ دو شخص ایک انصاری اور ایک ثقفی حاضر خدمت ہوئے اور سلام کے بعد عرض کیا کہ حضور ہم کچھ دریافت کرنے آئے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا دل چاہے تو تم دریافت کر لو اور تم کہو تو میں بتاؤں کہ تم کیا دریافت کرنا چاہتے ہو۔

انہوں نے عرض کیا کہ آپ ہی ارشاد فرمادیں حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم حج کے متعلق دریافت کرنے آئے ہو کہ حج کے ارادہ سے گھر سے نکلنے کا کیا ثواب ہے اور طواف کے بعد دو رکعت پڑھنے کا کیا فائدہ اور صفا مروہ کے درمیان دوڑنے کا کیا ثواب ہے اور عرفات پر ٹھہرنے اور شیطانوں کو کنکریاں مارنے کا اور قربانی کرنے کا اور طواف زیارت کرنے کا کیا ثواب ہے انہوں نے عرض کیا کہ اس پاک ذات کی قسم جس نے آپ کو نبی بنا کر بھیجا ہے یہی سوالات ہمارے ذہن میں تھے حضور ﷺ نے فرمایا کہ حج کا ارادہ کر کے گھر سے نکلنے کے بعد تمہاری (سواری) اونٹنی جو ایک قدم رکھتی ہے یا اٹھاتی ہے تو تمہارے اعمال میں ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور ایک گناہ معاف ہوتا ہے اور طواف کے بعد دو رکعتوں کا ثواب ایسا ہے جیسا کہ عربی غلام کو آزاد کیا ہو اور صفا مروہ کے درمیان سعی کا ثواب ستر غلاموں کو آزاد کرنے کے برابر ہے اور عرفات کے میدان میں جب لوگ جمع ہوتے ہیں تو حق تعالیٰ شانہ دنیا کے آسمان پر اتر کر فرشتوں سے فخر کے طور پر فرماتا ہے کہ میرے بندے دور دور سے پراگندہ



بال آئے ہوئے ہیں میری رحمت کے امیدوار ہیں اگر تم لوگوں کے گناہ ریت کے ذروں کے برابر ہوں یا بارش کے قطروں کے برابر ہوں یا سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں تب بھی میں نے معاف کر دیئے۔ میرے بندو! جاؤ بخشتے بخشتائے چلے جاؤ تمہارے بھی گناہ معاف ہیں اور جن کی تم سفارش کرو ان کے بھی گناہ معاف ہیں۔

اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا کہ شیطانوں کو کنکریاں مارنے کا حال یہ ہے کہ ہر کنکری کے بدلہ ایک بڑا گناہ جو ہلاک کر دینے والا ہو معاف ہوتا ہے اور قربانی کا بدلہ اللہ کے یہاں تمہارے لیے ذخیرہ ہے اور احرام کھولنے کے وقت سر منڈانے میں ہر بال کے بدلہ میں ایک نیکی ہے اور ایک گناہ معاف ہوتا ہے اس سب کے بعد جب آدمی طواف زیارت کرتا ہے تو ایسے حال میں طواف کرتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا اور ایک فرشتہ مونڈھوں کے درمیان ہاتھ رکھ کر کہتا ہے کہ آئندہ از سر نو اعمال کر تیرے پچھلے سب گناہ تو معاف ہو چکے۔ (فضائل حج بحوالہ مرغیب)

یہی وہ علم ہے علم لدنی جس کو کہتے ہیں  
یہی وہ غیب علم غیب سنی جس کو کہتے ہیں

### عمرہ کا بیان اور حضور ﷺ کا فرمان

☆ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

العمرۃ الی العمرۃ کفارة لما بینہا (متفق علیہ مشکوٰۃ)

ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک (گناہوں کا) کفارہ ہے (کنز)

فرض نماز کے بارے میں بھی اسی طرح کی فضیلت بیان فرمائی گئی ہے کہ ایک نماز سے دوسری نماز کے درمیان گناہ (نماز کی برکت سے) معاف ہو جاتے ہیں۔

پھر عبادت میں جس طرح پانچ نمازیں فرض ہیں اور ان کے نوافل ہیں جب چاہے جتنے چاہے ادا کرے اسی طرح حج کو فرض قرار دیا گیا کہ زندگی میں صرف ایک بار کرے اور وہ بھی خاص اوقات میں اور اس کے علاوہ جب حاضری کو دل چاہے جب چاہے جتنے چاہے عمرے ادا کرے (سوائے پانچ دنوں کے نو ذوالحج تا تیرہ ذوالحج)



امام اعظم و مالک رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک عمرہ کرنا سنت ہے اور امام شافعی و احمد رحمۃ اللہ علیہما اس کو واجب کہتے ہیں۔ ان کی دلیل یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

واتموا الحج والعمرة لله۔ (البقرة)

اور پورا کرو حج و عمرہ کو خاص اللہ کے لئے۔

ہمارے ہاں اس سے مراد یہ ہے کہ شروع کر کے پورا کرنا لازم ہو جاتا ہے نہ کہ ابتداءً

☆ حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

افضل الاعمال حجة مبرورة او عمرة مبرورة (رواہ الطبرانی)

سب سے زیادہ فضیلت والا کام مقبول حج اور نیکی والا عمرہ ہے پیچھے گزر چکا کہ

حضور علیہ السلام نے رمضان شریف کے عمرے کو حج کے برابر قرار دیا (ابن

حبان عن ابن عباس رضی اللہ عنہما)

☆ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا

الحاج والعمار وفد الله ان دعوه اجابهم وان استغفروا غفر لهم

(ابن ماجہ مشکوٰۃ)

حج و عمرہ کرنے والے اللہ کی جماعت ہیں اگر دعا کریں تو اللہ تعالیٰ قبول فرماتا

ہے اور اگر بخشش چاہیں تو اللہ تعالیٰ بخشش عطا کرتا ہے (یہ حدیث نبیہتی کے

حوالے سے قدرے تفصیل کے ساتھ گزر چکی ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی

روایت سے اور اس مضمون کی احادیث مشکوٰۃ، ترغیب اور ڈر میں بھی ہیں)

.....



# فضائل حرمین شریفین حدیث کی روشنی میں

## حرمین شریفین کی نماز

عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: الصلاة فی المسجد الحرام بمائة الف صلاة، والصلاة فی مسجدی بالف صلاة، والصلاة فی بیت المقدس بخمس مائة صلاة. (مجمع الزوائد للہیتمی صفحہ 7 ج 4 کنز العمال للمتقی صفحہ 195 ج 12)

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسجد حرام میں ایک نماز ایک لاکھ نمازوں کا ثواب رکھتی ہے۔ اور مسجد نبوی میں ایک ہزار کا ثواب اور بیت المقدس میں ایک نماز پانچ سو نمازوں کے ثواب کے برابر ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے قدرے مفصل روایت اس موضوع پہ ابن ماجہ اور مشکوٰۃ میں اس طرح ہے

صلوة الرجل فی بیتہ بصلوة وصلوته فی مسجد القبائل بخمس وعشرين صلوة وصلوته فی المسجد الذی یجمع فیہ بخمسائة صلوة وصلوته فی المسجد الاقصى بخمسين الف صلوة وصلوته فی مسجدی بخمسين الف صلوة وفی المسجد الحرام بمائة الف صلوة.

گھر میں نماز کا ثواب صرف ایک نماز کے برابر محلہ کی مسجد میں ایک نماز کا ثواب پچیس نمازوں کے برابر جامع مسجد میں ایک نماز کا ثواب پانچ سو نماز کے برابر بیت المقدس اور میری مسجد نبوی میں ایک نماز پچاس ہزار کے برابر ثواب رکھتی ہے۔ اور مسجد حرام میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نماز کے برابر۔



(ان روایات میں نمازوں کے ثواب کے اندر جو اختلاف ہے اس کے بارے میں علماء نے لکھا ہے کہ یہاں ہر مسجد کا ثواب اس سے پہلی مسجد کے ثواب کے اعتبار سے ہے یعنی جامع مسجد کی ایک نماز کا ثواب قبیلہ کی مسجد میں پڑھی جانے والی پانچ سو نمازوں کے برابر ہے تو اس حساب سے جامع مسجد کی ایک نماز کا ثواب ساڑھے بارہ ہزار نمازوں کے برابر مسجد اقصیٰ کی ایک نماز کا ثواب ساڑھے باسٹھ کروڑ کے برابر مسجد نبوی کا تین نیل بارہ کھرب پچاس ارب کے برابر اور مسجد حرام کا اکتیس سنگھ پچیس پدم کے برابر۔ (فضائل حج)

### حرمین شریفین میں مرنے کی فضیلت

☆ عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: من مات فی احد الحرمین بعث امناً یوم القیامة۔ (درمنثور للسیوطی صفحہ 552 کنز العمال صفحہ 271 ج 12)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو حرمین میں سے کسی ایک میں مرے روز قیامت بے خوف اٹھے گا۔

☆ عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: من مات فی احد الحرمین بعث من الامنین یوم القیامة، ومن زارنی محتسباً فی المدینة کان فی جوارى یوم القیامة۔ (اتحاف السادة للزبیدی صفحہ 416 ج 4)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو حرمین شریفین میں سے کسی ایک میں مرا روز قیامت امن والوں میں اٹھے گا۔ اور جس نے ثواب کی نیت سے مدینہ آ کر میری زیارت کی وہ روز قیامت میرے قریب ہوگا۔

☆ عن سلیمان الفارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: من مات فی احد الحرمین استوجب



شفاعتی، وکان یوم القیامة من الامتین۔

(السنن الکبریٰ بیہقی صفحہ 245 ج 5)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حرمین شریفین میں سے کسی میں جس کا انتقال ہو اس کے لئے میری شفاعت واجب ہے اور قیامت میں وہ امن والوں میں ہوگا۔

### فضائل مدینہ منورہ

☆ عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ان الایمان لیارز الی المدینة کما تارز الحیة الی جحرھا. (بخاری صفحہ 253 ج 1)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک ایمان مدینے کی طرف یوں سمٹے گا جیسے سانپ اپنی بل کی طرف۔

☆ عن البراء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: من سہی المدینة یثرب فلیستغفر اللہ، ہی طابۃ، ہی طابۃ. (مسند احمد صفحہ 285 ج 4)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو مدینے کو یثرب کہے اس پر توبہ واجب ہے مدینہ طابہ ہے مدینہ طابہ ہے۔

☆ عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: یقولون یثرب وہی المدینة.

(مسلم صفحہ 444 ج 1)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ اسے (مدینہ کو) یثرب کہتے ہیں حالانکہ وہ مدینہ ہے۔

☆ عن جابر بن سمرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ



صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ان اللہ تعالیٰ سبی المدینة طابة.

(ایضاً صفحہ 445 ج 1)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:  
بے شک اللہ عزوجل نے مدینہ کا نام طابہ رکھا۔

۔ میں قیصر و کسریٰ کے شہنشاہوں سے بہتر  
پر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں سے ہوں کم تر  
میں رات کے تاروں سے ستاروں سے ہوں بہتر  
پر تاج محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نگینوں سے ہوں کم تر  
میں سرد ہواؤں سے بہاروں سے ہوں بہتر  
پر باغ مدینہ کی فضاؤں سے ہوں کم تر

(محمد قاسم اللہ)

### مدینہ مکہ سے بھی افضل

☆ عن رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ انه كان جالسا عند  
منبر مروان بن الحكم ببكة ومروان يخطب الناس فذكر  
مروان مكة وفضلها، ولم يذكر المدينة فوجد رافع في نفسه من  
ذلك، وكان قد اسن، فقام اليه فقال: ايها ذاالبتكلم! اراك قد  
اطنبت في مكة وذكرت منها فضلها، وماسكت عنه من فضلها  
اكبر، ولم تذكر المدينة، واني اشهد لسبع رسول الله صلى الله  
تعالى عليه وسلم يقول: المدينة خير من مكة.

(التاريخ الكبير للبخاري صفحہ 160 ج 1)

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ مکہ مکرمہ میں مروان بن حکم  
کے منبر کے پاس بیٹھے تھے جب وہ خطبہ دے رہا تھا مروان نے مکہ مکرمہ کے  
فضائل بیان کئے لیکن مدینہ منورہ کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ حضرت رافع بن خدیج



نے اپنے دل میں اس طرز تکلم سے کھٹک محسوس کی آپ کی عمر شریف کافی ہوگئی تھی پھر بھی آپ نے جرأت و بے باکی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: اے متکلم! تو نے مکہ کے فضائل تو خوب بیان کئے لیکن ابھی اس کے بہت سے فضائل چھوڑ دیئے جو عظیم ہیں اور تو نے مدینہ منورہ کی کوئی فضیلت نہیں بیان کی میں اس بات کا گواہ ہوں کہ میں نے بلاشبہ حضور سید عالم ﷺ کو فرماتے سنا مدینہ منورہ مکہ مکرمہ سے افضل ہے۔

کسی محبت والے نے اپنے ذوق کو اس طرح بیان کیا ہے کہ  
 ۱۔ کعبہ کی حاضری میں بھی لذت تو ہے  
 پر نہیں وہ جو لذت مدینے میں ہے  
 ان سروں کے یہ سجدے تو کعبے کو ہیں  
 پر دلوں کی عبادت مدینے میں ہے

### تکالیف پر صبر کرنا

عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: انی احرم ما بین لابنی المدینة ان یقطع عضاہا او یقتل صیدہا، وقال: المدینة خیر لہم لو کانوا یعلمون، لایخرج منها احد رغبة عنہا الا ابدل اللہ فیہا من ہو خیر منہ، ولا ثبت احد علی لاوائہا وجہدہا الا کنت لہ شہیداً وشفیعاً یوم القیامة. (بخاری صفحہ 251 ج 1)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے مدینہ کے سنگلاخ علاقہ کے درمیان کانٹوں دار درخت کاٹنے اور شکار کرنے کو حرام کر دیا ہے نیز فرمایا: مدینہ اس کے باشندوں کے لئے بہتر ہے اگر وہ سمجھیں مدینہ سے بے رغبتی اختیار کرتے ہوئے کوئی اس سے نکل کر دوسری جگہ جا کر آباد ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ اس سے بہتر کو وہاں آباد فرما



دے گا۔ مدینہ میں رہ کر اگر کوئی اس کی محنتوں اور مشقتوں کو برداشت کرے گا تو میں کل بروز قیامت اس کا گواہ اور شفیع ہوں گا۔

### زیارت روضہ انور و بوسہ تبرکات

عن نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: کان عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما یسلم علی القبر، رایته مائة مرة او اکثر، یجئ الی القبر فیقول: السلام علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والسلام علی ابی بکر، ثم ینصرف، ورئی واضعاً یدہ علی مقعد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من المنبر، ثم وضعها علی وجهہ

(الشفا للقاضی عیاض صفحہ 70 ج 2)

حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روضہ انور کے پاس حاضر ہو کر سلام عرض کرتے: میں نے ان کا یہ طریقہ سیکڑوں بار دیکھا۔ روضہ انور کے پاس حاضر ہو کر یوں سلام پیش کرتے السلام علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور السلام علی ابی بکر رضی اللہ عنہ۔ پھر واپس جاتے یہ بھی دیکھا گیا کہ آپ اپنے ہاتھوں کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر اقدس پر حضور علیہ السلام کے تشریف فرما ہونے کے مقام پر رکھتے اور اپنے چہرے پر پھیر لیتے۔

### روضہ انور کی زیارت ذریعہ شفاعت

عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: من جائنی زائراً لا یعبده حاجة الا زیارتی کان حقاً علی ان اکون له شفیعاً یوم القیامة.

(کنز العمال صفحہ 34928)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو خالص میری زیارت کے لئے حاضر ہو اس کا مجھ پر حق ہے کہ میں قیامت



کے دن اس کی شفاعت کروں۔

### زیارت قبور اور فقہاء و محدثین

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں

”امام ابن ہمام فرماتے ہیں میرے نزدیک افضل یہ ہے کہ سفر خاص بقصد زیارت کرے یہاں تک کہ اس کے ساتھ مسجد شریف کا بھی ارادہ نہ ہو کہ اس میں حضور اقدس ﷺ کی تعظیم زیادہ ہے جب حاضر ہوگا حاضری مسجد خود ہو جائے گی یا اس کی نیت دوسرے سفر پر رکھے۔“

نیز امام ابن اسکن نے ارشاد فرمایا: کہ اس حدیث کی صحت پر ائمہ حدیث کا اجماع ہے مواہب لدنیہ میں ہے۔

امام اجل خاتمة الحفاظ والمحدثین امام زین الدین عراقی، استاد جلیل، جبل الحفظ، استاد المحمدین، امام ابن حجر عسقلانی رحمہما اللہ تعالیٰ زیارت مزار پر انوار حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جاتے تھے بعض حنبلی حضرات ہمراہ رکاب تھے ایک حنبلی نے باتباع ابن تیمیہ کہ مدعی حنبلیت تھا یوں کہا: میں نے مسجد خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں نماز پڑھنے کی نیت کی۔ امام نے فرمایا: میں نے زیارت قبر حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی نیت کی پھر حنبلی سے فرمایا: تم نے رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کی کہ حضور نے مساجد ثلاثہ کے سوا چوتھی مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے سفر سے ممانعت فرمائی اور میں نے حضور کا اتباع کیا کہ حضور نے فرمایا: قبور کی زیارت کرو کیا اس کے ساتھ کہیں یہ بھی فرمایا ہے مگر قبور انبیا کی زیارت نہ کرو۔ حنبلی کو سوا حیرت کے کچھ بن نہ آیا۔

یہ واقعہ شیخ ولی الدین عراقی نے اپنے والد امام زین الدین عراقی سے نقل کیا دیکھئے! خدا کی شان، جس حدیث سے یہ لوگ اپنے زعم میں مزارات کی طرف سفر کی ممانعت نکالتے ہیں۔ خدائے تعالیٰ نے اسی حدیث سے ان پر الزام فرمایا۔ ولله الحمد۔“ (الطہرۃ الرصدیہ 28)



گناہوں میں دبا لاکھ اس کی مغفرت ہوگی  
 کوئی ہو کر تو دیکھے آج بھی شیدا محمد کا  
 گواہی دو عرب والو! بتاؤ اے عجم والو!  
 ہوا ہے آج تک ثانی کوئی پیدا محمد کا

(صلی اللہ علیہ وسلم)

عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: سمعت رسول  
 اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول: من زار قبری، اوقال: من  
 زارنی كنت له شفیعاً او شهیداً، ومن مات فی اجد الحرمین بعثہ  
 اللہ فی الاقنین یوم القیمة۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی صفحہ 245 ج 5)

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جس نے میری قبر کی زیارت کی، یا فرمایا: جس نے  
 میری زیارت کی میں اس کے لئے شفیع و گواہ ہوں گا اور جو حرمین شریفین زاد ہما  
 اللہ شرفاً و تعظیماً میں سے کسی ایک میں انتقال کرے کل روز قیامت اللہ تعالیٰ  
 اس کو امن والوں میں سے اٹھائے گا۔

روضہ انور کی زیارت گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار پر انور ہے

عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال: قال رسول اللہ  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: من حج فزار قبری بعد موتی کان  
 کمن زارنی فی حیاتی۔ (ایضاً صفحہ 286 ج 5)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:  
 جس نے حج بیت اللہ کے بعد میری زیارت کی اس نے گویا میری حیات  
 مقدسہ میں میری زیارت کا شرف حاصل کیا۔

عن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال: قال رسول  
 اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: من زارنی بعد وفاتی فکانبا



زارنی فی حیاتی، و کنت له شفیعاً او شهیداً یوم القیامة۔  
(جذب القلوب للشیخ الدہلوی صفحہ 205)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے میرے وصال اقدس کے بعد میرے روضہ انور کی زیارت کی گویا اس نے میری حیات مبارکہ میں میری زیارت کی اور میں روز قیامت اس کا شفیع اور گواہ ہوں گا۔

ثواب کی نیت سے زیارت روضہ انور باعث شفاعت ہے

عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: من زارنی بالمدينة محتسبا کنت له شهیداً و شفیعاً یوم القیامة۔ (ایضاً)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو طلب ثواب کی نیت سے مدینے آ کر میری زیارت کرے میں اس کے لئے قیامت کے دن گواہ اور شفیع ہوں گا۔

روضہ انور کے زائر کے لئے شفاعت واجب

عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: من زار قبری و جبت له شفاعتی۔  
(دارقطنی صفحہ 278 ج 2)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے میرے روضہ انور کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

مسجد نبوی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی نیت سے جانا

عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال: قال رسول



اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: من حج الی مکة ثم قصدنی فی

مسجدی کتب له حجتان مبرورتان۔ (کنز العمال صفحہ 135 ج 5)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے حج بیت اللہ کیا پھر مسجد نبوی میری زیارت کے قصد سے آیا تو اس کو دو حج مقبول کا ثواب ملے گا۔

حج کے ساتھ زیارت نہ کرنا ظلم ہے

عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال: قال النبی صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: من حج البيت ولم یزرني فقد جفانی۔

(کنز العمال صفحہ 135 ج 5 و جذب القلوب صفحہ 206)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

فرمایا: جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر ظلم کیا۔

صاحب استطاعت پر زیارت لازم ہے

عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ما من احد من امتی له سعة ثم لم یزرني

فلیس له عذر۔ (فتح الباری للعسقلانی صفحہ 99 ج 1)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

فرمایا: میری امت کا ہر وہ شخص جس کو میری زیارت کے لئے آنے کی

استطاعت ہو اور وہ نہ آئے تو اس کا کوئی عذر مقبول نہیں۔

بارگاہ رسالت میں سلام پیش کرنا سعادت دارین کا اہم ذریعہ

عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ما من عبد یسلم علی قبری الا وکل اللہ

بها ملکا یبلغنی، وکفی اجر اخرته و دنیاہ و کنت له شهیداً



وشفیعاً یوم القیامة. (جذب القلوب)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو مجھ پر میری قبر کے پاس سلام عرض کرے تو اللہ تعالیٰ اس پر فرشتے مقرر فرما رکھے ہیں کہ اس کا سلام مجھے پہنچائے اور اس کے دنیا و آخرت کے کاموں کی کفایت فرمائے اور روز قیامت میں اس کا گواہ اور شفیع ہوں۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر پاک تھا اور اس وقت کعب احبار حاضر تھے تو کعب احبار نے کہا: ہر صبح ستر ہزار فرشتے اتر کر مزار اقدس حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا طواف کرتے ہیں اور اس کے گرد حاضر رہ کر صلاۃ و سلام عرض کرتے رہتے ہیں جب شام ہوتی ہے وہ چلے جاتے ہیں اور ستر ہزار اور اتر کر یونہی طواف کرتے ہیں اور صلوٰۃ و سلام عرض کرتے رہتے ہیں یونہی ستر ہزار رات میں حاضر رہتے ہیں اور ستر ہزار دن میں۔ جب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم مزار مبارک سے روز قیامت اٹھیں گے ستر ہزار ملائکہ کے ساتھ باہر تشریف لائیں گے جو حضور علیہ السلام کو بارگاہ رب العزت میں یوں لے چلیں گے جیسے نئی دہن کو کمال اعزاز و اکرام، فرحت و سرور، راحت و آرام اور تزک و احتشام کے ساتھ دولہا کی طرف لے جاتے ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ 6/202 بحوالہ الدر الثمینہ فی تاریخ المدینہ والتذکرہ للامام ابو عبد اللہ محمد قرظی)

ایک باب رحمت ہے دو جہاں سوالی ہے  
ہر کرم انوکھا ہے ہر عطا نرالی ہے  
پاس کچھ نہیں لیکن ان کی نذر کرنے کو  
تحفہ ہے درودوں کا آنسوؤں کی ڈالی ہے

(خادمی اجیری)

مدینہ کی موت

عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: من استطاع منکم ان یبوت



بالمدينة فليمت! فانی اشفع لمن يموت بها. (ابن ماجہ 232 ج 2)  
 حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:  
 جس سے مدینہ میں مرنا ہو سکے تو اسی میں مرے کہ جو مدینہ میں مرے گا میں  
 اس کی شفاعت فرماؤں گا۔

اے موت ٹھہر جا میں مدینے تے جاواں  
 ستا ہویا نصیب تے اپنا جگا لواں

موت پر میری شہیدوں کو بھی رشک آئے گا  
 اپنے قدموں سے لپٹ کر مجھے مر جانے دے

(مظفر وارثی)

### امتی ہونے کا تقاضا

جب حضور اقدس و انور ﷺ دنیا میں تشریف لائے یہ دنیا کفر و الحاد کے اندھیروں میں  
 ڈوبی ہوئی تھی۔ بتوں کی پوجا ہوتی تھی، نیکی منہ چھپا کے روتی تھی..... جہالت کا راج تھا، بدی  
 کے سر پر تاج تھا..... جنگل کا دستور تھا، انسان انسانیت سے دور تھا..... انسانیت پارہ پارہ تھی،  
 آدمیت بے سہارا تھی..... زندگی محال تھی، عجب زمانے کی چال تھی..... ذرا ذرا سی بات پر  
 تلواریں نکل آتی تھیں، دہشت و بربریت کی باتیں تھیں، ہر طرف ظلم و ستم کی گھاتیں تھیں،  
 عیاشی کے دن تھے فحاشی کی راتیں تھیں۔

پوری دنیا جانوروں کی منڈی بن چکی تھی جہاں انسان جانوروں کی طرح بکتا تھا۔  
 اخلاق نام کی چیز دور دور تک نہ ملتی تھی۔ رحم کا نشان تک نہ تھا۔ بے رحمی اور بربریت کا تسلط  
 تھا۔ ان حالات میں جب حضور ﷺ کا ظہور ہوا تو گویا حق کا آفتاب طلوع ہوا جس کی  
 مقدس کرنوں نے باطل کا ہر تار یک گوشہ منور کر دیا۔

دنیا بھٹک رہی تھی اندھیروں میں، آپ نے  
 بھٹکے ہوؤں کو جادۂ منزل دکھا دیا



ہم سے زیادہ کون ہے دنیا میں خوش نصیب  
اپنے حبیب کی ہمیں امت بنا دیا

(بیدل فاروقی)

حضرات! آدمی کو انسان بنانے کے لئے حضور اقدس ﷺ نے رات دن محنت کی۔  
اللہ پاک نے کرم کا مینہ برسایا اسلام کا اجڑا گلشن پھر سے ہرا ہو گیا۔ بتوں کے آگے جھکنے والی  
پیشانیاں اللہ وحدہ لا شریک کی بارگاہ میں جھکنے لگیں۔ ظلم و بربریت کے لئے اٹھنے والے  
ہاتھ خیر و برکت کے لئے اٹھنے لگے۔ بات بات پہ گالی گلوچ کرنے والی زبانیں حمد و ثنا اور  
درود و سلام کے ترانے گانے لگیں۔ کفر و الحاد میں ڈوبی فضائیں اذان بلالی سے گونجنے لگیں۔

انسانیت کا رہبر کامل وہی ہے بس  
انسان جس کے عہد میں انسان ہو گیا

(بقا نظامی)

حضور پاک کیا آئے، بہار آئی۔ آدمیت مسکرا اٹھی۔ انسانیت جگمگا اٹھی اور حضور پاک  
صاحب ﷺ لولاک تاریخ انسانی کے محسن اعظم ٹھہرے۔

لہذا امتی ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اپنے آقا علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضری کے  
لئے ماہی بے آب کی طرح تڑپتے رہیں اور جب حاضری کا موقع نصیب ہو تو پورے آداب  
کے ساتھ حاضری کی سعادت حاصل کریں ورنہ اپنے اس محسن اعظم ﷺ کے لئے رات دن  
رحمت، برکت اور سلامتی کی دعا کی جائے یعنی آپ ﷺ پر درود و سلام کثرت سے پڑھا  
جائے۔ آپ ﷺ کا شکر یہ ادا کرنے کی یہی ایک صورت ہے اگرچہ ہم اپنے آقائے نامدار  
رحمت کے تاجدار ﷺ کے احسانات کا بدلہ تو نہیں چکا سکتے مگر اتنا تو ہوگا کہ درود و سلام بھیج کر  
ہم شکر گزار بندوں کی صف میں شامل ہو جائیں گے اور آپ جانتے ہیں کہ اللہ جل شانہ اپنے  
شکر گزار بندوں کو ہی پسند فرماتا ہے۔

آپ محبوب خدا ہیں آپ ہیں سدرہ نشین  
آپ کا ثانی اللہ کی قسم کوئی نہیں



کون پاسکتا ہے ایسا ارفع و اعلیٰ مقام  
آپ پر بھیجیں درود اہل فلک اہل زمیں

### بارگاہ رسالت میں حاضری کے آداب

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ نے نبی اکرم نور  
مجسم ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کے چالیس آداب لکھے ہیں جو ہم اس کتاب میں شامل  
کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

پاسکتا نہیں فتح و ظفر کوئی بھی تب تک  
وابستہ نہ ہو دامن سرکار سے جب تک

(عبدالغنی تائب)

- 1- زیارت اقدس قریب بواجب ہے۔
- 2- حاضری میں خاص زیارت اقدس کی نیت کرو یہاں تک کہ امام ابن الہمام فرماتے ہیں  
اس بار مسجد شریف کی بھی نیت نہ کرے۔
- 3- راستہ بھر درود و ذکر شریف میں ڈوب جاؤ۔
- 4- جب حرم مدینہ نظر آئے بہتر یہ کہ پیادہ ہولو۔ روتے سر جھکائے آنکھیں نیچی کیے اور  
ہو سکے تو ننگے پاؤں چلو۔

جائے سراسر اینکہ تو پامی نہی  
پائے نہ بنی کہ کجای نہی

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا  
ارے سرکا موقع ہے او جانے والے

- 5- جب قبہ انور پر نگاہ پڑے درود و سلام کی کثرت کرو۔
- 6- جب سر اقدس تک پہنچو جلال و جمال محبوب ﷺ کے تصور میں غرق ہو جاؤ۔



7- حاضری مسجد سے پہلے تمام ضروریات (جن کا لگاؤ دل بٹنے کا باعث ہو) سے جلد فارغ ہو ان کے سوا کسی بیکاریات میں مشغول نہ ہو۔ وضو اور مسواک کرو اور غسل بہتر، سفید و پاکیزہ کپڑے پہنو اور نئے بہتر، خوشبو لگاؤ۔

8- اب فوراً آستانہ اقدس کی طرف نہایت خشوع و خضوع سے متوجہ ہو رونا نہ آئے تو رونے کا منہ بناؤ اور دل کو بزور رونے پر لاؤ اور اپنی سنگدلی پر رسول اللہ ﷺ کی طرف التجا کرو۔

9- جب در مسجد پر حاضر ہو صلوة و سلام عرض کر کے تھوڑا ٹھہرو جیسے سرکار سے حاضری کی اجازت مانگتے ہو۔ بسم اللہ کہہ کر سیدھا پاؤں پہلے رکھ کر ہمہ تن ادب ہو کر داخل ہو۔

10- اس وقت جو ادب و تعظیم فرض ہے ہر مسلمان کا دل جانتا ہے۔ آنکھوں، کان، زبان، ہاتھ، پاؤں، دل سب خیال غیر سے پاک کرو، مسجد اقدس کے نقش و نگار تک نہ دیکھو۔

11- اگر کوئی ایسا سامنے آجائے جس سے سلام کلام ضرور ہو تو جہاں تک بنے کترا جاؤ ورنہ ضرورت سے زیادہ نہ بڑھو پھر بھی دل سرکار ہی کی طرف ہو۔

12- ہرگز ہرگز مسجد اقدس میں کوئی حرف اونچی آواز سے نہ نکلے۔

حبیب پاک کسی کا خطاب کیا ہوگا

وہ لاجواب ہیں ان کا جواب کیا ہوگا

مدار کار ہے جب رسول پرور نہ

عمل ہزار ہوں اچھے، ثواب کیا ہوگا

(جلیل مانک پوری)

13- یقین جانو کہ حضور اقدس ﷺ سچی حقیقی دنیاوی جسمانی حیات سے ویسے ہی زندہ ہیں جیسے وفات شریف سے پہلے تھے۔ ان کی اور تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی موت صرف وعدہ خدا کی تصدیق کے طور پر ایک آن کے لئے ہے، ان کا انتقال صرف نظر عوام سے چھپ جانا ہے۔

امام محمد ابن الحاج مکی مدخل اور امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ میں اور ائمہ دین رحمہم اللہ



تعالیٰ علیہم اجمعین فرماتے ہیں۔

لا فرق بین موتہ و حیاتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی مشاہدتہ  
لامتہ و معرفتہ باحوالہم و نیاتہم و عزائہم و خواطرہم و ذلك  
عندہ جلی لاخفاء بہ۔ (المدخل، فصل فی زیارة القبور)

حضور اقدس ﷺ کی حیات و وفات میں اس بات میں کچھ فرق نہیں کہ وہ اپنی  
امت کو دیکھ رہے ہیں اور ان کے احوال اور ان کی نیتوں ان کے ارادوں ان  
کے دلوں کے خیالوں کو پہچانتے ہیں اور یہ سب حضور ﷺ پر ایسا روشن ہے  
جس میں اصلاً پوشیدگی نہیں۔

امام رحمہ اللہ تلمیذ امام محقق ابن الہمام منک متوسط اور علی قاری مکی اس کی شرح مسلک  
متقط میں فرماتے ہیں۔

انہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم بحضورک و قیامک و سلامک ای بل  
بجہیع افعالک و احوالک و ارتحالك و مقامک

(مسلک متقط مع ارشاد الساری باب زیارة سید المرسلین ﷺ)

بے شک رسول اللہ ﷺ تیری حاضری اور تیرے کھڑے ہونے اور تیرے  
سلام بلکہ تیرے تمام افعال و احوال و کوچ و مقام سے آگاہ ہیں۔

کیوں ہونہ جاؤں فرط عقیدت سے اشک بار  
قربان جاؤں نام محمد ﷺ پہ بار بار  
سرکار کائنات پہ لاکھوں سلام ہوں  
اتنے درود جن کا نہ کچھ ہو سکے شمار

(ضمیر اظہر)

14 - اب اگر جماعت قائم ہو شریک ہو جاؤ کہ اس میں تحیۃ المسجد بھی ادا ہو جائے گی ورنہ  
اگر غلبہ شوق مہلت دے اور اس وقت کراہت نہ ہو تو دو رکعت تحیۃ المسجد و شکران  
حاضری دربار اقدس صرف قل یا اور قل سے بہت ہلکی مگر رعایت سنت کے ساتھ رسول



اللہ ﷺ کے نماز پڑھنے کی جگہ جہاں اب وسط مسجد کریم میں محراب نبی ہے اور وہاں نہ ملے تو جہاں تک ہو سکے اس کے نزدیک ادا کرو پھر سجدہ شکر میں گرو اور دعا کرو کہ الہی! اپنے حبیب ﷺ کا ادب اور ان کا اور اپنا قبول نصیب فرما۔ (آمین)

15- اب کمال ادب میں ڈوبے ہوئے گردن جھکائے آنکھیں نیچی کیے لرزتے کانپتے گناہوں کی ندامت سے پسینہ پسینہ ہوتے حضور پر نور ﷺ کے عفو و کرم کی امید رکھتے حضور والا کی پائین یعنی مشرق کی طرف سے مواجہہ عالیہ میں حاضر ہو کہ حضور اقدس ﷺ مزار انور میں رو بقبلہ جلوہ فرما ہیں اس سمت سے حاضر ہو کہ حضور علیہ السلام کی نگاہ بیکس پناہ تمہاری طرف ہوگی اور یہ بات تمہارے لیے دونوں جہان میں کافی ہے۔ والحمد للہ۔

16- اب کمال ادب و ہیبت و خوف و امید کے ساتھ زیر قندیل اس چاندی کی کیل کے جو حجرہ مطہرہ کی جنوبی دیوار میں چہرہ انور کے مقابل لگی ہے کم از کم چار ہاتھ کے فاصلہ سے قبلہ کو پیٹھ اور مزار انور کو منہ کر کے نماز کی طرح ہاتھ باندھے کھڑے ہو۔ لباب و شرح لباب و اختیار شرح مختار فتاویٰ عالمگیری وغیرہما معتمد کتابوں میں اس ادب کی تصریح فرمائی کہ:

يقف كما في الصلوة (فتاویٰ ہندیہ خاتمہ فی زیارت قبر النبی ﷺ)

حضور علیہ السلام کے سامنے ایسا کھڑا ہو جیسا نماز میں کھڑا ہوتا ہے۔

یہ عبارت عالمگیری و اختیار کی ہے اور لباب میں فرمایا:

واضعاً یسینہ علی شہالہ (شرح لباب باب زیارت)

دست بستہ داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر کھڑا ہو۔

17- خبردار: جالی شریف کو بوسہ دینے یا ہاتھ لگانے سے بچو کہ خلاف ادب ہے بلکہ چار ہاتھ فاصلہ سے زیادہ قریب نہ جاؤ یہ ان کی رحمت کیا کم ہے کہ تم کو اپنے حضور بلایا اپنے مواجہ اقدس میں جگہ بخشی ان کی نگاہ کریم اگرچہ ہر جگہ تمہاری طرف تھی اب خصوصیت اور اس درجہ قرب کے ساتھ ہے۔ والحمد للہ



18 - الحمد للہ! اب کہ دل کی طرح تمہارا منہ بھی اس پاک جالی کی طرف ہے جو اللہ عزوجل کے محبوب عظیم الشان ﷺ کی آرام گاہ ہے نہایت ادب و وقار کے ساتھ باواز حزیں و صورت درد آگیز، دل شرمناک و جگر چاک چاک معتدل آواز سے نہ بلند و سخت (کہ ان کے حضور آواز بلند کرنے سے اعمال اکارت ہو جاتے ہیں) نہ نہایت نرم و پست (کہ سنت کے خلاف ہے اگرچہ وہ تمہارے دلوں کے خطروں تک سے آگاہ ہیں جیسا کہ ابھی تصریحات ائمہ سے گزرا) تسلیم بجالاؤ اور عرض کرو۔

السلام عليك ايها النبي ورحمة الله وبركاته السلام عليك يا رسول الله. السلام عليك يا خير خلق الله. السلام عليك يا شفيع المذنبين. السلام عليك وعلى الك واصحابك وامتك اجمعين.

پیارے نبی! آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت و برکات ہوں۔ اے اللہ کے رسول! آپ پر سلام ہو۔ اے مخلوق خدا میں سب سے بہتر آپ پر سلام ہو۔ اے گنہ گاروں کی شفاعت فرمانے والے آپ پر سلام ہو۔ آپ پر آپ کے آل و اصحاب پر اور تمام امت پر سلام ہو۔

سلام اے آمنہ کی گود میں قرآن کے پارے  
سلام اے آدم و حوا کے ارمانوں کے گہوارے  
دعائے قلب ابراہیم و جان عیسیٰ و موسیٰ  
سلام اے اولیاء و انبیا کی آنکھ کے تارے

(صلوات تعالیٰ و تسلیما علیہم اجمعین)

19 - جہاں تک ممکن ہو اور زبان یاری دے اور ملال و کسل نہ ہو صلوٰۃ و سلام کی کثرت کرو۔ حضور ﷺ سے اپنے لیے اور اپنے ماں باپ، پیر، استاد، اولاد، عزیزوں، دوستوں اور سب مسلمانوں کے لئے شفاعت مانگو بار بار عرض کرو۔

اسئلك الشفاعة يا رسول الله

اے اللہ کے رسول آپ سے شفاعت کا سوالی ہوں۔



20- پھر اگر کسی نے عرض سلام کی وصیت کی بجالاؤ۔ شرعاً اس کا حکم ہے اور یہ فقیر ذلیل ان مسلمانوں کو جو اس کتاب کو پڑھیں عرض کرتا ہے کہ جب انہیں حاضری بارگاہ نصیب ہو فقیر کی زندگی میں یا بعد کم از کم تین بار مواجہہ اقدس میں ضرور یہ الفاظ عرض کر کے اس نالائق ننگ خلاق پر احسان فرمائیں۔ اللہ ان کو دونوں جہاں میں جزا بخشے۔ آمین

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله وعلى الك وذريتك في كل ان  
ولحظة عدد كل ذرة الف الف مرة من عبيدك غلام حسن ابن  
محمد حسين يسئالك الشفاعة فاشفع له وللمسلمين۔

اے اللہ کے رسول آپ پر صلوة و سلام ہو آپ کی آل و ذریت پر بھی ہر ذرہ کے برابر  
لاکھوں مرتبہ آپ کے خادم نام حسن قادری ولد محمد حسین پر اور وہ آپ سے شفاعت کا  
خواستگار ہے۔ اس کی اور تمام مسلمانوں کی شفاعت فرمائیے۔

میرے پاس تحفہ ہے کیا جو کروں نذر سید مرسلان  
یہ ہیں چند پھول خلوص کے یہ درود ہے یہ سلام ہے  
کہیں انور ایسا خدا کرے میں مدینے پہنچوں یہ شورا ٹھے  
جسے یاد کرتے تھے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم یہ وہ خوش نصیب غلام ہے

(انور فیروز پوری)

21- پھر اپنے داہنے یعنی مشرق کی طرف ہاتھ بھرہٹ کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے چہرہ  
نورانی کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کرو۔

السلام عليك يا خليفة رسول الله. السلام عليك يا صاحب  
رسول الله في الغار و حمة الله وبركاته.

اے اللہ کے رسول کے خلیفہ! آپ پر سلام۔ اے رسول اللہ کے یار غار آپ پر  
سلام اور اللہ کی رحمت و برکات کا نزول ہو۔

22- پھر اتنا ہی اور ہٹ کر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے روبرو کھڑے ہو کر عرض کرو۔

السلام عليك يا امير المؤمنين السلام عليك يا متمم الاربعين



السلام عليك يا عزالاسلام والمسلمين ورحمة الله وبركاته.  
 اے امیر المؤمنین آپ پر سلام۔ اے چالیس مسلمان پورے فرمانے والے! آپ پر  
 سلام۔ اے اسلام اور مسلمانوں کی عزت آپ پر سلام اور رحمت اور برکات الہی کا نزول ہو۔  
 23- پھر بالشت بھر مغرب کی طرف پلٹو اور صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما کے درمیان کھڑے  
 ہو کر عرض کرو۔

السلام عليك يا خليفتي رسول الله. السلام عليك يا وزير  
 رسول الله. السلام عليك يا ضجيعي رسول الله ورحمة الله  
 وبركاته. استلكما الشفاعة عند رسول الله صلى الله تعالى عليه  
 و عليكما وبارك وسلم۔

اے رسول اللہ کے دونوں خلیفہ! تم پر سلام ہو۔ اے رسول اللہ کے دونوں  
 وزیرو! تم پر سلام ہو۔ اے رسول اللہ کے پہلو میں لیٹنے والو! تم پر سلام اور اللہ  
 کی رحمتوں و برکات کا نزول ہو۔ آپ دونوں سے درخواست ہے کہ رسول اللہ  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیکما وبارک وسلم کی خدمت اقدس میں میرے لیے  
 شفاعت کا وسیلہ اور سہارا بنو۔

24- یہ سب حضریاں محل قبولیت ہیں۔ دعا میں کوشش کرو دعائے جامع کرو درود پر قناعت  
 بہتر ہے۔

25- پھر منبر اطہر کے قریب دعا مانگو۔

26- پھر روضہ جنت میں (یعنی ریاض الجنہ جو جگہ منبر و حجرہ منور کے درمیان ہے اور اسے  
 حدیث میں جنت کی کیاری فرمایا) آ کر دو رکعت نفل غیر وقت مکروہ میں پڑھ کر دعا  
 کرو۔

27- یونہی مسجد شریف کے ہر ستون کے پاس نماز پڑھو اور دعا مانگو کہ محل برکات ہیں خصوصاً  
 بعض میں خاص خصوصیت۔

28- جب تک مدینہ طیبہ کی حاضری نصیب ہو ایک سانس بیکار نہ جانے دو ضروریات کے



- سوا اکثر وقت مسجد شریف میں باطہارت حاضر رہو۔ نماز و تلاوت درود میں وقت گزارو دنیا کی بات کسی مسجد میں نہیں چاہیے نہ کہ یہاں
- 29- ہمیشہ ہر مسجد میں جاتے اعتکاف کی نیت کرلو۔
- 30- مدینہ طیبہ میں روزہ نصیب ہو خصوصاً گرمی میں تو کیا کہنا کہ اس پر وعدہ شفاعت ہے۔
- 31- یہاں ہر نیکی ایک کی پچاس ہزار لکھی جاتی ہے لہذا عبادت میں زیادہ کوشش کرو۔ کھانے پینے کی کمی ضرور کرو۔
- 32- قرآن مجید کا کم سے کم ایک ختم یہاں اور حطیم کعبہ معظمہ میں کرلو۔
- 33- روضہ انور پر نظر بھی عبادت ہے جیسے کعبہ معظمہ یا قرآن مجید کا دیکھنا تو ادب کے ساتھ اس کی کثرت کرو اور درود و سلام عرض کرو۔

دنیا و قبر و حشر کی ہر راہ سخت میں  
ہوگا تیرا یہ حامی و ناصر پڑھو درود  
اپنی ہر التجا کو درودوں کے پر لگا  
ہر اک دعا کے اول و آخر پڑھو درود  
بھرنور اپنے نامہ اعمال میں ریاض  
کر جمع نیکیوں کے ذخائر پڑھو درود

(ریاض مجید)

- 34- پنجگانہ یا کم از کم صبح و شام مواجہہ شریف میں عرض سلام کے لئے حاضر رہو۔
- 35- شہر میں یا شہر سے باہر جہاں کہیں گنبد مبارک پر نظر پڑے فوراً دست بستہ ادھر منہ کر کے صلوٰۃ و سلام عرض کرو بغیر اس کے ہرگز نہ گزرو کہ خلاف ادب ہے۔
- 36- ترک جماعت بلا عذر ہر جگہ گناہ ہے اور کئی بار ہو تو سخت حرام و گناہ کبیرہ اور یہاں تو گناہ کے علاوہ کیسی سخت محرومی ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ صحیح حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: جسے میری مسجد میں چالیس نمازیں فوت نہ ہوں اس کے لئے



دوزخ و نفاق سے آزادیاں لکھی جائیں۔

37- قبر کریم کو ہرگز پیٹھ نہ پھیرو اور حتی الامکان نماز میں بھی ایسی جگہ کھڑے ہو کہ پیٹھ کر نہ پڑے۔

38- روضہ انور کا طواف کرو نہ سجدہ نہ اتنا جھکنا کہ رکوع کے برابر ہو۔ رسول اللہ ﷺ کی تعظیم ان کی اطاعت میں ہے۔

39- بقیع واحد و قبا کی زیارت سنت ہے۔ مسجد قبا کی دو رکعت کا ثواب ایک عمرے کے برابر ہے اور چاہو تو یہیں حاضر رہو۔ سیدی ابن ابی حمزہ قدس سرہ جب حاضر ہوتے آٹھواں پہر برابر حضوری میں کھڑے رہتے۔ ایک دن بقیع وغیرہ کی زیارت کا خیال آیا پھر فرمایا یہ ہے اللہ کا دروازہ بھیک مانگنے والوں کے لئے کھلا ہے اسے چھوڑ کر کہا جاؤں۔ سرائیں جا سجدہ ایں جا بندگی ایں جا قرار ایں جا

40- وقت رخصت مواجہہ انور میں حاضر ہو اور حضور ﷺ سے بار بار اس نعمت کی عطا سوال کرو اور تمام آداب کہ کعبہ معظمہ سے رخصت میں گزرے ملحوظ اور سچے دل سے دعا کرو کہ الہی! ایمان و سنت پر مدینہ طیبہ میں مرنا اور بقیع پاک میں دفن ہونا نصیب ہو۔

خدا ایک ہے مصطفیٰ ایک ہے  
نبی اور خدا کی رضا ایک ہے  
چلو عرش و طیبہ کی جانب چلیں  
مقامات دو راستہ ایک ہے

(منظر وارفی)

اللهم ارزقنا امین امین یا ارحم الراحمین وصلى الله تعالى على  
سيدنا محمد واله وصحبه وابنه وحزبه اجمعين والحمد لله رب  
العالمين۔ (فتاویٰ رضویہ ج 10)



## بزرگانِ دین کا حج

صحابہ کرام اہل بیت عظام اور بزرگانِ دین کے ہزاروں اثر انگیز واقعات زیارتِ حرمین کے سلسلہ میں مختلف کتب کے اندر ملتے ہیں ان میں سے چند واقعات پیش کیے جا رہے ہیں ان میں سے کوئی واقعہ اگر پوری طرح سمجھ نہ آسکے تو اس کو اہل اللہ کے حال کے مطابق عشقِ الہی میں ان نفوسِ قدسیہ کی وارفتگی پر محمول کیا جائے جو ان سے اللہ کی محبت کے غلبہ میں صادر ہوتے ہیں اور بقول امام غزالی علیہ الرحمۃ جو محبت کا پیالہ پی لیتا ہے وہ مخمور ہو جاتا ہے اور جو مخمور ہو جاتا ہے اس کے کلام میں وسعت آ جاتی ہے اگر اس کا نشہ زائل ہو جائے تو وہ غور کرے کہ جو کچھ اس نے غلبہ میں کہا ہے وہ ایک حال ہے حقیقت نہیں اس سے لذت حاصل کرو اس پر اعتماد نہ کرو۔ (احیاء العلوم)

محبت معنی والفاظ میں لائی نہیں جاتی

یہ اک ایسی حقیقت ہے جو سمجھائی نہیں جاتی

معمولی ترمیم کے ساتھ ان میں سے اکثر واقعات ”روض الریاحین“ علامہ عبداللہ بن اسد یافعی علیہ الرحمۃ کی کتاب میں ہیں اور ترجمہ فضائل حج سے لیا گیا ہے۔

امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا مرتبہ و مقام اور ادائیگی کا حج

ہشام بن عبدالملک جب کہ وہ شاہزادہ تھا اور خود اس وقت تک بادشاہ نہیں بنا تھا حج کو گیا اور طواف کرتے ہوئے حجرِ اسود کا اس نے بوسہ لینے کا ارادہ کیا اور انتہائی کوشش کے باوجود ہجوم کی کثرت سے اس پر قدرت نہ ہوئی اتنے میں حضرت زین العابدین علی بن الامام حسین رضی اللہ عنہ طواف کرتے ہوئے حجرِ اسود پر پہنچے تو ایک دم سارا مجمع ٹھہر گیا اور ان کے راستہ



سے ادھر ادھر ہو گیا وہ اطمینان سے بوسہ دے کر چل دیے۔

کسی نے ہشام سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے جس کا اعزاز شاہزادہ سے بھی زیادہ ہے ہشام نے کہہ دیا کہ میں نہیں جانتا علماء نے لکھا ہے کہ وہ جان بوجھ کر انجان بن کر انکار کرتا تھا تا کہ اس کے مصاحبین وغیرہ جو ہشام سے اس کے ساتھ آئے ہوئے تھے ان کے دل میں حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ کی وقعت زیادہ پیدا نہ ہو اور یہ بنو امیہ (کے کچھ لوگ) اہل بیت کی وقعت کو گوارا نہ کرتے تھے فرزوق جو عرب کا مشہور شاعر ہے وہ بھی وہاں کھڑا تھا اس نے کہا میں ان کو جانتا ہوں پھر اس نے یہ چند شعر پڑھے۔

- |   |                              |   |                                |
|---|------------------------------|---|--------------------------------|
| 1 | هذا ابن خير عباد الله كلهم   | 1 | هذا التقى النقى الطاهر العلم   |
| 2 | هذا الذي تعرف البطحاء وطاعته | 2 | والبیت يعرفه والحل والحرام     |
| 3 | يكاد يسكه عرفان راحته        | 3 | رکن الحطيم اذا ماجاء يستلم     |
| 4 | ما قال لاقط الافى تشهده      | 4 | لولا التشهد كانت لائه نعم      |
| 5 | اذا راته قریش قال قائلها     | 5 | الى مكارم هذا ينتهى الكرم      |
| 6 | ان عداهل التقى كانوا ائتهم   | 6 | او قيل من خير اهل الارض قيل هم |
| 7 | هذا ابن فاطمة ان كنت جاهله   | 7 | بجده انبياء الله قد ختموا      |
| 8 | وليس قولك من هذا يضائره      | 8 | العرب تعرف من انكرت والعجم     |
| 9 | يغضى حياء ويغضى من مهابته    | 9 | فلا يكلم الا حين يبتسم         |

ترجمہ اشعار

- 1- یہ اللہ کے بندوں میں سے بہترین کی اولاد ہے یہ متقی پاک صاف اور سردار ہے
- 2- یہ وہ شخص ہے جس کے قدم کو سارا مکہ جانتا ہے یہ وہ شخص ہے جس کو بیت اللہ جانتا ہے اس کو حل و حرم پہچانتے ہیں۔

- 3- یہ وہ شخص ہے کہ حجر اسود کا بوسہ دینے کے لئے اس کے قریب جائے تو اس کے ہاتھوں کو پہچان کر قریب ہے کہ حجر اسود کا کونہ اس کے ہاتھوں کو پکڑے (اس صورت میں ہاتھوں کی خصوصیت اس وجہ سے ہے کہ حجر اسود کے بوسہ کے وقت دونوں ہاتھ



اس کو نے پر رکھے جاتے ہیں اس مطلب کے موافق رکن الحطیم سے مجازاً رکن کعبہ مراد ہوگا اور ہو سکتا ہے کہ یہ ترجمہ کیا جائے کہ جب یہ شخص طواف کرتے ہوئے حطیم کی طرف پہنچتا ہے تو قریب ہے کہ حطیم والا کونہ اس کے ہاتھوں کو پہچان کر ان کو چومنے کے لئے پکڑے اس مطلب کے موافق رکن الحطیم اپنے ظاہر پر ہوگا اور ہاتھوں کو پہچاننے کی خصوصیت عطا اور جود کی کثرت کی طرف اشارہ ہوگا“)

4- یہ وہ شخص ہے جس نے کبھی لائیں کہا (لا کے معنی نہیں کے ہیں، یعنی کبھی مانگنے والے کو انکار نہیں کیا) اور بجز کلمہ طیبہ کے کہ اس میں لا الہ میں لا کہنا پڑتا ہے اس کی مجبوری ہے اور یہ ہر التیات میں پڑھا جاتا ہے اگر یہ مجبوری نہ ہوتی تو اس کی زبان سے لا کبھی نہ نکلتا۔

5- جب قبیلہ قریش جو کرم میں مشہور قبیلہ ہے اس کو دیکھتا ہے تو کہنے والا بے ساختہ کہہ دیتا ہے کہ اس کے اخلاق پر کرم کا منتہا ہے یعنی اس سے زیادہ کوئی کریم نہیں۔

6- اور جب کہیں اہل تقویٰ کا شمار ہونے لگے تو یہی لوگ اس میں بھی مقتدا ہوں گے اور جب یہ پوچھا جائے کہ دنیا کی بہترین ہستیاں کون ہیں تو انہی لوگوں کی طرف انگلیاں اٹھیں گی۔

7- اور ہشام اگر تو اس سے جاہل ہے تو سن کہ یہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد ہے اسی کے والد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نبوت ختم کر دی گئی

8- تیرا یہ کہنا کہ یہ کون ہے اس کو عیب نہیں لگاتا جس کو پہچاننے سے تو نے انکار کر دیا اس کو عرب جانتا ہے عجم جانتا ہے

9- وہ شخص ہے جو شرم کی وجہ سے اپنی آنکھ نیچے رکھتا ہے اور ساری دنیا اس کی عظمت اور ہیبت سے آنکھ نیچے رکھتی ہے کوئی شخص اس کے سامنے اس وقت تک رعب کی وجہ سے بات نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ خندہ پیشانی سے پیش نہ آئے۔

اشعار کا ترجمہ ختم ہو گیا صاحب روض نے اتنے ہی اشعار نقل کئے ہیں یہ قصیدہ بڑا ہے اور بہت سے اشعار شاعر نے ان کی اور اس خاندان کی فضیلت میں برجستہ کہے



ہیں: وفيات الاعيان مرآة الجنان، حیوة الحیوان وغیرہ میں اس قصیدہ کو ذکر کیا ہے درر نصید اس قصیدہ کی مستقل شرح ہے اس میں نقل کیا ہے کہ ہشام نے اس قصیدہ کو سن کر غصہ میں آ کر فر روق کو قید کرادیا درحقیقت حضرت زین العابدین کی عبادت اور جو دو کرم اتنے بڑھے ہوئے تھے کہ ان کے واقعات کا اختصار بھی دشوار ہے رات دن میں ایک ہزار نفل پڑھا کرتے تھے اور جب وضو کرتے تو چہرہ کا رنگ زرد ہو جاتا اور جب نماز کو کھڑے ہوتے تو بدن پر کپچی آجاتی کسی نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا تمہیں خبر نہیں کہ کس پاک ذات کے سامنے کھڑا ہوتا ہوں ایک مرتبہ سجدہ میں تھے کہ گھر میں آگ لگ گئی لوگوں نے شور مچایا اے رسول اللہ کے بیٹے آگ لگ گئی آگ آگ مگر یہ اطمینان سے نماز پڑھتے رہے جب فارغ ہوئے تو آگ بجھ بجھا چکی تھی کسی نے ان سے پوچھا تو فرمایا کہ اس سے زیادہ سخت آگ (یعنی جہنم کی آگ) کے خوف نے اس کی طرف متوجہ نہ ہونے دیا۔

آپ کا معمول تھا کہ رات کو اندھیرے میں پوشیدہ لوگوں کے گھروں پر جا کر ان کی اعانت فرمایا کرتے تھے اور بہت سے گھرانے ایسے تھے جن کا گزارا آپ کی امداد پر تھا اور ان کو یہ بھی پتہ نہ چلتا تھا کہ یہ کون شخص ہے جب آپ کا انتقال ہوا تو معلوم ہوا کہ سو 100 گھر مدینہ طیبہ میں ایسے تھے جن پر آپ خرچ فرمایا کرتے تھے (روض الریاحین) ایسی حالت میں فرزدق جو کہے صحیح ہے۔

حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ خاندان نبوت میں حضرت زین العابدین جیسا شخص کوئی بھی نہ تھا (یعنی اپنے زمانے میں) یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہاشمی خاندان میں جتنے حضرات کا زمانہ میں نے پایا ہے ان میں آپ افضل ترین شخص تھے سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ سے زیادہ متقی میں نے نہیں دیکھا ان حالات پر بھی جب آپ حج کو تشریف لے گئے اور احرام باندھنے کا وقت آیا تو آپ کا چہرہ زرد ہو گیا اور لبیک نہ کہہ سکے لوگوں نے پوچھا آپ لبیک نہیں پڑھتے تو فرمایا کہ مجھے یہ خوف ہے کہ کہیں جواب میں لا لبیک نہ کہہ دیا جائے مگر جب لوگوں نے اصرار کیا کہ احرام کے وقت لبیک کہنا ضروری ہے تو آپ نے لبیک پڑھا اور بے ہوش ہو کر سواری سے گر پڑے اور حج کے ختم تک یہی



صورت رہی کہ جب لبیک کہتے یہی حالت ہوتی حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا گیا ہے کہ حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ نے احرام باندھا اور لبیک کہنے کا ارادہ کیا تو بے ہوش ہو کر اونٹنی پر سے گر پڑ گئے اور ہڈی ٹوٹ گئی (تہذیب التہذیب) حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ سے بڑی حکمت کے ارشادات کتابوں میں نقل کئے گئے آپ کا ارشاد ہے کہ اللہ جل شانہ کی عبادت بعض لوگ اس کے خوف سے کرتے ہیں یہ غلاموں کی عبادت ہے کہ ڈنڈے کے زور سے کام کریں اور بعض لوگ اس کے انعامات کے واسطے کرتے ہیں یہ تاجروں کی عبادت ہے (کہ ہر کام میں کمائی کی فکر ہے) احرار کی عبادت یہ ہے کہ اس کے شکر میں عبادت کریں آپ کے صاحبزادہ حضرت باقر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی ہے کہ پانچ قسم کے آدمیوں کے پاس مت لگنا حتیٰ کہ راستہ چلتے بھی ان کا رفیق سفر نہ بننا۔

1- فاسق شخص کہ وہ ایک لقمہ کے بدلہ میں تجھے بیچ دے گا بلکہ ایک لقمہ سے کم میں بھی بیچ دے گا میں نے عرض کیا کہ ایک لقمہ سے کم کا کیا مطلب؟ فرمایا کہ محض اس امید پر کہ لقمہ کسی سے مل جائے پھر وہ اس کی امید پوری بھی نہ ہو۔

2- بخیل کے پاس نہ لگنا کہ وہ تیری سخت حاجت کے وقت بھی تجھ سے کنارہ کشی کرے گا۔

3- جھوٹ بولنے والا شخص کہ وہ بمنزلہ اس بالو (سراب) کے ہے جو دور سے پانی معلوم ہوتا ہو وہ قریب آنے والوں کو دور بتائے گا دور ہونے والی چیزوں کو قریب کر کے بتائے گا۔

4- بے وقوف اور احمق سے دور رہنا کہ وہ نفع پہنچانے کا ارادہ کرے گا اور نقصان پہنچا دے گا اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ سمجھدار دشمن نادان دوست سے بہتر ہے۔

5- اس سے دور رہنا جو اپنے رشتہ داروں سے قطع رحمی کرتا ہو اس لئے کہ میں نے ایسے شخص کو قرآن پاک میں تین جگہ ملعون پایا۔ (روض الیاسین)







روئے زمین پر کہیں انگور کا نشان بھی نہ تھا اور دو چادریں رکھی ہوئی دیکھیں انہوں نے انگور کھانے کا ارادہ کیا تو میں نے کہا کہ میں بھی ان میں آپ کا شریک ہوں فرمایا کیسے میں نے کہا جب آپ دعا کر رہے تھے تو میں نے آمین آمین کہہ رہا تھا فرمانے لگے آؤ کھاؤ لیکن اس میں سے کچھ ساتھ نہ لے جانا میں آگے بڑھا اور ان کے ساتھ ایسی عجیب چیزیں کھائیں کہ عمر بھر ایسی چیز نہ کھائی تھی وہ عجیب قسم کے انگور تھے کہ ان میں بیج بھی نہ تھا میں نے خوب پیٹ بھر کر کھائے مگر اس ٹوکری میں کچھ کمی نہ آئی پھر انہوں نے فرمایا کہ دونوں چادروں میں سے جو تمہیں پسند ہو لے لو۔ میں نے کہا کہ چادر کی مجھے ضرورت نہیں ہے پھر فرمانے لگے کہ ذرا سامنے سے ہٹ جاؤ میں ان کو پہن لوں میں پرے کو ہٹ گیا تو انہوں نے ایک چادر لنگی کی طرح باندھ لی دوسری اوڑھ لی اور جو چادریں پہلے سے پہنے ہوئے تھے ان کو ہاتھ میں لے کر پہاڑ سے نیچے اترے میں پیچھے ہو لیا جب صفا و مروہ کے درمیان پہنچے تو ایک سائل نے کہا کہ رسول اللہ کے بیٹے یہ کپڑا مجھے دے دیجئے اللہ جل شانہ آپ کو جنت کا جوڑا عطا فرمائے وہ دونوں چادریں ان کو دے دیں میں نے اس سائل کے قریب جا کر اس سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ اس نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق ہیں پھر ان کے پاس واپس آیا کہ ان سے کچھ سنوں مگر پتہ نہ چلا (روض) یہ حضرت امام باقر کے صاحبزادے ہیں حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بارہا ان کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے ہمیشہ تین عبادتوں میں سے انہیں کسی نہ کسی میں مشغول پایا نماز یا تلاوت یا روزہ اور بغیر وضو کے حدیث نقل نہ کرتے تھے (تہذیب التہذیب)

سفیان ثوری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے سنا فرماتے تھے کہ اس زمانہ میں سلامتی کم یا ب ہوگئی اگر وہ کہیں مل سکتی ہے تو گوشہ گمنامی میں ہے اور اگر اس میں نہیں (یعنی یہ میسر نہ ہو سکے) تو پھر یکسوئی اور تنہائی میں تلاش کی جائے لیکن تنہائی گمنامی کے برابر نہیں ہو سکتی اور وہاں بھی نہ ہو سکے تو پھر چپ رہنے میں اور چپ رہنا تنہائی کی برابری نہیں کر سکتا اور اگر خاموشی میں بھی نہ مل سکے تو پھر سلف صالح کے کلام میں اور سعید شخص وہ ہے جو اپنے نفس میں خلوت اور یکسوئی پائے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اپنے باپ دادا کی روایت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جس شخص پر اللہ جل شانہ کا کوئی انعام ہو



اس کو ضروری ہے کہ اس کا شکر ادا کرے اور جس پر رزق میں تنگی ہو وہ استغفار کی کثرت کرے اور جس کو کوئی پریشانی لاحق ہو وہ لاجول پڑھا کرے (روض الریاضین)

### امام موسیٰ کاظم علیہ الرحمۃ کا حج

حضرت شقیق بلخی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں 149 ہجری میں حج کو جا رہا تھا راستہ میں قادسیہ (ایک شہر کا نام ہے) میں اترا میں لوگوں کی زیب وزینت اور ان کا ہجوم اور کثرت دیکھ رہا تھا میری نظر ایک نوجوان خوب صورت پر پڑی کہ اس نے کپڑوں کے اوپر ایک بالوں کا کپڑا پہن رکھا تھا پاؤں میں جوتا بھی تھا اور سب سے علیحدہ بیٹھا تھا میں نے خیال کیا کہ یہ لڑکا صوفی قسم کے آدمیوں میں سے معلوم ہوتا ہے کہ راستہ میں دوسروں پر بوجھ ہی بنے گا میں اس کو جا کر فہمائش کروں اس خیال سے میں اس کے قریب گیا جب اس نے مجھے اپنی طرف آتے دیکھا کہنے لگا اے شقیق! اجتنبوا کثیراً من الظن ان بعض الظن اثم (حجرات: 2) ”بدگمانی سے بچو کہ بعض بدگمانیاں گناہ ہوتی ہیں۔ اور یہ کہہ کر مجھے چھوڑ کر چل دیا میں نے سوچا کہ یہ بڑی مشکل بات ہوگئی میرا نام لے کر (حالاں کہ مجھ کو جانتا بھی نہیں) میرے دل کی بات کہہ کر چل دیا یہ تو کوئی واقعی بزرگ آدمی ہے میں اس کے پاس جا کر اپنے گمان کی معافی کراؤں میں جلدی جلدی اس کے پیچھے چلا مگر وہ میری نظروں سے غائب ہو گیا پتہ نہ چلا جب ہم واقعہ مقام بہ پہنچے تو دفعۃً اس پر نظر پڑی کہ وہ نماز پڑھ رہا ہے اور اس کا بدن کانپ رہا ہے اور آنسو بہہ رہے ہیں میں نے اس کو پہچان لیا اور اس کی طرف بڑھا کہ اپنے اس گمان کی معافی کراؤں مگر میں نے اس کی نماز سے فراغت کا انتظار کیا اور جب وہ سلام پھیر کر بیٹھا تو میں اس کی طرف بڑھا جب اس نے مجھ کو اپنی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگا اے شقیق پڑھو انی لغفار لمن تاب وامن و عمل صالحا ثم اھتدی (طہ: 4) اور بلاشبہ میں بڑا بخشنے والا ہوں ایسے لوگوں کو جو توبہ کر لیں اور ایمان لے آئیں اور پھر سیدھے راستہ پر قائم رہیں۔

یہ آیت پڑھ کر وہ پھر چل دیا میں نے کہا یہ شخص تو ابدال میں سے معلوم ہوتا ہے دو مرتبہ میرے دل کی بات پر متنبہ کر چکا پھر جب ہم زیاں مقام میں پہنچے تو دفعۃً میری نظر اس



جوان پر پڑی کہ وہ ایک کنویں پر کھڑا ہے ایک بڑا پیالہ اس کے ہاتھ میں ہے اور کنویں سے پانی لینے کا ارادہ کر رہا ہے کہ وہ پیالہ کنویں میں گر پڑا میں اس کی طرف دیکھ رہا تھا اس نے آسمان کی طرف دیکھا اور ایک شعر پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ”تو ہی میرا پرورش کرنے والا ہے جب میں پیاسا ہوں پانی سے اور تو ہی میری روزی (کا ذریعہ) ہے جب میں کھانے کا ارادہ کروں اس کے بعد اس نے کہا اے میرے الہ تجھے معلوم ہے اے میرے معبود میرے آقا اس پیالہ کے سوا میرے پاس کچھ نہیں ہے پس اس پیالہ سے مجھے محروم نہ فرما شقیق کہتے ہیں خدا کی قسم میں نے دیکھا کہ کنویں کا پانی اوپر کو آ گیا اس نے ہاتھ بڑھایا اور پیالہ پانی سے بھر کر نکال لیا اول وضو کیا اور چار رکعت نماز پڑھی اس کے بعد ریت اکٹھی کر کے ایک ایک مٹھی بھر کر اس پیالہ میں ڈالتا جاتا تھا اور اس کو ہلا کی پی رہا تھا میں اس کے قریب گیا اور سلام کیا اس نے سلام کا جواب دیا میں نے کہا اللہ نے جو نعمت تمہیں عطا کی ہے اس میں سے کچھ اپنا بچا ہوا مجھے بھی کھلا دیجیے کہنے لگا کہ شقیق اللہ جل شانہ کی ظاہری اور باطنی نعمتیں ہم پر رہی ہیں اپنے رب کے ساتھ نیک گمان رکھو یہ کہہ کر وہ پیالہ مجھے دے دیا میں نے جو اس کو پیا تو خدا کی قسم اس میں ستوا اور شکر گھلی ہوئی تھی اس سے زیادہ خوش ذائقہ اور اس سے زیادہ خوش بودار چیز میں نے کبھی نہیں کھائی تھی میں نے خوب پیٹ بھر کر پیاس کی برکت سے کئی دن تک نہ تو مجھے بھوک لگی نہ پیاس لگی اس کے بعد مکہ مکرمہ داخل ہونے تک میں نے اس کو نہیں دیکھا جب ہمارا قافلہ مکہ مکرمہ پہنچ گیا تو میں نے قبۃ الشراب کے قریب ایک مرتبہ آدھی رات کے قریب اسے نماز پڑھتے دیکھا بڑے خشوع سے نماز پڑھ رہا تھا اور خوب رو رہا تھا صبح تک اسی طرح نماز پڑھتا رہا جب صبح صادق ہو گئی تو وہ اسی جگہ بیٹھا تسبیح پڑھتا رہا اس کے بعد صبح کی نماز پڑھی اور پھر بیت اللہ شریف کا طواف کیا پھر وہ باہر جانے لگا تو میں اس کے پیچھے لگ لیا باہر جا کر دیکھا تو راستہ میں جس حالت پر دیکھا تھا اس کے بالکل خلاف بڑے حشم و خدم غلام اس کے موجود ہیں جنہوں چاروں طرف سے اس کو گھیر رکھا ہے سلام کر کے حاضر ہو رہے ہیں جنہوں میں نے ایک شخص سے جو میرے قریب تھا دریافت کیا کہ یہ بزرگ کون ہیں اس نے بتایا کہ یہ حضرت موسیٰ بن جعفر رضی اللہ عنہما یعنی حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہما



کے صاحبزادے ہیں مجھے تعجب ہوا اور میں نے خیال کیا کہ یہ عجائب واقعی ایسے ہی سید کے ہونے چاہئیں (روض الریاضین)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے تہذیب میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب بہت ہیں ان حضرات کا تو پوچھنا ہی کیا ہے کہ یہ اس خاندان کے چاند سورج اور ستارے ہیں حق تعالیٰ شانہ نے اس خاندان ہی میں وہ خصوصی جوہر اور اخلاق کا کمال رکھا ہے جہاں تک ہم جیسوں کی پرواہ بھی نہیں ہے سیدوں کے خاندان کا معمولی سے معمولی آدمی بھی کوئی عجیب عادت اپنے اندر رکھتا ہے

این خانہ ہمہ آفتاب است

یہی وجہ ہے کہ اس بابرکت خاندان کی خدمت کرنے سے انسان اللہ کے انعامات کا حقدار بن جاتا ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل واقعہ سے معلوم ہو رہا ہے۔ (فضائل حج)

حج کیے بغیر ہر سال تا قیامت حج کا ثواب

ابن جوزی تذکرۃ الخواص میں ذکر کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ وہ ایک سال جہاد کرتے تھے ایک سال حج کو جاتے تھے۔ انہوں نے پچاس برس یہی معمول بنائے رکھا۔ ایک سال حج کے ارادہ سے آئے ان کے پاس پانچ سو دینار تھے ان کا ارادہ تھا کہ سفر کے لئے اونٹ اور دیگر ضروری سامان کوفہ ہی سے خرید کر حج کو چلا جاؤں گا ایک گلی سے گزر رہے تھے کہ کوڑے کرکٹ کے ڈھیر پر دیکھا کہ ایک عورت منہ پر نقاب ڈالے ایک مردہ بطخ کو صاف کر رہی ہے۔

عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے آگے بڑھ کر کہا اے کثیر خدا کیا تو مسلمان نہیں ہے؟ عورت نے کہا مسلمان ہوں..... عبداللہ نے کہا یہ بطخ مردہ نہیں ہے؟ عورت نے کہا بالکل مردار ہے..... عبداللہ نے کہا کیا تجھے معلوم نہیں ہے کہ اسلام میں مردار کھانا حرام ہے؟ عورت نے کہا مجھے معلوم ہے..... عبداللہ نے کہا جب تجھے معلوم ہے تو پھر اسے صاف کس لئے کر رہی ہو؟ عورت نے کہا شاید تجھے یہ مسئلہ معلوم نہیں ہے کہ مردار کھانا اس وقت حلال ہوتا ہے جب حلال نہ مل سکے۔ آپ کے لئے حرام ہوگی لیکن میرے لئے حلال ہے۔



عبداللہ نے کہا بی بی تو کون ہے؟ عورت نے کہا بندہ خدا آپ اپنا کام کریں مجھے اپنا کام کرنے دیں عبداللہ نے کہا آپ مجھے بتائیں تو سہی کہ بات کیا ہے؟..... عورت نے کہا آپ کہاں جا رہے ہیں؟ عبداللہ نے کہا میں حج پر جا رہا ہوں..... عورت نے کہا حج سے فراغت کے بعد مدینہ بھی جائے گا؟ عبداللہ نے کہا ضرور جاؤں گا..... عورت نے کہا نبی پاک ﷺ کی زیارت بھی کرے گا۔

عبداللہ نے کہا ہر سال کرتا ہوں اور اب کے بھی ضرور جاؤں گا۔ عورت نے کہا جب رسول اکرم ﷺ کی زیارت کرنا تو آپ انہیں میرا سلام عرض کر کے میری موجودہ حالت بتا دینا کہ آپ کی اولاد کے لئے اب حرام بھی حلال ہو چکا ہے۔  
عبداللہ نے کہا بی بی آپ مجھے کچھ تو بتائیں۔

عورت نے کہا عبداللہ کیا بتاؤں میں اولاد علی و فاطمہ عنہما کی میں سے ہوں میرا شوہر تھا جسے لوگوں نے اس جرم میں شہید کر دیا ہے کہ وہ اولاد رسول ﷺ سے تھا اب ایک میں ہوں اور چار کمسن بچیاں ہیں آج چوتھا دن ہے مجھے مزدوری تک نہیں ملی جو لوگ پہچانتے ہیں وہ حکومت وقت کے خوف سے مزدوری بھی نہیں کرنے دیتے۔ بچیاں بھوک سے بلک رہی تھیں۔ انہیں بہلا کر گھر سے نکلی ہوں۔ ایک دو گھروں میں مزدوری کی خاطر گئی ہوں انہوں نے گھر میں داخل ہی نہیں ہونے دیا مایوس ہو کر واپس آرہی تھی کہ کوڑا کرکٹ کے اس ڈھیر پر یہ مردہ بطخ دیکھ لی اسے صاف کرنے بیٹھ گئی ہوں لے جاؤں گی پکا کر بچیوں کو کھلاؤں گی۔

عبداللہ ابن مبارک کہتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں اپنے کو بے شمار ملامت کی اور اپنے آپ سے کہا اولاد رسول کو تو کھانے کو نہیں مل رہا اور ہم رسول ﷺ کی زیارت کو جائیں کیا فائدہ میرے اس حج کا اور زیارت رسول ﷺ کا۔

میں نے کہا بی بی بطخ چھوڑ دے اور دامن پھیلا..... بی بی نے عبا کا دامن پھیلایا میرے پاس جتنی رقم تھی سب کی سب اس بی بی کے حوالہ کر دی۔ اس نے نہ تو سراپراٹھایا اور نہ دیناروں کی طرف دیکھا چپ چاپ اٹھ کر چلی گئی مجھے یہ دعادی کہ تو نے آل رسول کو حرام کھانے سے بچالیا ہے اللہ تجھے جزائے خیر دے۔



میں نے حج پر جانے کا ارادہ ترک کر دیا اور واپس اپنے گھر آ گیا۔ جب میرے پڑوسی اور دوست حج سے واپس آئے تو میں ان کی ملاقات کو گیا میں جس سے بھی ملتا تھا کہتا تھا اللہ آپ کا حج قبول کرے تو جواب میں وہ مجھے کہتا تھا عبد اللہ اللہ آپ کا بھی حج مبارک کرے۔ بڑا اچھا سفر گزارا ہے فلاں جگہ وہ عجیب واقعہ پیش آیا تھا یاد ہے آپ کو۔ میں یہ سن کر پریشان ہو گیا دل میں سوچا جب میں حج پر گیا نہیں تو یہ کیا کہتے ہیں۔ اسی پریشانی کے عالم میں رات کو سویا تو رسول پاک ﷺ کی زیارت ہوئی آپ ﷺ نے فرمایا عبد اللہ پریشان کیوں ہے تو نے میری غریب بیٹی کی امداد کی ہے میں نے اللہ سے دعا کی ہے کہ اللہ نے تیری شکل کا ایک فرشتہ پیدا کیا ہے جو قیامت تک ہر سال تیری طرف سے حج کرے گا۔ اب تو حج کو جایا نہ جا تیرے نامہ اعمال میں ہر سال حج کا ثواب لکھا جاتا رہے گا۔

”یہ واقعہ سید سمودی علیہ الرحمۃ سے جواہر میں بھی مذکور ہے اور اسی کے ساتھ

ملتا جلتا واقعہ قدرے تفصیل سے حضرت ربیع بن سلیمان علیہ الرحمۃ کا بھی ہے

جو رشفۃ الساوی میں مذکور ہے“

### حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کا حج

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک نوجوان کو کعبہ شریف کے پاس دیکھا کہ دمام رکوع اور سجدے کر رہا ہے میں نے پوچھا کہ بڑی کثرت سے نمازیں پڑھ رہے ہو وہ کہنے لگا کہ واپسی وطن کی اجازت مانگ رہا ہوں اتنے میں نے دیکھا کہ ایک کاغذ کا پرچہ اوپر سے گرا اس میں لکھا ہوا تھا کہ یہ اللہ جل شانہ جو بڑی عزت والا بڑی مغفرت والا ہے کی طرف سے اپنے سچے شکر گزار بندے کی طرف ہے کہ تو واپس چلا جا اس طرح کہ تیرے اگلے پچھلے سب گناہ بخش دیے گئے (روض الریاضین)

آپ فرماتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ کے ارادہ سے ایک جنگل میں چل رہا تھا مجھے پیاس کی ایسی سخت شدت ہوئی کہ میں اس سے عاجز ہو گیا قریب ہی ایک قبیلہ بنی مخزوم میں گیا وہاں میں نے ایک بہت کم سن لڑکی کو جو نہایت ہی حسین تھی دیکھا کہ وہ اشعار کے ساتھ گنگنا رہی تھی مجھے اس کی عمر کے لحاظ سے اس سے بہت تعجب ہوا اس لئے کہ وہ بہت کم عمر تھی میں



نے اس سے کہا کہ تجھے حیا نہیں آتی یوں گارہی ہے کہنے لگی ذوالنون چپ رہو رات کو میں نے خوشی خوشی شراب عشق کا ایک گلاس پیا ہے جس سے میں اپنے مولیٰ کے عشق میں نشہ میں ہوں میں نے کہا تو تو بڑی حکیم معلوم ہوتی ہے مجھے کچھ نصیحت کر کہنے لگی ذوالنون چپ رہنے کو لازم کر لو اور دنیا میں سے صرف اتنی روزی پر قناعت کرو جس سے آدمی زندہ رہے تاکہ جنت میں اس پاک ذات کی زیارت ہو سکے جس کو کبھی فنا نہیں۔

میں نے پوچھا یہاں پینے کا پانی بھی ہے کہنے لگے تجھے پانی کی جگہ بتاؤں؟ میں نے سوچا کوئی کنواں چشمہ وغیرہ بتائے گی میں نے کہا ہاں بتاؤ کہنے لگی قیامت میں پانی پینے والوں کے پیار درجے ہوں گے۔

1- ایک جماعت تو وہ ہوگی جس کو فرشتے پانی پلائیں گے جس کو حق تعالیٰ شانہ نے بیضاء لذة للشاربین میں ارشاد فرمایا (سورہ صافات رکوع 2 میں ہے) کہ ان کے پاس بہتی ہوئی شراب کا گلاس لایا جائے گا جو سفید ہوگی پینے والوں کے لئے لذیذ ہوگی۔

2- دوسری جماعت کو رضوان (جنت کے ناظم) پلائیں گے جس کو اللہ جل شانہ نے مزاجہ من تسنیم سے تعبیر فرمایا (جو عم کے پارہ میں سورہ تطفیف میں ہے کہ اس کی آمیزش تسنیم سے ہوگی جو ایک چشمہ ہے جس سے مقرب آدمی پیتے ہیں)

3- تیسرا فرقہ وہ ہے جس کو خود حق سبحانہ و تقدس پلائے گا جس کو اللہ جل شانہ نے وسقاہم ربہم شراباً طہوراً سے تعبیر فرمایا (جو سورہ دہر میں ہے کہ ان کا رب ان کو پاکیزہ شراب پلائے گا) وہ لڑکی کہنے لگی کہ ذوالنون تم اپنا بھید دنیا میں اپنے مولیٰ کے سوا کسی سے نہ کہتا کہ حق تعالیٰ شانہ تمہیں آخرت میں خود پانی پلائے۔

مصنف کہتے ہیں کہ شروع میں چار جماعتوں کا ذکر تھا آخر میں تین ہی ذکر کی گئیں شاید چوتھی جماعت وہ ہے جن کو نو عمر لڑکے پلائیں گے جس کو ویطوف علیہم ولدان مخلصون باکواب و اباریق و کاس من معین سے تعبیر کیا ”جو سورہ واقعہ میں ہے کہ ان کے پاس ایسے لڑکے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے یہ چیزیں لے کر آمد و رفت رکھیں گے آنجورے اور آفتابے اور ایسا جام شراب جو بہتی ہوئی شراب سے بھرا جائے گا“ (روض)



## حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ کا حج

حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ مشہور بزرگ ہیں عرفات کے میدان میں لوگ تو سب کے سب کثرت سے دعائیں مانگ رہے تھے اور وہ ایسی بری طرح رو رہے تھے جیسے کسی عورت کا بچہ مر گیا ہو اور وہ آگ میں جل رہی ہو جب غروب کا وقت ہونے لگا تو اپنی داڑھی پکڑ کر آسمان کی طرف منہ اٹھایا اور فرمانے لگے اگر تو معاف بھی کر دے تب بھی میری بد حالی پر انتہائی افسوس ہے (احیاء العلوم ج 4)

ابن عربی نے بھی محاضرات میں اس قصہ کو نقل کیا اور اس پر یہ اضافہ کیا کہ مطرف یہ دعا کر رہے تھے ”اے اللہ میری موجودگی کی وجہ سے ان سب کو تو محروم نہ فرما اور بکر بن عبد اللہ یہ کہہ رہے تھے یہ عرفات کا میدان کس قدر اشرف مقام ہے اور اس کے حاضرین کے لئے کس قدر باعث رضا ہے اگر میرا وجود یہاں نہ ہوتا۔“

## حضرت ابراہیم بن ادھم رضی اللہ عنہ کا حج

آپ نے ایک شخص سے طواف کی حالت میں فرمایا کہ یہ بات سمجھ لے کہ تو صالحین کے درجہ کو اس وقت تک نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ چھ گھاٹیوں کو پار نہ کرے۔

- 1- اول یہ کہ تو نعمت کے دروازہ کو بند کرے اور سختی کا دروازہ کھولے۔
- 2- دوسرے یہ کہ عزت کے دروازہ کو بند کرے اور ذلت کے دروازہ کو کھولے۔
- 3- تیسرے یہ کہ راحت کے دروازہ کو بند کرے اور مشقت کے دروازہ کو کھولے۔
- 4- چوتھے یہ کہ سونے کے دروازہ کو بند کرے اور جاگنے کے دروازے کو کھولے۔
- 5- پانچویں یہ کہ غنی کے دروازہ کو بند کرے اور فقیر کے دروازہ کو کھولے۔
- 6- چھٹے یہ کہ امیدوں کے دروازے کو بند کرے اور موت کی تیاری کے دروازے کو کھولے (روض الیاسین)

تو نے جیب سے لیے میں نے غیب سے لیے

ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میں ایک قافلہ کے ساتھ جا رہا تھا راستہ میں میں نے ایک



عورت کو دیکھا کہ قافلہ سے آگے آگے جا رہی ہے میں نے خیال کیا کہ یہ ضعیفہ اس لئے قافلہ سے آگے چل رہی ہے کہ کہیں قافلہ کا ساتھ نہ چھوٹ جائے میرے پاس چند درہم تھے وہ میں جیب سے نکال کر اس کو دینے لگا اور اس سے میں نے کہا کہ جب یہ قافلہ منزل پر ٹھہرے تو مجھے تلاش کر کے مل لینا میں قافلہ والوں سے کچھ چندہ جمع کر کے تجھ کو دوں گا اس سے سواری کرایہ کر لینا اس نے اپنا ہاتھ اوپر کو کیا اور مٹھی میں کوئی چیز لی تو وہ درہم تھے وہ اس نے مجھے دے دیے اور یہ کہا کہ تو نے جیب سے لئے ہم نے غیب سے لئے اس کے بعد میں نے ایک عورت کو دیکھا کہ وہ خانہ کعبہ کا پردہ پکڑے ہوئے چند اشعار پڑھ رہی ہے جن کا ترجمہ یہ ہے ”اے دلوں کے محبوب! میرے لئے تیرے سوا کوئی نہیں آج تو رحم کر دے اس پر جو تیری زیارت کو حاضر ہوئی میرا صبر جاتا رہا اور تیرا اشتیاق بہت بڑھ گیا اور دل کو اس سے انکار ہے کہ وہ تیرے سوا کسی سے بھی محبت کرے تو ہی میرا سوال ہے تو ہی میرا مطلوب ہے تو ہی میری مراد ہے کاش مجھے یہ معلوم ہو جاتا کہ تیری ملاقات کب ہو سکے گی مجھے جنت سے اس کی نعمتیں مقصود نہیں مجھے جنت اس لئے مطلوب ہے کہ اس میں تیرا دیدار ہوگا۔

(روض الریاحین)

اگر تو صبر کرتا تو.....

ابو عبد الرحمن خنیف کہتے ہیں کہ میں حج کے ارادہ سے چلتا ہوا بغداد پہنچا اور میرے دماغ میں صوفیانہ گھمنڈ تھا یعنی عقیدت کی پختگی مجاہدہ کی شدت اور اللہ کے ماسویٰ کو پس پشت ڈال دینا میں نے چالیس دن تک کچھ نہیں کھایا نہ پیا اور حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھی حاضر نہ ہوا اور میں ہر وقت با وضو رہتا اسی حالت میں بغداد سے بھی چل دیا میں نے جنگل میں ایک کنویں پر ایک ہرنی کو پانی پیتے دیکھا مجھے بھی پیاس شدت کی لگ رہی تھی جب میں کنویں کے قریب پہنچا تو وہ ہرنی مجھے دیکھ کر چلی گئی اور کنویں کا پانی جو کنارے تک آ رہا تھا اور ہرنی اس سے پی رہی تھی وہ بھی کنویں کے اندر نیچے اتر گیا میں آگے چل دیا اور میں نے عرض کیا اے میرے سردار میری قدر تیرے یہاں اس ہرنی کے برابر بھی نہیں تو میں نے اپنے پیچھے سے ایک آواز سنی وہ یہ تھی کہ ہم نے تیرا امتحان کیا تھا تو نے صبر نہ



کیا (شکوہ شروع کر دیا) جاکنویں پر لوٹ جا پانی پی لے ہرنی بغیر پیالہ اور رسی کے آئی تھی تیرے پاس پیالہ بھی تھاری بھی تھی میں جب کنویں پر لوٹا تو وہ لبریز تھا میں نے اپنا پیالہ بھر لیا اسی میں سے میں پانی بھی پیتا رہا اور وضو بھی کرتا رہا مگر وہ پانی ختم نہ ہوا یہاں تک کہ میں طیبہ پہنچ گیا اس کے بعد حج سے فارغ ہو کر جب میں بغداد پہنچا اور جامع بغداد میں گیا تو حضرت جنید رضی اللہ عنہ کی نظر مجھ پر پڑی فرمانے لگے کہ اگر تو صبر کرتا تو پانی تیرے قدموں کے نیچے سے ابلنے لگتا۔

### حج کے لئے دس سال چلتا رہا

حضرت شقیق بلخی علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ مجھے مکہ مکرمہ کے راستہ میں ایک اپاہج ملا جو گھسٹ کر چل رہا تھا میں نے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو کہنے لگا سمرقند سے میں نے پوچھا وہاں سے چلے ہوئے کتنا عرصہ گزرا؟ کہنے لگا دس برس سے زیادہ ہو گئے میں بڑے تعجب اور حیرت سے اس کو دیکھنے لگا وہ کہنے لگا: شقیق کیا دیکھ رہے ہو؟ میں نے کہا تمہارے ضعف اور سفر کی درازی سے تعجب میں پڑ گیا ہوں کہنے لگا: شقیق سفر کی دوری کو میرا شوق قریب کر دے گا اور میرے ضعف کا متحمل میرا مولیٰ ہے اے شقیق! تم ایک ضعیف بندے سے تعجب کر رہے ہو جس کو اس کا مالک اٹھائے لئے جا رہا ہے پھر اس نے دو شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے ”میرے آقا! میں تیری زیارت کو جا رہا ہوں اور عشق کی منزل کٹھن ہے لیکن شوق اس شخص کی مدد کیا کرتا ہے جس کی مال مدد نہیں کرتا جس کو راستہ کی ہلاکت کا خوف ہو جائے وہ عاشق نہیں ہے ہرگز نہیں ہے نہ وہ عاشق ہے جس کو راستوں کی سختی ارادے سے روک دے

(روض الیاسین)

راہ یا بم یا نیام آرزوئے می کنم  
حاصل آید یا نہ آید جستجوئے می کنم

مردہ زندہ کو تلقین کر رہا ہے

حضرت شیخ نجم الدین اصفہانی رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ میں ایک بزرگ کے جنازے میں شریک ہوئے جب لوگ میت کو دفن کر چکے تو تلقین کرنے والے نے قبر کے پاس بیٹھ کر تلقین



کی شیخ نجم الدین ہنسنے لگے اور ان کی عادت ہنسنے کی بالکل نہیں تھی بعض خدام نے ہنسی کی وجہ پوچھی تو شیخ نے جھڑک دیا کئی دن بعد فرمایا کہ میں اس لئے ہنسا تھا کہ جب تلقین کرنے والا قبر پر تلقین کے لئے بیٹھا تو میں نے اس بزرگ کو جو دفن کئے گئے تھے یہ کہتے ہوئے سنا دیکھو جی حیرت کی بات ہے کہ ایک مردہ زندہ کو تلقین کر رہا ہے۔ (روض الریاحین)

فضائل حج میں اس واقعہ پر اس قدر اضافہ ہے کہ عرب میں بعض ائمہ مذہب کے موافق یہ دستور ہے کہ جب میت کو دفن کر دیتے ہیں تو ایک شخص اس کی قبر کے پاس بیٹھ کر کلمہ طیبہ وغیرہ پڑھتا ہے اور منکر نکیر کے سوال جواب دہراتا ہے اس کو تلقین کہتے ہیں اس بزرگ کا یہ ارشاد کہ مردہ زندہ کو تلقین کر رہا ہے ظاہر ہے کہ مرنے والا اللہ کے عشق کی وجہ سے زندہ ہے اور جو تلقین کر رہا تھا وہ اس دولت سے خالی ہوگا۔

اسی طرح کا ایک اور واقعہ شیخ مزنی علیہ الرحمۃ نے بیان کیا ہے کہ میں مکہ مکرمہ میں مقیم تھا مجھ پر ایک گھبراہٹ بہت شدت سے سوار ہوئی اور مدینہ پاک کی حاضری کے ارادہ سے مکہ مکرمہ سے چل دیا جب بیر میمونہ پر پہنچا تو ایک نوجوان کو پڑا ہوا پایا کہ اس کے نزع کی حالت ہے میں نے اس کے قریب پہنچ کر کہا لا الہ الا اللہ پڑھو اس نے فوراً آنکھیں کھول دیں اور شعر پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے۔

”اگر میں مر جاؤں تو میرا دل عشق مولیٰ سے بھرا ہوا ہے اور کریم لوگ عشق ہی کی بیماری میں مرا کرتے ہیں۔“

یہ کہہ کر وہ مر گیا میں نے اس کو غسل دیا، کفنا یا، جنازہ کی نماز پڑھی اور جب اس کو دفن چکا تو وہ گھبراہٹ جو مجھ پر سوار تھی جس کی وجہ سے میں نے سفر کا بے اختیار ارادہ کیا تھا وہ بھی جاتی رہی میں اس کو دفن کر مکہ مکرمہ واپس آ گیا۔ (روض الریاحین)

اتنی عزت و ذلت میں نے کبھی نہیں دیکھی

ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ میں تھا ہمارے قریب ایک نوجوان رہا کرتا تھا اس کے پاس پرانی چادریں تھیں وہ نہ ہمارے پاس آتا جاتا نہ کبھی پاس بیٹھتا میرے دل میں اس کی محبت گھر کر گئی میرے پاس ایک جگہ سے بہت حلال ذریعہ سے دو سو درہم آئے میں وہ



لے کر اس جوان کے پاس گیا اور میں نے اس کے مصلے پر ان کو رکھ کر کہا کہ یہ بالکل حلال ذریعہ سے مجھ ملے ہیں ان کو تم اپنی ضروریات میں خرچ کر لینا اس جوان نے مجھے ترچھی اور تیز ترش نگاہ سے دیکھا اور یہ کہا کہ اللہ پاک کے ساتھ یہ ہم نشینی (پاس بیٹھنا) میں نے ستر ہزار اشرفیاں نقد جو میرے پاس تھیں علاوہ جائیداد کے اور کرایہ کے مکانات کے ان سب سے اپنے آپ کو فارغ کر کے خریدا ہے تو ان دراہم کے ساتھ مجھے دھوکہ میں ڈالنا چاہتا ہے یہ کہہ کر اپنا مصلے جھاڑ کر کھڑا ہو گیا جس استغنا سے وہ اٹھ کر جا رہا تھا اور میں بیٹھا ان دراہم کو چن رہا تھا اس وقت کی اس کی سی عزت اور اپنی سی ذلت میں نے عمر بھر کسی کی نہیں دیکھی (روض) یعنی اس وقت اس کی عزت جتنی میری نگاہ میں تھی اتنی عزت کبھی کسی کی نہیں ہوئی اور جتنی اس وقت درہم چنتے ہوئے مجھے ذلت محسوس ہو رہی تھی اتنی ذلت کبھی اپنی یا کسی اور کی مجھے محسوس نہیں ہوئی

رونے کا سبب کیا ہے؟

حضرت سفیان بن ابراہیم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ مکہ مکرمہ میں مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہ کو روتے ہوئے دیکھا وہ مجھے دیکھ کر راستہ سے پرے کو ہٹ گئے میں نے ان کو سلام کیا اور وہاں نماز پڑھی پھر ان سے پوچھا کہ کیا بات ہوئی کیوں رورہے ہو وہ کہنے لگے خیریت ہے کچھ نہیں میں نے دوبارہ سہ بارہ یہی سوال کیا وہ یہی جواب دیتے رہے میں نے بار بار سوال کیا تو وہ کہنے لگے کہ اگر میں وجہ بتا دوں تو تم اس کو پوشیدہ رکھو گے یا لوگوں پر ظاہر کر دو گے؟ میں نے کہا تم شوق سے کہو (یعنی میں مخفی رکھوں گا) کہنے لگے کہ میں برس سے میرا دل سکباج (ایک قسم کا کھانا جس میں سرکہ اور گوشت اور میوہ جات پڑتے ہیں) کھانے کو چاہتا تھا اور میں مجاہدہ کے طور پر اس کو روکتا تھا رات مجھ پر نیند کا بہت غلبہ ہوا میں نے خواب میں ایک جوان کو دیکھا کہ وہ نہایت حسین شخص ہے اور اس کے ہاتھ میں ایک سبز پیالہ ہے جس سے بھاپ اٹھ رہی ہے اور سکباج کی خوش بو اس میں سے آرہی ہے میں نے اپنے دل کو سنبھالا اس نے میرے پاس آ کر کہا ابراہیم لو! اس کو کھا لو میں نے کہا جس چیز کو اللہ کے واسطے چھوڑ دیا اس کو اب نہیں کھانا ہے وہ کہنے لگا



اگرچہ اللہ جل شانہ خود کھلائے مجھ سے رونے کے سوا اس کا کوئی جواب بن نہ پڑا وہ کہنے لگا اللہ تجھ پر کرم کرے اس کو کھالے میں نے کہا ہمیں یہ حکم ہے کہ جب تک ہمیں پورا حال کسی چیز کا معلوم نہ ہو جائے (کیا چیز ہے کہاں سے آئی ہے) اس وقت تک برتن میں نہ ڈالیں وہ کہنے لگے اللہ تمہاری حفاظت کرے اس کو کھالو یہ مجھے (جنت کے ناظم) رضوان نے دی ہے) اور یہ کہا ہے کہ اے خضر یہ ابراہیم کو کھلا دو اس نے بہت صبر کر لیا اور خواہشات کو بہت روک لیا پھر انہوں نے کہا کہ ابراہیم اللہ جل شانہ کھلاتا ہے اور تم انکار کرتے ہو؟ میں نے فرشتوں سے سنا ہے کہ جو شخص بے طلب ملنے پر انکار کرتا ہے اس کو طلب پر بھی نہیں ملتا میں نے کہا اگر یہ بات ہے تو میں آپ کے سامنے حاضر ہوں میں نے تو اپنے عہد کو اب تک توڑا نہیں اتنے میں ایک اور جوان آیا اور اس نے حضرت خضر علیہ السلام کو کچھ دے کر یہ کہا کہ اس کا لقمہ بنا کر ابراہیم کے منہ میں دے دو اور وہ مجھے اپنے ہاتھ سے کھلاتے رہے اور جب میری آنکھ کھلی تو اس کی شریخی میرے منہ میں تھی اور زعفران کا رنگ میرے ہونٹوں پر تھا میں زمزم کے کنویں پر گیا اور منہ کو دھویا مگر نہ منہ میں سے مزہ جاتا ہے نہ ہونٹوں پر سے رنگ جاتا ہے میں نے بھی دیکھا تو واقعی اس کا اثر موجود تھا میں نے اللہ جل شانہ سے یہ دعا کی اے وہ پاک ذات جو ایسے لوگوں کو کھلاتی ہے جو اپنی خواہشات کو روکتے ہوں جب کہ وہ اپنی روک کو صحیح کر لیں۔ اے وہ پاک ذات جس نے اپنے اولیاء کے دلوں کے لئے صحیح رہنا لازم کر دیا اے وہ پاک ذات جس نے ان کے دلوں کو اپنی محبت کی شراب سے سیراب کیا تو اپنے لطف سے سفیان کو بھی یہ چیزیں عطا فرما پھر میں نے ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر اس کو آسمان کی طرف اٹھایا اور عرض کیا کہ اے اللہ اس ہاتھ کی برکت سے اور اس ہاتھ والے کی برکت سے اور اس کے اس مرتبہ کے طفیل جو اس کا تیرے نزدیک ہے اور تیرے اس جو دو عطا کے طفیل جو اس نے تجھ سے پایا تو اپنے اس بندے سفیان پر بھی بخشش فرما جو تیری عطا کا انتہائی محتاج ہے اور تیرے احسان کا نہایت ضرورت مند ہے یا ارحم الراحمین محض اپنی رحمت سے اگرچہ اے رب العالمین یہ سفیان اس کا مستحق بالکل نہیں ہے۔

(روض الراحین)



## یہ بندہ دو عالم سے خفا تیرے لیے ہے

حضرت ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہ ہی کا یہ قصہ ہے کہ جب یہ حج کو تشریف لے گئے تو یہ طواف کر رہے تھے کہ ان نگاہ ایک حسین نوجوان پر پڑی جس کے حسن و جمال سے لوگ تعجب کر رہے تھے حضرت ابراہیم نے اس کو بہت غور سے دیکھا اور رونے لگے ان کے بعض ساتھی (بدگمانی سے) کہنے لگے انا للہ وانا الیہ راجعون شیخ پر تو غفلت طاری ہوگئی (کہ ایک حسین لڑکے کو دیکھ کر گھورنے لگے) پھر اس معترض نے شیخ سے عرض کیا اے میرے سردار! یہ دیکھنا کیسا جس کے ساتھ رونا بھی ہے (جس سے خیال ہوتا ہے کہ اس لڑکے کے عشق نے پکڑ لیا) شیخ نے فرمایا کہ میں نے اللہ سے ایک عہد کیا ہے جس کو توڑنے پر قدرت نہیں ورنہ اس لڑکے کو اپنے پاس بلاتا اور اس سے ملتا اس لئے کہ یہ میرا بیٹا ہے اور میری آنکھ کی ٹھنڈک ہے میں اس کو بچپن میں بہت کم عمر کا چھوڑ کر گھر سے نکل گیا تھا اب یہ جوان ہو گیا تم دیکھ ہی رہے ہو مگر مجھے اللہ سے شرم آتی ہے کہ جس چیز کو اس کے لئے چھوڑ آیا تھا اب پھر ادھر لوٹوں۔

اس کے بعد حضرت شیخ ابراہیم نے تین شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے کہ ”جب سے میں نے اس پاک ذات کو پہچانا ہے اس وقت سے اب تک جدھر بھی ہے میں نے نظر کی اپنے محبوب کو ادھر ہی پایا مجھے اپنی نگاہ پر یہ غیرت ہے کہ میں اس کے سوا کسی کو نہ دیکھوں اے میرے ذخیرہ کی انتہا اے میرے سوال کی غایت! اے میرے اثاثہ کی پوری پونجی کاش تیری محبت حشر تک میرے دل میں رہے۔“ پھر شیخ نے مجھ سے کہا کہ تم اس لڑکے کے پاس جاؤ اور اس کو سلام کرو شاید اسی سے مجھے تسلی ہو میں اس لڑکے کے پاس گیا اور میں نے اس سے کہا حق تعالیٰ شانہ تمہارے والد کو برکت عطا فرمائے وہ کہنے لگا چچا جان میرے والد کہاں وہ تو میرے بچپن ہی میں اللہ کے راستہ میں لگ گئے تھے کاش میں ایک مرتبہ ان کی زیارت کر لوں اور پھر اسی وقت میری جان نکل جائے ہائے افسوس یہ کہہ کر رونے کی کثرت سے اس کا دم گھٹنے لگا پھر اس نے کہا کہ ”واللہ میری یہ تمنا ہے کہ میں ایک مرتبہ ان کی زیارت کر لوں پھر اسی وقت مر جاؤں“ اس کے بعد اس نے چند شعر ذوق شوق سے



پڑھے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس لوٹ کر آیا تو وہ سجدہ میں پڑے ہوئے تھے اور آنسوؤں سے سجدہ کی جگہ تر تھی اور اللہ کے سامنے عاجزی اور زاری کر رہے تھے اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دو شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے: میں نے ساری دنیا کو تیرے عشق میں چھوڑا اور اپنے عیال کو یتیم بنایا تاکہ تجھے دیکھ لوں اگر تو عشق میں میری حاجت روائی نہ کرے گا تو یہ دل تیرے سوا کسی جگہ بھی سکون نہ پائے گا میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا آپ اس لڑکے کے لئے دعا کریں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ اللہ اس کو گناہوں سے محفوظ رکھے اور اپنی مرضیات پر عمل میں اس کی اعانت فرمائے۔

(روض الریاحین)

علامہ اقبال علیہ السلام نے کیا خوب کہا:

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو

عجب چیز ہے لذتِ آشنائی

صبر پر ہی اجر ملتا ہے

حضرت ابو الحسن سراج علیہ الرحمۃ بیان فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حج کو گیا میں طواف کر رہا تھا میری نظر ایک حسین عورت پر پڑی جس کے چہرے کا حسن چمک رہا تھا میں نے کہا واللہ ایسی حسین عورت میں نے آج تک نہیں دیکھی یہ اس کے چہرہ کی ساری رونق اس وجہ سے ہے کہ اس کو کبھی کوئی رنج و غم نہیں پہنچا اس نے میری یہ بات سن لی کہنے لگی تم نے یہ کیا کہا واللہ میں غموں میں جکڑی ہوئی ہوں اور میرا دل فکروں سے اور آفتوں سے زخمی ہے اور کوئی بھی میرے غموں میں شریک نہیں رہا میں نے پوچھا کیا ہوا کہنے لگی میرے خاوند نے قربانی کی ایک بکری ذبح کی میرے دو چھوٹے بچے کھیل رہے تھے اور ایک بچہ دودھ پیتا میری گود میں تھا میں گوشت پکانے کے لئے اٹھی تو ان دونوں لڑکوں میں سے ایک نے دوسرے سے کہا میں تجھے بتاؤں ابا نے بکری کس طرح ذبح کی اس نے کہا بتا تو اس نے چھوٹے بھائی کو لٹا کر بکری کی طرح ذبح کر دیا وہ اس کو ذبح کر کے ڈر کے مارے بھاگ گیا اور پہاڑ پر چڑھ گیا وہاں ایک بھیڑیے نے اس کو کھالیا باپ اس کی تلاش میں نکلا



اور ڈھونڈتے ڈھونڈتے پیاس کی شدت سے مر گیا میں دودھ پیتے بچے کو بٹھا کر دروازہ تک گئی کہ شاید خاوند کا کچھ پتہ کسی سے ملے تو وہ بچہ گھسٹتا ہوا ہانڈی کے پاس پہنچ گیا جو چولہے پر رکھی ہوئی جوش سے پک رہی تھی اس کو جو اس نے ہلایا وہ پکتی پکتی اس پر گر گئی جس سے اس بچہ کا سارے بدن کا گوشت جل کر ہڈیوں سے الگ ہو گیا میری ایک بڑی لڑکی تھی جو اپنے خاوند کے گھر تھی اس کو جب اس سارے قصہ کی خبر پہنچی تو وہ خبر سن کر زمین پر گر گئی اسی میں اس کی بھی موت مقدر تھی وہ بھی مر گئی مقدر نے ان سب کے درمیان سے مجھ اکیلی کو چھوڑ دیا میں نے کہا کہ ان مصیبتوں پر تجھے کس طرح صبر آیا وہ کہنے لگی کہ جو شخص صبر اور بے صبری میں الگ الگ غور کرے گا وہ ان کے درمیان بہت دور کا فاصلہ پائے گا صبر کا انجام محمود ہے اور بے صبری پر کوئی اجر نہیں ملتا پھر اس نے تین شعر پڑھے اور چل دی جن کا ترجمہ یہ ہے کہ میں نے صبر کیا اس لئے کہ صبر بہترین اعتماد کی چیز ہے اور اگر بے صبری سے مجھے کوئی فائدہ پہنچ سکتا تو کرتی میں نے ایسی مصیبتوں پر صبر کیا کہ اگر وہ مصائب سخت پہاڑوں پر پڑتیں تو وہ پہاڑ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے میں نے اپنے آنسوؤں پر قدرت پائی پس ان کو نکلنے سے روک دیا اب وہ آنسو اندر ہی اندر میرے دل پر گر رہے ہیں (روض الیاسین)

### رزق بندے کو خود ڈھونڈ لیتا ہے

حضرت شیخ ابو یعقوب بصری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حرم شریف میں دس دن تک بھوکا رہا مجھے بہت ہی ضعف ہو گیا میرے دل نے مجھے مجبور کیا کہ باہر چلوں شاید کچھ مل جائے جس سے بھوک میں کچھ کمی ہو میں باہر نکلا تو ایک شلغم جلا ہوا ملا میں نے جا کر اس کو اٹھالیا مگر دل میں اس سے ایک وحشت سی ہوئی گویا کوئی یہ کہہ رہا ہے کہ دس دن تک بھوکا رہا اور آخر میں ملا تو یہ سڑا ہوا شلغم؟ میں نے اس کو پھینک دیا اور پھر مسجد حرام میں آکر بیٹھ گیا اتنے میں ایک شخص میرے سامنے آکر بیٹھا اور ایک جزدان میرے سامنے رکھا اور کہا اس میں ایک تھیلی ہے جس میں پانچ سو دینار (اشرفیاں) ہیں یہ آپ کی نذر ہیں میں نے اس سے پوچھا کہ میری کیا خصوصیت ہے جس کی وجہ سے مجھے یہ دے رہے ہو اس



نے کہا کہ ہم لوگ دس دن سے سمندر میں چکر کھا رہے تھے ہماری کشتی ڈوبنے لگی تھی تو ہم میں سے ہر شخص نے الگ الگ کوئی منت مانی تھی میں نے یہ نذر کی تھی کہ اگر میں زندہ سلامت پہنچ جاؤں تو یہ تھیلی اس شخص کو دوں گا جس پر مکہ کے رہنے والوں میں سب سے پہلے میری نظر پڑے اور یہاں آ کر آپ پر سب سے پہلے میری نگاہ پڑی ہے میں نے کہا اس کو کھولو: اس نے کھولا تو سفید مصری اور ایک خاص قسم کی روٹی (کعک) اس میں تھی اور ساتھ چھیلے ہوئے بادام اور شکر پارے تھے میں نے ہر ایک میں سے ایک مٹھی بھری اور کہا باقی میری طرف سے اپنے بچوں کو تقسیم کر دینا تمہاری نذر میں نے قبول کر لی اس کے بعد میں نے اپنے دل میں کہا تیرا رزق دس دن سے تیرے پاس آنے کو بے تاب ہے اور تو ہے کہ اس کو ڈھونڈتا پھر رہا ہے۔ (روض الریاحین)

### حضرت خضر علیہ السلام کی بتائی ہوئی دعا

حضرت خضر علیہ السلام کے بارے میں روض الریاحین میں لکھا ہے کہ ایک بزرگ سے ان کی ملاقات ہوئی (اور بزرگ نے ان کی نماز کا حال دریافت کیا جس پر) حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ میں صبح کی نماز مکہ مکرمہ میں پڑھتا ہوں اور طلوع آفتاب تک حطیم میں رکن شامی کے قریب بیٹھتا ہوں اور ظہر کی نماز مدینہ طیبہ میں پڑھتا ہوں اور عصر کی بیت المقدس میں اور مغرب کی طور سینا پر اور عشاء کی سد سکندری پر آپ کے اس تعارف کے بعد ایک خوبصورت واقعہ ملاحظہ فرمائیں جو ایک بزرگ کے ساتھ دوران حج پیش آیا چنانچہ وہ بزرگ فرماتے ہیں کہ مجھ پر ایک مرتبہ قبض (دل کی تنگی) اور خوف کا شدید غلبہ ہوا میں پریشان حال ہو کر بغیر سواری اور توشہ کے مکہ مکرمہ چل دیا تین دن تک اسی طرح بغیر کھائے پیئے چلتا رہا چوتھے دن مجھے پیاس کی شدت سے اپنی ہلاکت کا اندیشہ ہو گیا اور جنگل میں کہیں سایہ دار درخت کا بھی پتہ نہ تھا کہ اس کے سایہ میں ہی بیٹھ جاتا میں نے اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دیا اور قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھ گیا اور مجھے نیند سی آگئی تو میں نے خواب میں ایک شخص کو دیکھا کہ میری طرف ہاتھ بڑھا کر فرمایا لاؤ ہاتھ بڑھاؤ میں نے ہاتھ بڑھایا انہوں نے مجھ سے مصافحہ کیا اور فرمایا تمہیں خوش خبری دیتا



ہوں کہ تم صحیح سالم حج بھی کرو گے اور قبر اطہر کی زیارت بھی کرو گے میں نے کہا اللہ آپ پر رحم کرے آپ کون ہیں فرمایا میں خضر ہوں میں نے عرض کیا کہ میرے لیے دعا کیجئے فرمایا تم یہ لفظ تین مرتبہ کہو۔

یا لطیفاً بخلقہ یا علیماً بخلقہ یا خبیراً بخلقہ الطف بی یا لطیف یا  
علیم یا خبیر۔“

”اے وہ ذات پاک جو اپنی مخلوق پر مہربان ہے اپنی مخلوق کے حال کو جانتا ہے ان کی ضروریات سے باخبر ہے تو مجھ پر لطف و مہربانی فرما اے لطیف اے علیم اے خبیر“

پھر فرمایا کہ یہ ایک تحفہ ہے جو ہمیشہ کام آنے والا ہے جب تجھے کوئی ضیق (پریشانی و تنگی) پیش آئے یا کوئی آفت نازل ہو تو اس کو پڑھ لیا کر اس سے تنگی رفع ہو جائے گی اور آفت سے خلاصی ہوگی یہ کہہ کر وہ غائب ہو گئے مجھے ایک شخص نے یا شیخ یا شیخ کہہ کر آواز دی میں اس کی آواز سے نیند سے جاگا تو وہ شخص اونٹنی پر سوار تھا مجھ سے پوچھنے لگا کہ ایسی صورت ایسے حلیہ کا کوئی نوجوان تو تم نے نہیں دیکھا میں نے کہا کہ میں نے تو کسی کو نہیں دیکھا کہنے لگا ہمارا ایک نوجوان سات دن ہو گئے گھر سے چلا گیا ہمیں یہ خبر ملی کہ وہ حج کو جا رہا ہے۔

پھر اس نے مجھ سے پوچھا کہ تم کہاں کا ارادہ کر رہے ہو؟ میں نے کہا جہاں اللہ تعالیٰ لے جائے اس نے اونٹنی بٹھائی اور اس سے اتر کر ایک توشہ دان میں سے دو روٹیاں سفید جن کے درمیان میں حلوہ رکھا ہوا تھا نکالیں اور اونٹ پر سے پانی کا مشکیزہ اتارا اور مجھے دیا میں نے پانی پیا اور ایک روٹی کھائی وہی مجھے کافی ہو گئی پھر اس نے مجھے اپنے پیچھے اونٹ پر سوار کر لیا ہم دو رات اور ایک دن چلے تو قافلہ ہمیں مل گیا وہاں اس نے قافلہ والوں سے اس جوان کا حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ قافلہ میں ہے۔

وہ مجھے وہاں چھوڑ کر تلاش میں گیا تھوڑی دیر کے بعد جوان کو ساتھ لئے ہوئے



میرے پاس آیا اور اس سے کہنے لگا کہ بیٹا اس شخص کی برکت سے اللہ جل شانہ نے تیری تلاش مجھ پر آسان کر دی ہے ان دونوں کو رخصت کر کے قافلہ کے ساتھ چل دیا، پھر مجھے وہ آدمی ملا اور مجھے ایک لیٹا ہوا کاغذ دیا اور میرے ہاتھ چوم کر چلا گیا میں نے جو اس کو دیکھا تو اس میں پانچ اشرفیاں تھیں میں نے اس میں سے اونٹ کا کرایہ ادا کیا اور اسی سے کھانے پینے کا انتظام کیا اور حج کیا اور اس کے بعد مدینہ طیبہ گیا میں نے حضور اقدس ﷺ کے روضہ اطہر کی زیارت کی اس کے بعد حضرت ابراہیم خلیل اللہ ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کی اور جب کبھی کوئی تنگی یا آفت پیش آئی تو حضرت خضر علیہ السلام کی بتائی ہوئی دعا پڑھی میں ان کی فضیلت اور ان کے احسان کا معترف ہوں اور اس نعمت پر اللہ پاک کا شکر گزار ہوں (روض الریاحین)

عبث ہے جستجو بحر محبت کے کنارے کی  
بس اس میں ڈوب جانا ہی ہے اے دل پار ہو جانا

وہ تھے کس منزل میں اور تو.....

احمد علیہ السلام کہتے ہیں کہ میں ابو سلیمان علیہ السلام کے ساتھ حج کو گیا۔ جب احرام باندھنا شروع کیا تو انہوں نے لہیک نہ کہی یہاں تک کہ ہم ایک میل چلے۔ اس کے بعد ان پر غشی آگئی۔ جب غشی سے افاقہ ہوا تو مجھ سے کہنے لگے کہ اے احمد! حق تعالیٰ شانہ نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف یہ وحی بھیجی تھی کہ ظالموں سے کہہ دو کہ میرا ذکر کم کیا کریں اس لیے (جب آدمی اللہ جل شانہ کا ذکر کرتا ہے تو اللہ جل شانہ کے ارشاد فاذا کرونی اذکرکم ”تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔“ کی بناء پر حق تعالیٰ شانہ بھی اس ظالم کا ذکر کرتا ہے اس بناء پر فرمایا کہ میں اس ظالم کا ذکر لعنت سے کرتا ہوں۔ اس کے بعد ابو سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ احمد مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ جو شخص ناجائز امور کے ساتھ حج کرتا ہے اور لہیک کہتا ہے تو حق تعالیٰ شانہ فرماتا ہے لا لہیک تیری لہیک مقبول نہیں، جب تک ان ناجائز امور کو نہ چھوڑے۔ (اتحاف)



## لبیک کے جواب میں لالبیک کی صدا

ایک بزرگ مکہ مکرمہ میں ستر 7 برس رہے اور برابر حج اور عمرے کرتے رہے لیکن جب وہ حج یا عمرہ کا احرام باندھتے اور لبیک کہتے تو جواب لالبیک ملتا۔ ایک مرتبہ ایک نوجوان نے ان کے ساتھ ہی احرام باندھا اور ان کو جب لالبیک کا جواب ملا تو اس نے بھی سنا تو وہ کہنے لگا 'چچا جان! آپ کو تو لالبیک کہا گیا ہے' کہنے لگے کہ بیٹا تو نے بھی سنا؟ اس نے کہا کہ میں نے بھی سنا ہے۔ اس پر شیخ روئے اور کہنے لگے 'بیٹا میں تو ستر برس سے یہی جواب سن رہا ہوں جو ان نے کہا' پھر کیوں آپ اتنی مشقت ہمیشہ اٹھاتے ہیں؟ شیخ نے کہا: بیٹا اس کے سوا اور کون سا دروازہ ہے جس کو پکڑ لوں اور اس کے سوا اور کون میرا ہے جس کے پاس جاؤں میرا کام تو کوشش کرنا ہے وہ چاہے رد کر دے یا قبول کرے۔ بیٹا! غلام کو یہ زیبا نہیں کہ وہ اتنی بات کی وجہ سے آقا کے در کو چھوڑ دے۔ یہ کہہ کر شیخ رو پڑے حتیٰ کہ آنسو سینے تک بہنے لگے اس کے بعد پھر لبیک کہی تو جو ان نے سنا کہ جواب میں کہا گیا: ہم نے تیری پکار کو قبول کر لیا اور ہم ایسا ہی کرتے ہیں ہر ایک شخص کے ساتھ جو ہمارے ساتھ حسن ظن رکھے بخلاف اس کے جو اپنی خواہشات کا اتباع کرے اور ہم پر امیدیں باندھے۔ جو ان نے جب یہ جواب سنا تو کہنے لگا 'چچا تم نے بھی یہ جواب سنا؟ شیخ یہ کر کہ میں نے بھی سن لیا' اتنے روئے کہ چیخیں نکل گئیں۔

ابو عبد اللہ جلاء کہتے ہیں کہ میں ذوالحلیفہ میں تھا ایک نوجوان نے احرام باندھنے کا ارادہ کیا اور وہ بار بار یہ کہہ رہا تھا 'اے میرے رب مجھے یہ ڈر ہے کہ میں لبیک کہوں اور تو لالبیک کہہ دے۔ کئی مرتبہ یہی کہتا رہا آخر ایک مرتبہ اس نے زور سے لبیک اللہم کہا اور اسی میں روح نکل گئی۔ (مسامرات)

چھ بندوں کے صدقے چھ لاکھ افراد کا حج قبول ہو گیا

علی بن موفیٰ علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ عرفہ کی شب میں منیٰ کی مسجد میں ذرا سویا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ دو فرشتے سبز لباس پہنے ہوئے آسمان سے اترے ایک نے



دوسرے سے پوچھا کہ اس سال کتنے آدمیوں نے حج کیا ہے؟ دوسرے نے جواب دیا کہ مجھے تو معلوم نہیں تو اس پوچھنے والے نے خود ہی کہا کہ چھ لاکھ آدمی ہیں اس نے پھر سوال کیا کہ تمہیں معلوم ہے کہ ان میں سے کتنے آدمیوں کا حج قبول ہوا؟ اس نے جواب دیا کہ مجھے تو معلوم نہیں۔ اس نے خود ہی بتایا کہ ان میں سے صرف چھ آدمیوں کا حج قبول ہوا یہ کہہ کر وہ دونوں آسمان کی طرف چلے گئے۔ ابن موفق کہتے ہیں کہ اس خواب کی وجہ سے گھبرا کر میری آنکھ کھل گئی اور مجھ پر بڑا سخت فکر و غم سوار ہو گیا، خود اپنے بارہ میں سوچ میں پڑ گیا کہ چھ آدمی کل ہیں جن کا حج قبول ہوا۔ میں بھلا ان میں کیسے ہو سکتا ہوں۔ اس کے بعد عرفات سے واپسی پر بھی میں مجمع کو دیکھ رہا تھا اور سخت فکر میں تھا کہ اتنا بڑا مجمع اور اس میں سے صرف چھ آدمیوں کا حج قبول ہوا ہے۔ مزدلفہ میں اسی میں سوچ میں میری آنکھ لگ گئی تو وہی دو فرشتے پھر نظر آئے اور مندرجہ بالا سوالات و جوابات آپس میں کرنے لگے اس کے بعد ایک فرشتے نے کہا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں کیا حکم دیا ہے؟ دوسرے کہا: مجھے نہیں معلوم تو دوسرے نے کہا! فیصلہ یہ ہوا ہے کہ ان چھ میں سے ہر ایک کے طفیل ایک لاکھ کا حج قبول کر لیا جائے، ابن موفق فرماتے ہیں کہ میں بیدار ہوا تو مجھے حد سے زیادہ خوشی ہوئی۔

### جذبہ ایثار اور رحمت پروردگار

انہی بزرگ کا ایک اور قصہ لکھا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک سال حج کیا، اس کے بعد مجھے ترس آیا کہ بعض آدمی ایسے ہوں گے جن کا حج قبول نہ ہوا ہو تو میں نے دعا کی کہ یا اللہ میں نے اپنا حج اس کو بخشا جس کا حج قابل قبول نہ ہو۔ روض الراحین میں اس قصہ میں کچھ الفاظ کی کمی بیشی ہے، اس میں لکھا ہے کہ میں نے پچاس سے زیادہ حج کیے اور ان سب کا ثواب حضور اقدس ﷺ اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اور اپنے والدین کو بخشا رہا۔ ایک حج رہ گیا میں نے عرفات کے میدان میں لوگوں کے رونے کی آوازیں سن کر ان کو بخش دیا جن کا حج قبول نہ ہوا ہو۔ اس کے بعد مزدلفہ میں مجھے خواب میں اللہ جل شانہ کی زیارت ہوئی حق تعالیٰ شانہ نے فرمایا کہ اے علی تو مجھ سے زیادہ سخی



بننا چاہتا ہے؟ میں نے سخاوت پیدا کی، اور میں نے سخی لوگوں کو پیدا کیا، میں تمام سخی لوگوں سے زیادہ سخی، سارے کریموں سے زیادہ کریم، سارے بخشش کرنے والوں سے زیادہ بخشش کرنے والا۔ میں نے ہر اس شخص کا حج جو قابل قبول نہ تھا، اس کے طفیل قبول کر لیا جس کا حج مقبول تھا (اتحاف) اور روض الریاحین میں ہے کہ میں نے ان سب کو بخش دیا اور ان کے ساتھ ان سے کئی گنا زیادہ لوگوں کو اور ان میں سے ہر شخص کی سفارش اس کے گھر والوں میں اس کے دوستوں میں اور اس کے پڑوسیوں میں قبول کی۔



دوسرا حصہ

# مسائل حج و زیارت



## حج کیا ہے؟

ایک خاص وقت (نویں ذی الحجہ) کو احرام باندھ کر خاص مقام (عرفات) میں ٹھہرنا اور کعبہ معظمہ کے طواف کرنے کا نام حج ہے جو 9ھ کو فرض ہوا اور اس کی فرضیت قطعی ہے یعنی اس کی فرضیت کا انکار کفر ہے اور یہ زندگی میں صرف ایک بار ہی فرض ہے۔ (مائگیری)

دکھاوے کے لئے اور حرام مال سے حج کرنا حرام ہے۔ جس کی اجازت سے حج کرنا واجب ہوا اگر اس کی اجازت کے بغیر جائے گا تو اس میں کراہت ہے جس طرح کہ والدین جبکہ اس کی خدمت کے محتاج ہوں اور والدین نہ ہوں تو ان کے والدین یعنی اس کا دادا دادی اور یہ فرضی حج کا حکم ہے۔ نفلی حج میں بہر حال والدین کی اطاعت ہی ضروری ہے۔

(در مختار)

بغیر کسی وجہ کے حج کرنے میں تاخیر کرنا گناہ ہے لہذا جب حج فرض ہوا ہے فوراً ادا کرے۔ اگر چند سال نہ کیا تو گناہ گار فاسق اور مردود الشہادۃ ہو گیا لیکن جب بھی کرے گا ادا ہی ہو گا نہ کہ قضا (فتاویٰ شامی)

بیٹا اگر امرد (جس کی داڑھی نہ) ہو اور حسین بھی ہو تو داڑھی آنے تک اس کا باپ اس کو حج پہ جانے سے روک سکتا ہے۔ (ایضاً)

مال ہونے کی صورت میں حج نہ کیا پھر مال ضائع ہو گیا تو قرض اٹھا کر حج کو جائے اور اگر یقین ہو کہ قرض ادا نہیں کر سکتے گا تب بھی ایسا ہی کرے لیکن نیت یہی ہو کہ ضرور قرض ادا کروں گا مگر ساری عمر ادا نہ کر سکا تو امید ہے کہ مواخذہ نہ ہوگا۔ (ایضاً)



## حج کا وقت کونسا ہے؟

شوال المکرم سے لیکر دس ذی الحجہ تک حج کا وقت ہے کیونکہ احرام کے علاوہ اس سے پہلے حج کے افعال نہیں ہو سکتے گو احرام اس سے پہلے بھی باندھا جاسکتا ہے مگر مکروہ ہے (درالمختار)

## حج فرض ہونے کی کتنی اور کون سی شرائط ہیں؟

حج کے واجب ہونے کی کل آٹھ شرطیں ہیں جب تک یہ تمام شرطیں نہ پائی جائیں حج فرض نہیں ہے۔

### پہلی شرط

مسلمان ہونا، اگر مسلمان ہونے سے پہلے کسی پر حج فرض تھا اور اس نے نہ کیا اور جب اسلام لایا صاحب استطاعت نہیں ہے تو اب استطاعت ہوگی تو حج بھی فرض ہوگا ہاں اگر مسلمان ہونے کے بعد استطاعت آئی اور اس نے حج نہ کیا اور اب فقیر ہو گیا تو حج فرض ہی رہے گا۔ (شامی)

اور اگر نعوذ باللہ فرض حج ادا کرنے کے بعد مرتد ہو گیا پھر اسلام لایا اور ابھی استطاعت ہے تو پھر فرضی حج کرے کیونکہ مرتد ہونے سے اس کے تمام اعمال ضائع ہو گئے۔ (عالمگیری)

### دوسری شرط

دارالاسلام میں ہونا، اگر چہ حج فرض ہونا معلوم نہ ہو کیونکہ دارالاسلام میں فرائض کا علم نہ ہونا عذر نہیں ہے ہاں البتہ دارالحرب میں ہے اور صاحب استطاعت ہے اور حج فرض ہونا معلوم ہے تو حج فرض ہو گیا اور اگر استطاعت کے بعد معلوم ہوا تو اب فرض نہ رہا بلکہ پھر جب استطاعت آئے گی تو حج فرض ہوگا اور علم ہونا دو مردوں یا ایک مرد و عورتوں (جن کا فاسق ہونا ظاہر نہ ہو) کے بتانے سے ہوگا اور اگر ایک عادل مرد بھی خیر دے دے تو حج واجب ہو گیا۔ (ایضاً)

### تیسری شرط

بالغ ہونا، لہذا نابالغ کا کیا ہو حج نفلی ہوگا اور بالغ ہونے کے بعد حجۃ الاسلام (فرضی



حج) جب استطاعت ہوگی کرنا پڑے گا۔ ہاں نابالغ اگر احرام باندھنے کے بعد بالغ ہو گیا اور وقوف عرفہ سے پہلے نیا احرام باندھ لیا تو فرض حج ادا ہو گیا۔ (ایضاً)

### چوتھی شرط

عاقل ہونا، لہذا مجنون پر حج فرض نہیں ہے مگر جب کہ حالت جنون میں احرام باندھا اور پھر جنون جاتا رہے اور وقوف عرفہ سے پہلے نیا احرام باندھ لیا ہو۔ اسی طرح حج کرنے کے بعد جنون لاحق ہو تو یہ جنون فرضی حج پر اثر انداز نہ ہوگا۔ (عالمگیری) اسی طرح اگر بوقت احرام مجنون نہ تھا پھر جنون لاحق ہو گیا اور اس حال میں افعال حج کرتا رہا پھر کئی سال بعد ہوش میں آیا تو حج ادا ہو گیا۔ (منک)

### پانچویں شرط

آزاد ہونا، غلام لونڈی چاہے مدبر، مکاتب یا ام ولد ہو ان پر حج فرض نہیں ہے اگرچہ ملکہ ہی میں رہتے ہوں اور مالک نے حج کرنے کی اجازت بھی دے دی ہو۔ اگر غلام نے مالک کے ساتھ اس کی اجازت سے حج کیا تو یہ حج نفل ہوگا اور اگر مالک نے دوران حج آزاد کر دیا تو پھر دیکھا جائے گا کہ احرام باندھنے سے پہلے آزاد کیا ہے تو حج ادا ہو گیا اور بعد میں آزاد کیا ہے تو اگرچہ نیا احرام باندھ لے یہ حج نفل ہی ہوگا پھر بعد میں جب شرائط پائی جائیں گی فرضی حج کرنا پڑیگا۔ (عالمگیری)

### چھٹی شرط

تندرست ہونا یعنی اس کے اعضاء سلامت ہوں اور حج کے لئے جانے کی ہمت رکھتا ہو لہذا اندھے پر حج فرض نہیں اگرچہ اس کو کوئی ہاتھ سے پکڑ کر لے جانے والا ہو۔ اسی طرح اپاہج، مفلوج اور جس کے پاؤں کٹے ہوئے ہوں اور بوڑھا جو سواری پہ نہ بیٹھ سکتا ہو ان کو چاہیے کہ حج کرنے کی وصیت کر جائیں اور اگر تکلیف اٹھا کر حج کر لیں اور اس کے بعد تندرست ہو جائیں تو صاحب استطاعت ہونے پر بھی ان کا پہلے والا حج صحیح الاسلام یعنی فرض حج قرار پائے گا اور دوبارہ حج کرنا فرض نہ ہوگا۔ (ایضاً)



اگر تندرست صاحب استطاعت نے حج نہ کیا اور اپنا حج یا معذور ہو گیا تو حج اس پر فرض ہی رہے گا، خود نہ کر سکے تو حج بدل کرالے۔ (ایضاً)

### ساتویں شرط

سفر خرچ کا مالک اور سواری پہ قادر ہونا، یعنی سواری اپنی ہو یا کرائے پر لے سکتا ہو۔ اور سواری اس کے حال کے مطابق ہو (عرفاً و عادتاً) یہی حکم غذا کا بھی ہے کہ امیر ہو تو مکان، لباس، خادم، پیشے کے اوزار، گھر کا سامان، سواری کا جانور، اس کی حاجت سے فاضل ہو اسی طرح اگر اس پر قرض ہے تو قرضہ سے زائد اتنا مال ہو کہ مکہ معظمہ جا کر واپس آنے تک اس کے لیے اور اس کے گھر والوں کے لئے کافی ہو۔ بغیر کمی اور اسراف کے اسی طرح متوسط ہے تو اس کی اپنی ضروریات کے مطابق ہوگا۔

سواری میں یہ بھی شرط ہے کہ خاص اس کے لئے ہو اگر دو بندوں کی ایک سواری ہے اور دونوں کو باری باری اترنا، سوار ہونا پڑتا ہے تو یہ سواری پہ قدرت نہیں ہے اگرچہ چلنے پر اس کو قدرت بھی ہو۔ (عالمگیری)

### آٹھویں شرط

حج کا وقت ہونا، یعنی یہ تمام شرائط حج کے مہینوں میں ہی پائی جائیں۔ اگر ایسے وقت میں شرائط پائی گئیں کہ عادت سے ہٹ کر تیزی سے جائے گا تو حج کر لے گا تو بھی حج فرض نہ ہو۔ ضروری ہے کہ جس علاقے سے حج کو جا رہا ہے جس وقت وہاں کے لوگ جائیں تو یہ بھی ان کے ساتھ جا کر حج ادا کر سکتا ہو اور اگر ایسے وقت میں شرائط پائی گئیں کہ اب راستے میں نماز پڑھنے کا وقت بھی سفر میں ہی گزارے گا تب حج کر سکے گا ورنہ نہیں تو حج اس پر فرض نہیں ہے۔ (فتاویٰ شامی)

### حج ادا کرنے کی شرائط کیا ہیں؟

ادا یعنی حج کی شرائط (کہ ان کے پائے جانے سے حج کو جانا ضروری ہو جاتا ہے اور اگر وہ تمام نہ پائی جائیں تو خود حج کو جانا ضروری نہیں ہاں حج کی وصیت کر سکتا ہے یا کسی سے



کر سکتا ہے بشرطیکہ آخر عمر تک یہ شرائط مفقود رہیں) کل چار ہیں۔

1- راستہ پر امن ہونے کا غالب گمان ہو یعنی حج کو جانے کے وقت حالت پر امن ہوں اگر جانے سے پہلے بد امنی تھی تو اس کا لحاظ نہ کیا جائے گا۔ اگر وجوب کی تمام شرطیں پائی گئیں مگر بد امنی کے زمانے میں انتقال ہو گیا تو حج بدل کی وصیت ضروری ہے اور اگر امن قائم ہونے کے بعد انتقال ہو تو بطریق اولیٰ وصیت واجب ہے۔ (درالمختار)

2- اگر تین دن یا زیادہ (سفر شرعی) کا فاصلہ ہو تو عورت کے ساتھ شوہر یا محرم کا ہونا بھی شرط ہے خواہ عورت جوان ہو یا بوڑھی اور محرم سے مراد وہ رشتہ دار ہے جس سے ہمیشہ کے لئے اس عورت کا نکاح حرام ہو خواہ نسب کی وجہ سے جیسے باپ، بیٹا، بھائی وغیرہ یا سسرالی رشتہ کی وجہ سے حرمت آئی ہو جیسے خسر، شوہر کا بیٹا جو دوسری عورت سے ہو اور محرم کا عاقل، بالغ اور غیر فاسق ہونا بھی شرط ہے لہذا عاقل بالغ نہ ہو بلکہ مجنون ہو تو اس کے ساتھ حج کو نہیں جاسکتی۔ مگر مراحق (قریب البلوغ عاقل و بالغ غیر فاسق) کے ساتھ جاسکتی ہے کیونکہ محرم کا مسلمان ہونا شرط نہیں ہے البتہ مجوسی جس کے عقیدے میں محرم سے نکاح جائز ہے اس کے ہمراہ سفر نہیں کر سکتی۔ اگر عورت بغیر محرم کے حج کو چلی گئی تو گناہ گار ہونے کے باوجود حج ہو گیا یعنی اس کا فرضی حج ادا ہو جائے گا (شامی) جس عورت کا شوہر ہو اور نہ کوئی محرم وہ حج کرنا چاہے تو نکاح کرے ورنہ اس پہ حج فرض ہی نہیں (جوہرہ)

3- عورت کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ حج کو جاتے وقت عدت میں نہ ہو چاہے عدت وفات کی ہو یا طلاق کی اور پھر طلاق چاہے رجعی ہو یا بائن۔

4- جو شخص کسی کے حق کی ادائیگی نہ کرنے کی وجہ سے قید میں ہے حالانکہ وہ حق ادا کرنے پر قادر ہے تو یہ عذر نہیں ہے اس کے علاوہ اگر بادشاہ نے حج پہ جانے سے روک دیا تو ایسا روکنا عذر ہوگا۔ لہذا چوتھی شرط قید میں نہ ہونا قرار پائی۔

حج صحیح ہونے کی شرائط نو ہیں

1- اسلام 2- احرام 3- حج کا وقت 4- حج کے مقامات پہ حج ہوگا یعنی طواف مسجد



حرام میں، وقوف عرفات میں وغیرہ جس کام کے لئے جو جگہ مقرر ہے۔ وہیں پہ کرے۔  
 5- تمیز یعنی نا سمجھ بچہ نہ ہو، 4- عقل (پاگل، مجنون نہ ہو) 7- فرائض حج کو بجالائے جبکہ  
 معذور نہ ہو، 8- احرام کے بعد اور وقوف عرفہ سے پہلے جماع نہ کیا ہو۔ 9- احرام باندھنے  
 کے سال ہی حج کرے، یعنی اگر احرام باندھنے کے سال حج فوت ہو گیا تو عمرہ کر کے احرام  
 کھول دے اور اگلے سال نیا احرام باندھ کر حج کرے۔ اگر احرام باندھے رکھا اور اس احرام  
 کے ساتھ اگلے سال حج کیا تو حج ادا نہ ہوا۔

### فرضی حج کی ادائیگی کی شرائط

حج فرض ادا ہونے کی بھی مندرجہ ذیل نو شرائط ہیں۔

- 1- اسلام، 2- مرتے دم تک اسلام پہ قائم رہنا، 3- عاقل ہونا، 4- بالغ ہونا، 5-
- آزاد ہونا، 6- قدرت ہو تو حج خود ادا کرنا، 7- فرض کی نیت سے حج ادا کرنا، 8- اپنی طرف
- سے حج کرنے کی نیت کرنا، 9- حج کو فاسد نہ کرنا۔

### حج کے فرائض

حج میں یہ چیزیں فرض ہیں۔

- 1- احرام کہ یہ شرط ہے۔
- 2- وقوف عرفہ یعنی نویں ذی الحجہ کے آفتاب ڈھلنے سے دسویں کی صبح صادق سے پہلے  
 تک کسی وقت عرفات میں ٹھہرنا۔
- 3- طواف زیارت کا اکثر حصہ یعنی چار پھیرے پچھلی دونوں چیزیں یعنی وقوف و طواف  
 رکن ہیں۔
- 4- نیت 5- یعنی پہلے احرام باندھنا پھر وقوف پھر طواف
- 6- ہر فرض کا اپنے وقت پر ہونا یعنی وقوف اس وقت ہونا جو مذکور ہو اس کے بعد طواف  
 اس کا وقت وقوف کے بعد سے آخر عمر تک ہے۔ مکان یعنی وقوف زمین عرفات میں  
 ہونا سوا بطن عرفہ کے اور طواف کا مکان مسجد الحرام شریف ہے۔ (در مختار رد المحتار)



## حج کے واجبات

حج کے واجبات یہ ہیں۔

- 1- میقات سے احرام باندھنا یعنی میقات سے بغیر احرام نہ گزرنا اور اگر میقات سے پہلے ہی احرام باندھ لیا تو جائز ہے۔
- 2- صفا و مروہ کے درمیان دوڑنا اس کو سعی کہتے ہیں۔
- 3- سعی کو صفا سے شروع کرنا اور اگر مروہ سے شروع کی تو پہلا پھیرا شمار نہ کیا جائے اس کا اعادہ کرے۔
- 4- اگر عذر نہ ہو تو پیدل سعی کرنا، سعی کا طواف معتد بہ کے بعد یعنی کم سے کم چار پھیروں کے بعد ہونا۔
- 5- دن میں وقوف کیا تو اتنی دیر تک وقوف کرے کہ آفتاب ڈوب جائے۔ خواہ آفتاب ڈھلتے ہی شروع کیا ہو یا بعد میں غرض غروب تک وقوف میں مشغول رہے اور اگر رات میں وقوف کیا تو اس کے لیے کسی خاص حد تک وقوف کرنا واجب نہیں مگر وہ اس واجب کا تارک ہو کہ دن میں غروب تک وقوف کرتا۔
- 6- وقوف میں رات کا کچھ جز آجانا۔
- 7- عرفات سے واپسی میں امام کی متابعت کرنا یعنی جب تک امام وہاں سے نہ نکلے یہ بھی نہ چلے ہاں اگر امام نے وقت سے تاخیر کی تو اسے امام کے پہلے چلے جانا جائز ہے اور اگر بھیڑ وغیرہ کسی ضرورت سے امام کے چلے جانے کے بعد ٹھہر گیا ساتھ نہ گیا جب بھی جائز ہے۔
- 8- مزدلفہ میں ٹھہرنا
- 9- مغرب و عشاء کی نماز کا وقت عشاء میں مزدلفہ میں آکر پڑھنا۔
- 10- تینوں جمروں پر دسویں گیارہویں بارہویں تینوں دن کنکریاں مارنا یعنی دسویں کو صرف جمرۃ العقبہ پر اور گیارہویں بارہویں کو تینوں پر رمی کرنا۔



- 11- جمرہ عقبہ کی رمی پہلے دن حلق سے پہلے ہونا۔
- 12- ہر روز کی رمی کا اسی دن ہونا۔
- 13- سرمنڈانا یا بال کتر وانا۔
- 14- حلق و قصر ایام میں ہونا۔
- 15- یہ کام حرم شریف میں ہونا اگرچہ منی میں نہ ہو۔
- 16- قرآن و تمتع والے کو قربانی کرنا۔
- 17- اس قربانی کا حرم اور ایام نحر میں ہونا۔
- 18- طواف افاضہ کا اکثر حصہ ایام نحر میں ہونا عرفات سے واپسی کے بعد جو طواف کیا جاتا ہے اس کا نام طواف افاضہ ہے اور اسے طواف زیارت بھی کہتے ہیں۔ طواف زیارت کے اکثر حصہ سے جتنا زاید ہے یعنی تین پھیرے ایام نحر کے غیر میں بھی ہو سکتا ہے۔
- 19- طواف حطیم کے باہر سے ہونا۔
- 20- داہنی طرف سے طواف کرنا یعنی کعبہ معظمہ طواف کرنے والے کی بائیں جانب ہو۔
- 21- عذر نہ ہو تو پاؤں سے چل کر طواف کرنا یہاں تک کہ اگر گھسٹتے ہوئے طواف کرنے کی منت مانی جب بھی طواف میں پاؤں سے چلنا لازم ہے اور طواف نفل اگر گھسٹتے ہوئے شروع کیا تو ہو جائے گا مگر افضل یہ ہے کہ چل کر کرے۔
- 22- طواف کرنے میں نجاست حکمیہ سے پاک ہونا یعنی جنبی و بے وضو ہو اور اس حالت طواف کیا تو اعادہ کرے۔
- 23- طواف کرتے وقت ستر چھپا ہونا یعنی اگر ایک عضو کی چوتھائی یا اس سے زیادہ حصہ کھلا رہا تو دم واجب ہوگا اور چند جگہ سے کھلا رہا تو جمع کریں گے غرض نماز میں ستر کھلنے سے جہاں نماز فاسد ہوتی ہے یہاں دم واجب ہوگا۔
- 24- طواف کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا نہ پڑھی تو دم واجب نہیں۔
- 25- کنکریاں پھینکنے اور ذبح اور سرمنڈانے اور طواف میں ترتیب یعنی پہلے کنکریاں پھینکنے



پھر غیر مفرد قربانی کرے پھر سر منڈائے پھر طواف کرے۔

26- طواف صدر یعنی میقات سے باہر کے رہنے والوں کے لئے رخصت کا طواف کرنا، اگر حج کرنے والی حیض یا نفاس سے ہے اور ظہارت سے پہلے قافلہ روانہ ہو جائے گا تو اس پر طواف رخصت نہیں۔

27- وقوف عرفہ کے بعد سر منڈانے تک جماع نہ ہونا۔

28- احرام کے ممنوعات مثلاً سلا کپڑا پہننے اور مونہہ یا سر چھپانے سے بچنا۔

یاد رہے! واجب کے ترک سے دم لازم آتا ہے خواہ قصداً ترک کیا ہو یا سہواً خطا کے طور پر ہو یا نسیان کے طور پر وہ شخص اس کا واجب ہونا جانتا ہو یا نہیں ہاں اگر قصداً کرے اور جانتا بھی ہے تو گنہگار بھی ہے مگر واجب کے ترک سے حج باطل نہ ہوگا البتہ بعض واجب کا اس حکم سے استثناء ہے کہ ترک پر دم لازم نہیں مثلاً طواف کے بعد کی دونوں رکعتیں یا کسی عذر کی وجہ سے سر نہ منڈانا یا مغرب کی نماز کا عشاء تک موخر نہ کرنا یا کسی واجب کا ترک ایسے عذر سے ہو جس کو شرع نے معتبر رکھا ہو یعنی وہاں اجازت دی ہو اور کفارہ ساقط کر دیا ہو۔

### حج کی سنتیں

1- طواف قدوم یعنی میقات کے باہر سے آنے والا مکہ معظمہ میں حاضر ہو کر سب سے پہلا جو طواف کرے اسے طواف قدوم کہتے ہیں۔ طواف قدوم مفرد اور قارن کے لئے سنت ہے متمتع کے لئے نہیں۔

2- طواف کا حجر اسود سے شروع کرنا۔

3- طواف قدوم یا طواف فرض میں رمل کرنا۔

4- صفا و مروہ کے درمیان ”میلین اخضرین“ کے درمیان دوڑنا۔

5- امام کا مکہ میں ساتویں کو۔

6- اور عرفات میں نویں کو۔

7- اور منیٰ میں گیارہویں کو خطبہ پڑھنا۔

8- آٹھویں کی فجر کے بعد مکہ سے روانہ ہونا کہ منیٰ میں پانچ نمازیں پڑھ لی جائیں۔



- 9- نویں رات منیٰ میں گزارنا۔
- 10- آفتاب نکلنے کے بعد منیٰ سے عرفات کو روانہ ہونا۔
- 11- وقوف عرفہ کے لئے غسل کرنا۔
- 12- عرفات سے واپسی میں مزدلفہ میں رات کو رہنا۔
- 13- آفتاب نکلنے سے پہلے یہاں سے منیٰ کو چلا جانا۔
- 14- دس اور گیارہ کے بعد جو دونوں راتیں ہیں ان کو منیٰ میں گزارنا اور اگر تیرہویں کو بھی منیٰ میں رہا تو بارہویں کے بعد کی رات کو بھی منیٰ میں رہے۔
- 15- ابطح یعنی وادی محصب میں اترنا اگرچہ تھوڑی دیر کے لئے ہو اور ان کے علاوہ اور بھی سنتیں ہیں۔ کچھ الفاظ ایسے آپ نے پڑھے ہیں جن کے معانی عام لوگوں کو معلوم نہیں ہوتے اس لیے بہتر ہے کہ ان اصطلاحی الفاظ کے معانی بتا دیے جائیں۔

## اصطلاحاتِ حج

قرآن: قرآن کے معنی ہیں دو چیزوں کو یکجا کرنا، اصطلاحِ شریعت میں قرآن سے مراد حج اور عمرے کی نیت کر کے احرام کا باندھنا اور حج و عمرہ کے مناسک ادا کرنا ہے۔

تمتع: تمتع کے معنی ہیں فائدہ حاصل کرنا۔ یعنی تمتع کرنے والا عمرہ اور حج کے احرام کے درمیان ان چیزوں سے فائدہ حاصل کر سکتا ہے جو کہ احرام کی وجہ سے منع ہیں۔

مفرد: جس نے محض حج کی نیت کی ہو۔

قارن: جس نے عمرہ و حج کی نیت سے احرام باندھا ہو۔

متمتع: جس نے تمتع کی نیت کی ہو۔

میقات: مکہ معظمہ کے گرد وہ مقامات جہاں سے حاجی احرام باندھ کر ہی آگے بڑھ سکتے ہیں۔

جمع بین الصلوٰتین: دو نمازوں کو یکجا کرنا، میدانِ عرفات میں ظہر اور عصر کی نمازوں کو یکجا کرنا سنت ہے اور مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نمازوں کو جمع کرنا واجب ہے۔



جبل رحمت: میدان عرفات کا پہاڑ جس پر چڑھ کر امام عید کا خطبہ دیتا ہے۔

ضب: مسجد خیف سے متصل ایک پہاڑی جہاں سے عرفات کو جاتے ہوئے حاجی گزرتے ہیں۔

مسجد نمروہ: یہاں 9 ذی الحجہ کو ظہر اور عصر کی نمازیں اکٹھی پڑھی جاتی ہیں۔ ان نمازوں کے لئے یہ شرائط ہیں: 1- عرفات میں ہو یا اس کے نزدیک 2- 9 ذی الحجہ کی تاریخ ہو 3- جماعت ہو 4- امام وقت یا اس کا نائب موجود ہو 5- دونوں نمازوں میں احرام حج کا ہو 6- عصر سے پہلے ظہر کی نماز پڑھی جائے 7- اگر امام مقیم ہو تو چار رکعت پوری پڑھے اور مسافر ہو تو دو رکعت پڑھے۔ حنفیوں کے نزدیک ایسے امام کے پیچھے نماز نہیں ہوتی جو باوجود مقیم ہونے کے قصر کرے۔

مسجد صحرہ: مسجد صحرہ رسول کریم ﷺ کے وقوف کی جگہ ہے۔ (اس جگہ قیام کرنا بہتر ہے۔ اگر یہاں جگہ نہ ملے تو میدان عرفات میں جہاں جگہ مل جائے، ٹھہر جائے۔ البتہ بطن عرفہ اور مسجد عرفات کے مغرب کی وادی میں قیام جائز نہیں)۔

منیٰ: مکہ معظمہ سے مشرق کی طرف ایک مقام ہے جہاں رمی جمار اور قربانی کی جاتی ہے۔

صفا و مروہ: مسجد الحرام سے مشرق کی جانب وہ جگہ جہاں حاجی سعی کرتے ہیں۔  
میلین اخضرین: صفا اور مروہ کے درمیان وہ سبز ستون جن کے درمیان حاجی کو عام رفتار سے تیز چلنا ہوتا ہے جو دوڑنے کے قریب قریب ہو۔ اس جگہ کو سعی یعنی دوڑ کا مقام کہتے ہیں۔

استلام: حجر اسود کو بوسہ دینا یعنی ہاتھوں کی دونوں ہتھیلیاں حجر اسود پر رکھ کر اپنا منہ دونوں ہاتھوں کے بیچ میں رکھ کر آرام سے بوسہ دینا اس طرح کہ آواز پیدا نہ ہو۔  
حجر اسود: وہ سیاہ پتھر ہے جو خانہ کعبہ کے جنوب مشرقی کونے میں لگا ہوا ہے۔  
رکن یمانی: خانہ کعبہ کا جنوب مغربی کونا یہاں بھی استلام کرنا مستحب ہے۔ یہاں صرف دایاں ہاتھ یا دونوں ہاتھ رکن یمانی پر لگانے چاہئیں۔



شوط: خانہ کعبہ کے گرد پھیرا لگانا شوط کہلاتا ہے یعنی حجر اسود سے پھیرا شروع کر کے پھر جب حجر اسود تک آیا تو یہ ایک شوط ہوگا۔

مقام ابراہیم: خانہ کعبہ کے مشرق کی طرف ایک پتھر رکھا ہوا ہے جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نورانی قدموں کے مبارک نشانات ہیں اسے مقام ابراہیم کہا جاتا ہے۔  
 حطیم: بیت اللہ شریف کی شمالی دیوار کے متصل ایک گول دیوار میں گھرا ہوا احاطہ حطیم کہلاتا ہے۔ طواف میں حطیم کو اندر لینا چاہئے۔

آفاقی: وہ مسلمان جو حج کی نیت سے حدود میقات سے باہر سے آیا ہو وہ آفاقی کہلاتا ہے۔

اہل حل: وہ لوگ جو میقات کی حدود کے اندر اور حدود حرم سے باہر رہتے ہیں ان کو اہل حل کہتے ہیں۔ انہیں اپنے مقام ہی سے احرام باندھنا ہوگا۔

اہل حرم: مکہ مکرمہ اور حرم شریف میں بسنے والوں کو اہل حرم کہتے ہیں۔ اہل مکہ مکرمہ کے لئے احرام باندھنے کے لئے حرم کی ساری زمین میقات ہے۔

مسجد حرام: بیت اللہ الحرام گول وسیع احاطہ جس کے کنارے نہایت وسیع ہیں درمیان میں مطاف (طواف کرنے کی جگہ) دائرہ ہے۔ جس میں سنگ مرمر بچھا ہے اور اس دائرے کے عین درمیان کعبہ معظمہ ہے اس کے مشرق کی طرف قدیم دروازہ ہے جس کا نام باب السلام ہے۔

رمی جمار: مزدلفہ اور منیٰ کے درمیان تین مقامات ہیں جن کو جمرۃ الاولیٰ، جمرۃ الوسطیٰ اور جمرۃ العقبہ کہا جاتا ہے۔ ان کو کنگریاں مارنا رمی جمار کہلاتا ہے۔

قربانی: رمی کے بعد حاجی منیٰ میں جو جانور ذبح کرتے ہیں۔

مقام مدعی: مکہ مکرمہ میں مسجد حرام اور قبرستان کے مابین ایک مقام جس کو مقامی مدعی کہتے ہیں۔

ہدی: وہ جانور جو ذبح کرنے کے لئے ثواب و عبادت کی نیت سے حاجی ساتھ لے جاتے ہیں۔



حلال: جائز۔

حلق: سرمنڈوانا۔

قصر: بال ترشوانا۔

حل: حدود حرم سے باہر کی جگہ۔

بدنہ: قربانی کا اونٹ یا گائے۔

تقلید: قربانی کے جانور کے گلے میں پٹہ یا قلابہ باندھنا۔

تلبید: سر یا ڈاڑھی کے بالوں میں گوند یا خٹمی لگا لینا، تاکہ ایام حج میں کوئی بال گرنے

نہ پائے۔

منحر: منیٰ میں قربانی کرنے کی جگہ۔

نسک: ایک بکری کی قربانی۔

فرق: سولہ پونڈ کے برابر یعنی تقریباً آٹھ سیر۔

رفث: جماع کرنا، بے ہودہ باتیں کرنا۔

محرم: احرام باندھنے والا۔

نحر: قربانی (خاص طریقے سے اونٹ کی قربانی کرنا)

وقوف: اس کے معنی ہیں ٹھہرنا، اصطلاح شریعت میں عرفات، مزدلفہ اور منیٰ میں

حاجیوں کا ہدایات کے مطابق قیام کرنا۔

کعبہ معظمہ کے چار رکن (گوشے، کونے) ہیں۔

1- رکن اسود، جنوب و مشرق کے گوشے کو کہتے ہیں جس میں حجر اسود نصب ہے۔

2- رکن عراقی، مشرق و شمال کا گوشہ (ان دو کے درمیان شرقی دیوار میں زمین سے بہت

بلند دروازہ کعبہ ہے اور اس مشرقی دیوار کا وہ ٹکڑا جو رکن اسود سے دروازہ کعبہ تک ہے

ملتزم کہلاتا ہے)

3- رکن شامی، کا گوشہ یعنی حطیم اور میزابِ رحمت سے اگلا کونہ (میزابِ رحمت سونے کا وہ

پرنا ہے جو رکن عراقی و شامی کے درمیان کعبہ کی شمالی دیوار پر بیت اللہ شریف کی



چھت میں نصب ہے۔

4- خانہ کعبہ کا جنوب مغربی کونہ یعنی پچھم اور دکھن کے گوشہ میں

مستجار و مستجاب

رکن یمانی و شامی کی درمیانی غربی دیوار کے ملتزم کے مقابل والے ٹکڑے کو مستجار اور رکن یمانی و حجر اسود کے درمیان والی جنوبی دیوار کو مستجاب کہا جاتا ہے۔

عمرہ کا معنی

عمرہ عمر سے ہے بمعنی زندگی چونکہ یہ عبادت زندگی میں ہر وقت کی جاسکتی ہے اس وجہ سے اس کو عمرہ کہا گیا یہ بھی ہو سکتا ہے عمرہ (از عمران) بمعنی آبادی ہو کہ اس عبادت سے بیت اللہ ہمہ وقت آباد رہتا ہے قرآن پاک میں سورہ بقرہ کی آیت 158، 196 میں تین بار عمرہ و حج کا اکٹھا ذکر فرمایا گیا جن میں سے ایک مقام یہ ہے و اتھوا الحج و العمرہ للہ حج اور عمرہ اللہ (کی رضا) کے لئے پورا کرو۔ عمرہ اور حج میں کئی اعتبارات سے فرق ہے۔

حج و عمرہ کا فرق:

1- عمرے کا احرام سب کے لئے حل سے ہے۔ البتہ اگر آفاقی باہر سے بہ ارادہ حج آئے تو اسے اپنے میقات سے احرام باندھنا ہوگا۔ اہل مکہ کو حج کا احرام حرم پاک سے باندھنے کا حکم ہے، 2- حج فرض ہے عمرہ فرض نہیں، 3- حج ایک مقرر وقت پر ہوتا ہے۔ عمرہ سال بھر ہو سکتا ہے۔ البتہ 9 ذی الحجہ سے 13 ذی الحجہ تک مکروہ ہے، 4 عمرہ میں وقوف عرفات، وقوف مزدلفہ، جمع بین الصلوٰتیں اور خطبہ نہیں۔ طواف قدوم اور طواف وداع بھی نہیں یہ تمام اعمال حج میں ہیں، 5- عمرہ میں طواف شروع کرتے وقت تلبیہ پڑھنا بند ہو جاتا ہے اور حج میں جمرۃ العقبہ کی رمی شروع کرتے وقت بند ہوتا ہے، 6- اگر عمرہ فاسد کرے یا حالت جنابت میں طواف کرے تو خیرات کے طور پر ایک بکری ذبح کرنا کافی ہے لیکن حج میں نہیں۔



## عمرہ کے تین فرائض ہیں

- 1- عمرہ کی نیت سے میقات کے باہر سے احرام باندھنا
- 2- تلبیہ کہنا
- 3- طواف کرنا

## عمرہ کے دو واجبات ہیں

- 1- سعی کرنا (صفا و مروہ کے درمیان)
  - 2- سر کے بال منڈوانا یا کٹوانا۔
- یاد رہے عمرہ کا آغاز دو رکعت نفل برائے عمرہ کا سلام پھیرتے ہی ہو جاتا ہے لہذا اس وقت ہی مرد حضرات سر کھول دیں اور زبانی یا دل سے یہ نیت کر لیں۔

اللّٰهُمَّ اِنِي اُرِيْدُ الْعُمْرَةَ فَيَسِّرْهَا لِي وَتَقَبَّلْهَا مِنِّي وَاعْنِي عَلَيْهَا وَبَارِكْ لِي فِيهَا نَوِيْتُ الْعُمْرَةَ وَاحْرَمْتُ بِهَا لِلّٰهِ تَعَالٰى۔

(اے اللہ! میں نے عمرہ کی نیت کی تو اس کو میرے لیے آسان کر دے اور اس کو میری طرف سے قبول فرمائے اور اس کی ادائیگی کے سلسلہ میں میری مدد فرما اور اس کو میرے لیے بابرکت بنا اور میں نے اس عمرہ کا احرام تیری رضا کی خاطر ہی باندھا ہے)۔

## مسائل احرام و تلبیہ

احرام کے معنی ہیں ”کس چیز کو حرام کرنا“۔ جب کوئی مسلمان ”میقات“ سے یا اس سے پہلے حج و عمرہ کی نیت سے تلبیہ پڑھتا ہے تو اس پر چند حلال چیزیں حرام ہو جاتی ہیں۔ اس لیے اس کو مجازاً احرام کہتے ہیں اور عام طور پر ان چادروں کو بھی احرام کہا جاتا ہے جن کو حاجی یا معمر حضرات احرام کی حالت میں استعمال کرتے ہیں۔ احرام باندھنے والے کو محرم کہتے ہیں۔

مردوں کے لئے حکم ہے کہ ”سفید رنگ کی دو عدد چادریں یا تولیے بغیر سلائی کے کورا لٹھا، سوتی کپڑے یا پاپلین سے بنائی جاتی ہیں جو پونے تین گز یا اڑھائی گز لمبائی اور سوا گز



چوڑائی کی ہوتی ہیں۔ استعمال سے پہلے دھو لینا چاہیے۔ ایک تہہ بند کے طور پر استعمال کرنے کے لئے اور دوسری اوپر لینے کے لئے جو حضرات تہہ بند باندھنے کے عادی نہ ہوں وہ چمڑے یا ریکیسین کی پٹی چادر کو باندھنے کے لئے استعمال کر سکتے ہیں تاکہ چادر کھل نہ جائے۔ یہ پٹی کرنسی اور دیگر کاغذات رکھنے کے بھی کام آتی ہے۔“

اور عورتوں کا اپنا سلاہو لباس ہی احرام ہے۔ البتہ بالوں کو سمیٹنے کے لئے سفید یا سبز رومال، دوپٹہ یا چادر ضرور استعمال کریں تاکہ سر کا کوئی حصہ ننگا نہ ہو جائے۔ ساتھ ہی ساتھ یہ بھی احتیاط رہے کہ چہرے کو کپڑا نہیں لگنا چاہیے مگر نامحرم مردوں سے شرعی پردہ رکھیں اس کے لئے جو مناسب تدبیر چاہیں اختیار کریں۔ ”عورتیں احرام کی حالت میں زیور کلا کپڑا اور موزے (وغیرہ) پہن سکتی ہیں“۔ (بخاری جلد 1 ص 209)

### احرام کی 16 جائز باتیں

- 1- انگرکھا کرتے چغہ اوپر سے اس طرح ڈال لینا کہ سر اور منہ نہ چھپے۔
- 2- پٹی باندھنا
- 3- بغیر میل چھڑائے نہانا
- 4- پانی میں غوطہ لگانا
- 5- کپڑے دھونا
- 6- مسواک کرنا
- 7- کسی چیز کے سائے میں بیٹھنا، چھتری لگانا
- 8- چار ماشے کی نگ والی انگوٹھی پہننا
- 9- ٹوٹے ہوئے ناخن کو جدا کرنا
- 10- سر یا بدن پر اس طرح کھلی کرنا کہ کوئی بال نہ ٹوٹے
- 11- احرام سے پہلے جو خوشبو لگائی ہو اس کا لگا رہنا
- 12- سریاناک پر اپنا یا دوسرے کا ہاتھ رکھنا
- 13- کان کپڑے سے چھپانا



14- ٹھوڑی کے نیچے داڑھی پر کپڑا آنا،

15- آئینہ دیکھنا۔

(ان مسائل میں مرد و عورت برابر ہیں)

16- احرام کی حالت میں اپنے سر یا بدن یا اپنے بدن کے کپڑے سے جوں مارنا یا جدا کر کے پھینک دینا منع ہے لیکن موذی جانور کا مارنا جائز ہے مثلاً سانپ، بچھو، کٹھمیل، پسو، بھڑ وغیرہ۔

### احرام کی حالت میں 14 حرام و ممنوع کام:

- 1- مردوں کو سلا ہوا کپڑا پہننا،
- 2- سر یا منہ کو کسی کپڑے سے ڈھانپنا،
- 3- بدن یا کپڑوں کو خوشبو لگانا،
- 4- کوئی خوشبودار چیز کھانا جیسے زعفران، لونگ، الائچی، خوشبو والا پان وغیرہ،
- 5- خوشبودار چیز اپنے پاس رکھنا، صابن استعمال کرنا،
- 6- بالوں یا بدن وغیرہ کو تیل لگانا،
- 7- وسمہ یا مہندی وغیرہ کا خضاب لگانا،
- 8- اپنا یا دوسرے کا ناخن کاٹنا، بدن کے کسی حصے کے بال کاٹنا یا اکھاڑنا،
- 9- شکار کرنا یا شکاری کی مدد کرنا،
- 10- ٹڈی مارنا، اپنے جسم یا کپڑے کی جوئیں مارنا، جوئیں مارنے کی غرض سے سر یا داڑھی کو کسی دوائی یا خوشبودار صابن سے دھونا۔
- 11- بیوی سے جماع اور بوس و کنار کرنا، جماع و شہوت والی باتیں کرنا بھی ممنوع ہیں،
- 12- کسی سے دنیوی جھگڑا کرنا،
- 13- بستہ یا کپڑے کی پتھی یا گٹھڑی سر پر رکھنا، عمامہ باندھنا، مرد کے لئے دستانے، جرابیں یا موزے پہننا،
- 14- کسی کا سر مونڈنا اگرچہ اس کا احرام نہ ہو۔



## احرام کے 14 مکروہات

- 1- بدن کی میل چھڑانا
  - 2- بال یا بدن صابن وغیرہ یا خوشبو کی چیز سے دھونا
  - 3- کنگھی کرنا
  - 4- سر کے بال اس طرح کھجلانا کہ جوں کے گرنے کا اندیشہ ہو
  - 5- خوشبو کی دھونی دیا ہوا کپڑا کہ ابھی خوشبو دے رہا ہو پہننا اور اوڑھنا
  - 6- قصداً خوشبو رکھنا، اگرچہ خوشبودار پھل یا پتہ ہو جیسے لیموں، نارنگی پودینہ، عطر دانہ
  - 7- عطر فروش کی دکان پر اس غرض سے بیٹھنا کہ دماغ معطر ہوگا
  - 8- غلاف کعبہ کے اندر اس طرح داخل ہونا کہ غلاف شریف سر یا منہ سے لگے
  - 9- ناک وغیرہ یا منہ کا کوئی حصہ کپڑے سے چھپانا
  - 10- بے سلا کپڑا رنو کیا یا پیوند لگا پہننا
  - 11- تکیہ پر سر رکھ کر اونڈھا لیٹنا
  - 12- چادر اوڑھ کر اس کے آنچلوں کو گرہ دے دینا
  - 13- تہبند کے دونوں کناروں کو گرہ دینا
  - 14- احرام کی حالت میں پھولوں کا ہار ڈالنا
- (جو باتیں احرام میں ناجائز ہیں وہ اگر کسی عذر سے یا بھول کر ہوں تو گناہ نہیں مگر جو جرمانہ مقرر ہے وہ دینا آئے گا، اگرچہ بے مقصد ہوں یا سہو آیا جبراً یا سوتے میں۔)

### بعض ضروری مسائل

- ☆ احرام کی حالت میں اگر احتلام ہو جائے تو اس سے احرام میں کوئی فرق نہیں آتا۔ کپڑا اور جسم دھو کر غسل کرے۔ اگر چادر بدلنے کی ضرورت ہو تو دوسری چادر استعمال کرے۔
- ☆ احرام کی حالت میں جوتا یا سلیپرتا بڑا ہے کہ قدم کے بیچ کی اٹھی ہوئی ہڈی کو ڈھانپ



لیتا ہے تو اس کا پہننا جائز ہے۔

☆ ایسا جوتا پہننا جو بیچ قدم کی ابھری ہوئی ہڈی کو ڈھانپ لے وہ ایک دن ایک رات پہننے سے دم واجب ہو جائے گا اس سے کم عرصہ میں صدقہ یعنی دو کلو گھیوں اور اگر ایک گھنٹہ سے کم پہننا تو ایک مٹھی گندم صدقہ کرے۔

خصوصی توجہ! باوثوق ذرائع اور تجربے سے معلوم ہوا ہے کہ بعض ہوائی جہاز والے عازمین حج کو ہاتھ منہ پونچھ کر تروتازہ ہونے کے لئے خوشبودار ٹشو پیپر (رومال) دیتے ہیں اور لوگ لاعلمی میں اس سے ہاتھ منہ پونچھ لیتے ہیں۔ خیال رہے کہ احرام کی حالت میں اس طرح کے خوشبودار کپڑے اور پیپر سے پورا منہ یا ہاتھ پونچھا جائے تو دم لازم ہو جائے گا۔

☆ ہر نئے حالات پیش آنے پر تلبیہ کہنا مستحب ہے۔ مثلاً جب سوار ہو، سواری سے اترے، سواری کا رخ موڑے، اونچی جگہ پر چڑھے، اونچی جگہ سے اترے، نشیب میں آئے۔ فجر طلوع ہو، سوتے ہوئے آنکھ کھلے اسی طرح فرض و نوافل نمازوں کے بعد کسی سے ملاقات کے وقت۔ ان تمام مواقع پر تلبیہ کہنا چاہیے، جتنا زیادہ کہے افضل ہے۔

☆ بلندی پر چڑھتے وقت تلبیہ کے ساتھ تکبیر (اللہ اکبر) ملانا مستحب ہے۔ نشیبی جگہ پر اترتے وقت تلبیہ کے ساتھ تسبیح (سبحان اللہ) ملانا مستحب ہے۔

☆ احرام باندھنے سے پہلے غسل کرتے ہوئے خوشبودار صابن استعمال کر سکتے ہیں۔ سر کو خوشبودار تیل لگا سکتے ہیں، لیکن خوشبو ایسی ہرگز نہ ہو جس کا وجود مشک اور کستوری کی طرح باقی رہتا ہو۔

☆ احرام کی کوئی چادر اگر ناپاک ہو جائے تو وہ بدلی جا سکتی ہے۔ ان چادروں کو اتار کر بدلنے سے آدمی احرام سے باہر نہیں آتا۔

☆ احرام باندھنے سے قبل حجامت، بنوانا، مونچھیں پست کروانا، ناخن کٹوانا، غیر ضروری بال صاف کرنا اور صابن خوب مل کر نہانا چاہیے۔

☆ اگر چند آدمی ساتھ ہوں تو کوئی ایک دوسرے کے تلبیہ پر تلبیہ نہ کہے۔ اس سے دل



منتشر اور پریشان ہو جاتے ہیں۔ ہر شخص اپنے طور پر تلبیہ پڑھے یعنی جماعتی طور پر کسی دوسرے شخص کی آواز پر آواز ملائے بغیر ہر شخص اکیلا اپنی آواز سے تلبیہ کہے کہ سنت یہی ہے لیکن یہ رواج ہو گیا ہے کہ ایک آدمی تلبیہ کہتا ہے اور بہت سارے لوگ اس کی تکرار کرتے ہیں چونکہ مسلم اُمہ کی اکثریت اس میں مبتلا ہے اس پر نکیر اور تکرار نہ کیا جائے، فساد کا اندیشہ ہے لہذا کسی پر نکتہ چینی نہ کی جائے۔

(احرام کی نیت کے بعد احرام کھلنے تک سر ڈھانپ کر نماز پڑھنا منع ہے۔ بعض لوگ حالت احرام کی نمازوں کو ننگے سر نماز پڑھنے کی دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں حالانکہ ان بے چاروں کو علم نہیں کہ یہ صرف احرام کی حالت کے لئے ہے نہ کہ نماز کے لئے)

☆ اس بات کا خاص طور پر خیال رہے کہ نیت اور تلبیہ کے بغیر احرام نہیں ہوتا۔

☆ تلبیہ پڑھنے کے بعد نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھیں اور دُعا کریں۔

کیونکہ حضرت عمارہ بن خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ اپنے باپ (حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہما) سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ جب تلبیہ سے فارغ ہوتے تو (تعلیم امت کے لئے)

سال اللہ رضوانہ والجنة واستعفاء برحمته من النار ”اللہ تبارک وتعالیٰ سے اس کی رضا اور جنت مانگتے اور اس کی رحمت کے وسیلہ سے آگ سے پناہ مانگتے۔“  
دعا یہ کلمات کے طور پر اس طرح پڑھ سکتے ہیں۔ اللھم انی اسئلك رضاك والجنة واعوذبك من غضبك والنار ”اے اللہ (جل جلالک) میں تجھ سے تیری رضا مندی اور جنت مانگتا ہوں اور تیری ناراضگی سے اور دوزخ سے پناہ مانگتا ہوں۔“ مستحب ہے کہ درود شریف اور دعا کو آہستہ پڑھا جائے۔ حضور نبی کریم ﷺ تلبیہ کے الفاظ ادا فرمانے کے بعد آہستہ آواز سے دعا فرماتے تھے۔ اسی لیے علماء فرماتے ہیں حج و عمرہ کرنے والے خوش نصیب حضرات تلبیہ کہہ کر آہستہ آواز سے درود شریف پڑھیں پھر دعائیں کریں اور ہر بار تین مرتبہ تلبیہ کہیں اور مسلسل کہیں۔ درمیان میں کوئی دنیاوی بات نہ ہو۔ بلکہ تلبیہ کہنے والوں



کو سلام بھی نہ کہیں کہ یہ مکروہ ہے۔ (مرآة جلد 4 ص 107)

- ☆ اگر کسی نے تلبیہ کہنے والے کو سلام کیا تو تلبیہ کہنے کے بعد جواب دے۔
- ☆ گونگا شخص منہ سے تلبیہ نہیں کہہ سکتا اس لیے اسے چاہیے تلبیہ کے الفاظ دل میں پڑھے اور ہونٹوں کو جنبش دے بائیں انداز کہ تلبیہ پڑھ رہا ہے۔
- ☆ احرام کے لئے نیت شرط ہے۔ اگر بغیر نیت لبیک کہا احرام نہ ہوا۔ یونہی تنہا نیت بھی کافی نہیں جب تک لبیک نہ کہے۔
- ☆ احرام باندھنے سے پہلے مسواک کریں اور وضو کریں اور اگر نہا نہ سکیں تو وضو ہی کافی ہے لیکن غسل کر لینا سنت ہے۔
- ☆ بچے بھی نہائیں اور سبھی مرد و عورت اور بچے باطہارت احرام باندھیں۔
- ☆ مرد چاہیں تو سر منڈوا لیں اس طرح احرام کی حالت میں بالوں کی حفاظت سے نجات ملے گی۔
- ☆ بچہ کی طرف سے احرام باندھا تو اس کے سلعے ہوئے کپڑے اتار لینے چاہیے۔ چادر اور تہبند باندھیں اور ان تمام باتوں سے بچائیں جو محرم کے لئے ناجائز ہیں۔
- ☆ مرد سلعے کپڑے اور موزے اتار دیں۔
- ☆ احرام کی حالت میں اپنا یا کسی دوسرے کا ہاتھ کپڑے کے بغیر اپنے سر یا ناک پر رکھنا اپنے سر پر دیگ، لگن، چار پائی یا خوانچہ وغیرہ اٹھانا جائز ہے۔
- ☆ احرام کی حالت میں خوشبودار منجن، ٹوتھ پیسٹ اور پاؤڈر استعمال نہ کریں۔ حدیث شریف میں ہے کامل حاجی وہ ہے جس کے بال بکھرے ہوں اور بدن اور کپڑے میلے ہوں۔
- ☆ احرام کی حالت میں خوشبودار صابن کے ایک بار استعمال سے صدقہ اور بار بار استعمال سے دم واجب ہو جاتا ہے۔
- ☆ احرام کی حالت میں کپڑے وغیرہ سے منہ پونچھنا جائز نہیں ہے کہ چہرے کو کپڑا لگتا ہے ہاتھ سے چہرہ پونچھنا جائز ہے۔



☆ مرد کو سر اور چہرہ کے علاوہ اور عورت کو صرف چہرہ کے علاوہ جسم کے باقی اعضاء کو کپڑے سے پونچھنا جائز ہے۔

☆ حالت احرام میں صرف خشکی کے جانور کا شکار کرنا منع ہے لیکن مرغی، بکری، گائے اور اونٹ وغیرہ حالت احرام میں حرم اور غیر حرم میں ذبح بھی کیے جاسکتے ہیں اور ان کا گوشت بھی کھایا جاسکتا ہے۔

ایک بڑا ضروری اور اہم فتویٰ

سوال: ایک شخص عازم بیت اللہ شریف ہے اور اس کو ایک عارضہ یہ ہے کہ قضائے حاجت کے بعد قطرات سرخ ایک گھنٹہ سے زائد برابر آیا کرتے ہیں۔ جب قطرات بند ہوں تب استنجا کر کے کپڑا پہنتا ہے تو ایسا شخص بغیر لنگوٹ نہیں رہ سکتا۔ احرام کیونکر باندھے۔ کیونکہ احرام کا کپڑا تو روز ناپاک ہوا کرے گا اور سبب پیری اور بیماری کے غسل سے بھی مجبور ہے تو کیا غسل کے بدلے میں صرف تیمم کر لے؟ موسم سرما میں چادر احرام کے علاوہ کوئی کمبل وغیرہ اوپر سے اوڑھ سکتا ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو سردی سے بچنے اور محفوظ رہنے کی کیا صورت ہے؟

جواب:- احرام میں لنگوٹ باندھنا مطلقاً جائز ہے جبکہ سلا ہوانہ ہو کہ سلے ہوئے کپڑے پہننے کی ممانعت ہے یا سر اور منہ چھپانے سے اور ان سلے لنگوٹ میں دونوں باتیں نہیں اور ایسی ضرورت شدیدہ کی حالت میں اگر لنگوٹ نا جائز بھی ہوتا تو اجازت دی جاتی ہے۔ ام المومنین (حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) نے سفر حج میں اپنے حاملان محمل کریم (یعنی کجاوہ اٹھانے والوں) کو ایک ضرورت خاصہ کے سبب تہہ بند کے نیچے جانگیا پہننے کی اجازت دی۔ (کمانی صحیح البخاری)

کمبل یا بانات (ایک قسم کا اونی دبیر اور گرم کپڑا جو ہر رنگ کا ہوتا ہے) یا اونی چادر وغیرہ بے سلے کپڑے اگرچہ دو چار ہوں۔ اوڑھنے کی اجازت ہے۔ بلکہ سوتے وقت اوپر سے روئی کا انگرکھا (ایک قسم کی مردانہ پوشاک جو خاص برصغیر کی ایجاد ہے) چغہ لبادہ چہرہ چھوڑ کر بدن پر ڈال لینا یا نیچے بچھا لینا بھی ممنوع نہیں بلکہ بیداری میں بھی انہیں کندھوں پر



ڈال سکتا ہے۔ جبکہ آستین میں ہاتھ نہ ڈالے نہ بند باندھے اور نہ ہی اور کسی ذریعے سے بندش کرے۔ بایں ہمہ (یعنی ان سب باتوں کے باوجود) ضعیف کمزور کو ایک تدبیر اور ملحوظ رہے تو انسب (یعنی مناسب) ہے تمتع کرے کہ تنہا حج کرنے سے افضل بھی ہے اور احرام کی مدت بھی کم ہوگی یعنی محاذات ”یلملم“ سے کہ سمندر میں عدنان سے آگے آئے گی (اور آج کل پاکستان سے لوگ ہوائی جہاز کے ذریعے ہی جاتے ہیں تو ہوائی جہاز میں داخل ہونے سے پہلے ایئرپورٹ پر ہی عمرے کا احرام باندھے۔ مکہ مکرمہ پہنچتے ہی طواف وسعی سے عمرہ بجا لا کر احرام کھول دے اب بلا تکلف 8 ذی الحجہ تک بلا احرام مکہ مکرمہ میں قیام کر سکتا ہے جو چاہے پہنچے اوڑھے سر پر عمامہ باندھے۔ 8 ذی الحجہ کو پھر حج کا احرام اوڑھے۔ منیٰ جائے عرفات اور مزدلفہ سے پلٹ کر دسویں تاریخ جب پھر منیٰ آئے گا اور جمرہ عقبہ کی رمی کر کے قربانی جو اس پر بوجہ تمتع واجب تھی بجالائے۔ اس کے بعد سر منڈوائے یا بال کتروائے۔ احرام کھل گیا۔ (مگر حاجی کو اپنی بیوی اس وقت تک حلال نہ ہوگی جب تک کہ طواف زیارت نہ کرے) جو کچھ احرام نے حرام کیا تھا (احرام کھلنے کے بعد) سب حلال ہو گیا تو یہ احرام پورے تین دن بھی نہ رہا۔ جنابت سے طہارت کے لئے تو آپ ہی تیمم کرے گا جبکہ نہانے پر قادر نہ ہو اور احرام کے وقت جو غسل مسنون ہے اس پر قدرت نہ ہو تو اس کے عوض تیمم مشروع نہیں کہ وہ غسل نظافت (یعنی پاکیزگی یا صفائی) کے لئے ہے نہ کہ طہارت کے لئے کہ طہارت تو حاصل ہے اور تیمم سے طہارت ہوتی ہے نہ کہ نظافت بلکہ بدن پر (مٹی کا) غبار لگنا خلاف نظافت ہے تو ایسا شخص اس غسل کے عوض کچھ نہ کرے۔

(فتاویٰ رضویہ شریف جلد 4 ص 666-667 سنی دارالاشاعت علویہ رضویہ ڈجلوٹ روڈ فیصل آباد)

### عورتوں کے لئے بیس مسائل

- 1 عورتیں احرام باندھنے سے قبل ناخن کاٹیں، غیر ضروری بال صاف کریں۔
- 2 حیض و نفاس کی حالت میں بھی احرام باندھنے کے لئے غسل کریں۔ اگر غسل نقصان کرے تو وضو کر کے قبلہ رو بیٹھ کر نیت کر کے تلبیہ پڑھیں۔ احرام کے لئے نماز نہ پڑھیں۔ احرام باندھنے کے بعد اگر عورت ایام سے ہو جائے تو احرام ختم نہیں ہوتا۔



احرام قائم رہتا ہے۔ احرام سے اسی وقت نکلے گی جب سارے ارکان ادا کر کے مقرر حد تک بال کٹالے۔

3 خواتین احرام کی حالت میں وضو کرتے وقت اپنے سر کے رومال کو سر سے پیچھے سر کا کر سر کے چوتھائی حصہ کو ننگا کر کے مسح کریں اگر رومال کے اوپر سے مسح کریں گی تو وضو نہ ہوگا۔

4 عورتیں غسل سے قبل نیل پالش اتار لیں۔

5 طواف کعبۃ اللہ کے لئے حیض و نفاس سے پاک ہونا اور با وضو ہونا واجب ہے۔

6 عورتیں زیب و زینت سے آراستہ ہو کر طواف نہ کریں۔

7 اگر عورتیں حجر اسود کو نہ چھو سکیں اور نہ ہی بوسہ دے سکیں تو اس صورت میں ان کا مردوں کے ساتھ مزاحمت کرنا جائز نہیں بلکہ ان کے لئے مناسب ہے کہ مردوں کے پیچھے طواف کرتی رہیں اس سے انشاء اللہ بھینٹ کی صورت میں قرب کعبۃ اللہ کی نسبت زیادہ اجر و ثواب ملے گا۔

8 عورتوں کو رمل اور اضطباع کا حکم نہیں ہے۔

9 دوران سعی صفا و مروہ سبز روشنیوں اور ستونوں کے درمیان عورتوں کو دوڑنے کا حکم نہیں۔ انہیں عام معمول کی رفتار کے مطابق چلنے کا حکم ہے۔

10 اگر عورت طواف خانہ کعبہ کے بعد حائضہ ہو جاتی ہے تو بایں حالت سعی نہیں کر سکتی ہے۔

11 عدت والی عورت ایام عدت میں حج و عمرہ کے لئے نہ جائے کیونکہ اس حالت میں عمرہ کے لئے جانا حرام ہے۔

12 بغیر محرم یا شوہر کے عمرہ کے لئے جانا جائز اور گناہ ہے۔

13 بعض عورتیں سمجھتی ہیں کہ بغیر محرم کے چند عورتوں کے ساتھ مل کر حج یا عمرہ کے لئے جانا درست ہے ان کا یہ خیال غلط ہے۔ یہ ممانعت جو ان اور بوڑھی ہر عورت کے لئے ہے۔



14 عورتیں احرام کے وقت سر پر کپڑا باندھ لیتی ہیں اور اس کو عورتوں کا احرام مشہور کر رکھا ہے یہ غلط ہے۔ اصل میں یہ سر کے بالوں کی حفاظت کے لئے باندھا جاتا ہے تاکہ سر کی اوڑھنی کے سرکنے سے بال نہ ٹوٹیں۔

15 پاکی کے غسل کے لئے سر سے رومال اتار کر غسل کریں اور بالوں کو پورے طور پر دھوئیں تاکہ جڑوں میں بھی پانی پہنچ جائے اور تمام بدن کو دھوئیں لیکن خوشبو والا صابن استعمال نہ کریں۔

16 طواف کے اختتام پر اگر مقام ابراہیم پر مردوں کی کثرت ہو تو دو رکعت واجب الطواف وہاں نہ پڑھے بلکہ مردوں کے ہجوم سے الگ حرم میں کسی دوسری جگہ پڑھے۔

17 اگر عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد عورت حائضہ ہو جائے تو حائضہ عورت مکہ مکرمہ پہنچ کر اپنی رہائش گاہ میں قیام کرے۔ مسجد حرام میں نہ جائے۔ (ایسے ہی ان ایام کی حالت میں مسجد نبوی شریف یا کسی بھی مسجد میں نہ جائے) اس عرصہ میں تلبیہ، تکبیر، تہلیل اور تسبیحات پڑھتی رہے جب ایام سے فارغ ہو جائے تو غسل کرے اور با وضو حرم شریف جا کر عمرہ کے افعال ادا کرے۔

18 اگر طواف کے دوران حیض سے ہو جائے تو طواف بند کر دے اور مسجد سے باہر آ جائے اور چونکہ سعی طواف کے تابع ہے اس لیے سعی بھی نہ کرے۔

19 احرام کی حالت میں سر چھپانا، سر پر بستریا لپچہ اٹھانا، غلاف کعبہ میں اس طرح داخل ہو جانا کہ وہ سر پر تو رہے مگر منہ پر نہ آئے، دستانے، موزے، سلے ہوئے کپڑے پہن سکتی ہے۔

20 حالت احرام میں شلوار اگر ناپاک ہو جائے تو دوسری شلوار پہن سکتی ہے۔

### طواف اور اس کے احکام و مسائل

خانہ کعبہ کے گرد سات پھیرے کرنے کو طواف کہتے ہیں۔ ہر پھیرے کو شوط کہتے ہیں۔ طواف حجر اسود سے شروع کیا جاتا ہے۔ اس کے لئے حاجی کو چاہیے کہ حجر اسود کے



سامنے اس طرح کھڑا ہو کہ اس کا داہنا کندھا حجر اسود کے بائیں کنارے کے مقابل اور حجر اسود اس کے داہنی طرف رہے۔ اب طواف کی نیت کرے۔  
طواف کتنی قسم کا ہوتا ہے:

طواف کی چار قسمیں ہیں:

- 1- طواف قدوم: ہر آفاقی کے لئے مسنون ہے جو حج افراد یا حج۔ قرآن کی نیت سے مکہ معظمہ میں داخل ہو۔ جہاں تک ہو سکے جلد از جلد طواف قدوم کرے۔
- 2- طواف زیارت: یہ حج کا رکن ہے۔ اس کو طواف فرض، طواف حج اور طواف رکن بھی کہتے ہیں۔ 10 ذی الحجہ کی صبح صادق کے بعد سے 12 ذی الحجہ تک ہو سکتا ہے۔ لیکن 10 ذی الحجہ کو کرنا احسن ہے۔
- 3- طواف وداع یا طواف صدر: بیت اللہ شریف سے رخصت ہوتے وقت کا طواف یہ طواف کرنا آفاقی پر واجب ہے۔

4- طواف عمرہ: عمرہ میں فرض ہے۔ اس میں رمل اور اضطباع ہے اور پھر سعی۔ ان کے علاوہ طواف کی تین قسمیں اور بھی ہیں۔

- 1- طواف نذر: طواف نذر اس پر واجب ہے جس نے طواف کی نذر مانی ہو۔
- 2- طواف تحیہ: طواف تحیہ مسجد الحرام میں داخل ہونے کے لئے مستحب ہے۔ لیکن اگر کوئی اور طواف کرے تو اس طواف کا قائم مقام ٹھہرے گا۔
- 3- طواف نفلی: نفلی طواف ہر وقت ہو سکتا ہے۔

یاد رہے!

طواف کی نیت کرنا۔ مسجد حرام میں خانہ کعبہ کے گرد طواف کرنا۔ یہ ہر طواف کے لئے شرط ہے۔

طواف حج کے لئے خاص وقت طواف سے پہلے احرام باندھنا اور وقوف عرفہ کرنا ضروری ہے۔



## واجبات طواف:

- 1- طہارت، حدث اکبر اور حدث اصغر سے پاک ہونا، با وضو ہونا۔
- 2- جسم کا جو جو حصہ چھپانا فرض ہے اس کو چھپانا۔
- 3- دائیں طرف سے طواف شروع کرنا، دروازے کی طرف چلنا۔
- 4- حطیم کو شامل کر کے طواف کرنا۔
- 5- ہر طواف (یعنی سات چکروں کے بعد) دو رکعت نماز پڑھنا۔

## محرمات طواف:

- طواف کرنے والوں کے لئے مندرجہ ذیل باتیں حرام ہیں۔
- 1- حدث اکبر یعنی جنابت، حدث اصغر یعنی بے وضو یا حیض و نفاس کی حالت میں طواف کرنا۔
  - 2- طواف کے دوران حطیم کے بیچ سے گزرنا۔
  - 3- حجر اسود کے علاوہ کسی اور جگہ سے طواف شروع کرنا۔
  - 4- بیت اللہ شریف کی طرف سینہ کر کے طواف کا کچھ بھی حصہ ادا کرنا۔ (لیکن جب حجر اسود کے سامنے پہنچے تو ٹھہرنے کی حالت میں حجر اسود کی طرف منہ کرنا جائز ہے)
  - 5- طواف میں جو چیزیں واجب ہیں ان میں سے کسی کو ترک کرنا۔

## 19 مکروہات طواف

- 1- طواف کے دوران فضول، بے ضرورت اور بے فائدہ بات چیت کرنا، 2-
- خرید و فروخت کرنا یا خرید و فروخت کے متعلق گفتگو کرنا، 3- بلند آواز سے ذکر یا دعا کرنا، 4-
- ناپاک کپڑوں میں طواف کرنا، 5- جس طواف میں رمل اور اضطباع سنت ہے اس طواف میں رمل اضطباع کو بلا عذر ترک کرنا، 6- حجر اسود کا استلام نہ کرنا، 7- حجر اسود کے بالمقابل آئے بغیر ہاتھ اٹھانا، 8- طواف کے چکروں میں زیادہ وقفہ کرنا، کسی کام میں مشغول ہونا،
- 9- طواف کرتے ہوئے ارکان بیت اللہ پر (یعنی رکن عراقی، رکن یمانی وغیرہ) یا کسی اور جگہ



دعا کے لئے کھڑا ہونا' 10- دوران طواف کھانا کھانا' 11- دو یا زیادہ طواف کو اکٹھا کرنا اور ان کے بیچ میں دو گانہ واجب الطواف نہ پڑھنا' 12- خطبہ کے وقت طواف شروع کرنا' 14- دونوں ہاتھ طواف کی نیت کے وقت بلا تکبیر اٹھانا' 15- طواف کی حالت میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھانا یا نماز کی طرح ہاتھ باندھنا' 16- پیشاب یا اجابت کے تقاضے یا ریح کے غلبہ کے وقت طواف کرنا' 17- بھوک یا غصہ کی حالت میں طواف کرنا' 18- بلا عذر جوتے پہن کر طواف کرنا۔ 19- حجر اسود اور رکن یمانی کے علاوہ کسی اور جگہ استلام کرنا۔

### طواف کے 34 مسائل:

- 1- حجر اسود سے حطیم کی طرف چلتے ہوئے طواف شروع ہوتا ہے۔
- 2- حجر اسود سے حجر اسود تک ایک چکر شمار ہوتا ہے اور سات چکروں کے بعد ایک طواف پورا ہوتا ہے۔
- 3- نیت فرض ہے نیت کے بغیر طواف نہیں۔
- 4- طواف کے پھیروں میں شک ہو کہ کتنے ہوئے تو اگر فرض یا واجب ہے تو نئے سرے سے کرے اور اگر ساتھ چلنے والے کسی عادل نے بتا دیا کہ اتنے پھیرے ہوئے تو اس کے قول پر عمل کر لینا بہتر ہے۔
- 5- مریض بوڑھے اور کمزور کو طواف کرایا اور ساتھ ہی اپنے طواف کی بھی نیت کر لی تو دونوں کے طواف ہو گئے اگرچہ دونوں کے دو (مختلف) قسموں کے طواف ہوں (فرض یا واجب)۔
- 6- طواف کرتے کرتے نماز جنازہ یا نماز فرض یا نیا وضو کرنے کے لئے چلا گیا تو واپس آ کر اس پہلے طواف پر بنا کرے یعنی جتنے پھیرے رہ گئے ہیں انہیں مکمل کر لے طواف پورا ہو جائے گا۔ نئے سرے سے شروع کرنے کی ضرورت نہیں۔
- 7- رمل صرف پہلے تین پھیروں میں سنت ہے اگر پہلے میں نہ کیا تو باقی دوسرے اور تیسرے میں کرے۔ اگر پہلے تین میں نہ کیا تو باقی چار میں نہ کرے۔
- 8- رمل اس طواف میں سنت ہے جس کے بعد سعی ہو۔



9- طواف کے ساتوں پھیروں میں اضطباع سنت ہے۔

10- اضطباع اسی طواف میں ہے جس میں سعی ہو۔

11- دوران طواف عورتوں کو دیکھنے اور بری نگاہ کرنے سے خصوصی طور پر پرہیز کرے۔

12- عمرہ کرنے والے کا تلبیہ پڑھنا طواف شروع کرتے وقت ختم ہو جاتا ہے اس لیے

اب تلبیہ نہ پڑھے۔

13- حجر اسود کا استلام کرے تو ایک بات اچھی طرح یاد رکھے کہ استلام کے وقت ہجوم کے

دھکوں کی وجہ سے لوگ اپنی جگہ سے آگے پیچھے ہو جاتے ہیں۔ اس وقت چہرہ اور سینہ

بیت اللہ شریف کی طرف ہونے کی صورت میں بیت اللہ شریف کے دروازے کی

طرف نہ بڑھے ورنہ ایسی حالت میں سمجھا جائے گا کہ طواف کی اتنی مقدار بیت اللہ

شریف کی طرف سینہ اور چہرہ کر کے کیا گیا ہے۔ اگر ایسا ہو جائے تو پچھلے پاؤں لوٹے

کہ بایاں کندھا بیت اللہ شریف ہی کی طرف رہے اور اتنے حصہ کا اعادہ کرے۔ ہجوم

میں اس طرح اعادہ کرنا مشکل ہو تو ایسی حالت میں طواف کے اس خاص چکر کو دوبارہ

کرے ورنہ جزا لازم ہو جائے گی۔ اسی طرح یہ بھی خیال رہے کہ ہجوم کے وقت

حجر اسود کو بوسہ نہ دیں بلکہ دور ہی سے اشارہ سے استلام کریں۔

14- لوگ حجر اسود کو خوشبو لگاتے رہتے ہیں۔ اگر کسی شخص نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور اس کے

منہ اور ہاتھ کو بہت سی خوشبو لگ گئی تو دام واجب ہوگا اور اگر تھوڑی لگی تو صدقہ یعنی

پونے دو کلو گیہوں خیرات کرنا واجب ہوگا اس لیے احرام کی حالت میں اس کو نہ تو

ہاتھ لگائے اور نہ ہی بوسہ دے بلکہ ہاتھوں سے اشارہ کر کے ہاتھوں کو بوسہ دے

لے۔

15- طواف کرتے وقت خوب دھیان رہے کہ بیت اللہ شریف پر تجلیات ربانی کا نزول ہو

رہا ہے اور اس سے وہ تجلیات ہماری طرف آرہی ہیں۔ جتنا اچھا اور توجہ سے طواف

کرے گا تجلیات زیادہ سے زیادہ فائض ہوں گی۔

16- حطیم کو شامل کر کے طواف کرنا واجب طواف میں سے ہے اور طواف کے دوران حطیم



کے بیچ سے گزرنا ناجائز ہے۔ ایسا ہونے کی صورت میں اس خاص چکر کو دوبارہ ادا کرنا لازم ہے ورنہ جزا لازم ہوگی۔

17- طواف میں چھوٹے قدم رکھنا مستحب ہے اور طواف کے چکروں میں زیادہ فاصلہ کرنا خواہ ایک دفعہ ایسا کرے یا کئی دفعہ کرے مکروہ ہے۔ فاصلہ سے مراد طواف کے سات چکروں کے درمیان وقفہ کرنا، کسی اور کام میں مشغول ہو جانا ہے۔

18- مستحب ہے کہ ہر کام جو خشوع اور عاجزی کے منافی ہو، اس کو ترک کر دے، مثلاً بلا ضرورت ادھر ادھر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر دیکھنا۔ کوہے یا گدی وغیرہ پر ہاتھ رکھنا، منہ پر ہاتھ رکھنا، ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کرنا وغیرہ۔ اس کے علاوہ دیکھنے میں آیا ہے کہ بہت سے لوگ طواف میں ایک دوسرے کے پیچھے دوڑتے بھاگتے ہیں۔ یہ بات طواف کے آداب کے خلاف ہے۔ طواف میں اطمینان و سکون اور وقار سے چلنا چاہیے۔

19- چاہئے کہ طواف کے دوران اپنی نگاہ کو اپنے چلنے کی جگہ کے علاوہ ادھر ادھر نہ گزارے جیسا کہ نماز کی حالت میں اپنے سجدہ کی جگہ سے آگے نظر نہیں گزاری جاتی۔ طواف کی دعاؤں کیساتھ ساتھ درود شریف پڑھنا۔ کیونکہ درود شریف افضل عبادت ہے۔ بیت اللہ شریف کے ارکان کے نزدیک درود شریف پڑھنا اور بھی افضل ہے۔

20- طواف کے دوران نہ تو دعا کی طرح ہاتھ اٹھائے جائیں اور نہ ہی نماز کی طرح ہاتھ باندھے۔

21- طواف میں اذکار اور دعاؤں کا آہستہ پڑھنا مستحب ہے۔ اس طرح پڑھے کہ دوسروں کے پڑھنے میں خلل نہ پڑے، لیکن اگر زور سے پڑھنے کی وجہ سے دوسروں کو پریشانی اور خلل واقع ہو تو آہستہ پڑھنا واجب ہو جائے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ معلموں کا بلند آواز سے پکارنا جو لوگوں کو دعا پڑھانے کے لئے ہوتا ہے، اچھا نہیں ہے۔

22- طواف میں دعا پڑھنا، قرآن مجید کی تلاوت سے افضل ہے۔

23- طواف کے چکروں میں ہر چکر کے اجزاء کا لگاتار ہونا، سنت مؤکدہ ہے، اس لیے



طواف کرتے ہوئے کسی عذر کے بغیر کہیں نہ ٹھہرے۔ ارکان بیت اللہ شریف پر یا مطاف کی کسی اور جگہ پر دعا کے لئے کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ اس لیے کہ یہ طواف کی اجزاء کے لگاتار ہونے کے خلاف ہے۔

24- رکن یمانی پر پہنچے تو اس کو دونوں ہاتھوں سے یا صرف داہنے ہاتھ سے چھونا مستحب ہے۔ لیکن خیال رہے کہ پاؤں اپنی جگہ پر رہیں اور سینہ اور قدم بیت اللہ شریف کی طرف نہ ہو۔ اس کو بوسہ دینا یا صرف بائیں ہاتھ سے چھونا خلاف سنت ہے اگر ہاتھ لگانے کا موقع نہ مل سکے تو اس طرف اشارہ نہ کرے ایسے ہی گزر جائے اور یہی بہتر ہے عام لوگ رکن یمانی کو ہاتھ لگاتے وقت آداب طواف کا خیال نہیں کرتے۔

25- حجر اسود کے سامنے استلام کے وقت ہر بار تکبیر کہنا مطلقاً سنت ہے یعنی شروع میں بھی اور ہر چکر میں بھی پس ہر بار یہ کہے۔ اللہ اکبر لا الہ الا اللہ والصلوة والسلام علی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

26- خیال رہے کہ شروع طواف اور ختم طواف ملا کر حجر اسود کا آٹھ مرتبہ استلام ہوتا ہے۔ اول طواف شروع کرتے وقت اور آٹھواں (آخری چکر کے بعد) پہلی اور آٹھویں مرتبہ بالاتفاق سنت مؤکدہ ہے۔ باقی میں بعض کے نزدیک سنت ہے اور بعض کے نزدیک مستحب ہے۔ استلام نہ کرنا مکروہات طواف میں سے ہے۔ اس لیے کراہت سے بچتے ہوئے ہر چکر پر استلام کرے۔

27- شدید گرمی اور بارش کی حالت میں طواف کرنے کی زیادہ فضیلت ہے۔ بعض اہل ذوق ان اوقات کا انتظار کرتے ہیں۔ بعض ہر نماز کے بعد کرتے ہیں۔ بعض مجمع کو پسند کرتے ہیں کہ معلوم نہیں کس کی برکت سے ہمارا طواف اور ہماری دعائیں قبول ہو جائیں۔ رحمت الہی کسی کی طرف متوجہ ہو اور ہم بامراد اور کامیاب ہو جائیں۔

28- یوں تو بیت اللہ شریف کو دیکھنا ایک عبادت ہے، لیکن طواف میں چلنے کی حالت میں بیت اللہ شریف کی طرف منہ کرنا محرمات طواف میں سے ہے۔ اکثر لوگ اس طرف توجہ نہیں کرتے اور طواف میں جہاں چاہتے ہیں بیت اللہ کی طرف منہ کر لیتے ہیں



بلکہ اکثر ناواقف لوگ طواف کرتے ہوئے بیت اللہ شریف کو دیکھتے ہوئے اور اس کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے چلتے ہیں۔ بیت اللہ شریف کی طرف منہ کرنا صرف حجر اسود کی استقبال کے وقت جائز ہے۔

29- بعض لوگ دوران طواف غلاف کعبہ سے لپٹ کر اس کو بوسہ دینے لگتے ہیں۔ اول تو یہ طواف کے تمام اجراء کے لگاتار ہونے کے خلاف ہے۔ دوسرے یہ کہ ایسا کرنے سے سینہ بیت اللہ شریف کی طرف ہو جائے گا اور جیسا کہ پیچھے لکھا جا چکا ہے یہ ممنوع ہے اس سے پرہیز کریں۔

30- دوران طواف بیت اللہ شریف کی طرف پیٹھ کرنا مکروہ تحریمی ہے جو حرام کے زمرہ میں آتا ہے۔ اگر ایسا ہو جائے تو اس خاص حصہ کا اعادہ واجب ہے لیکن بہتر ہے کہ پورے چکر کو دوبارہ کرے۔ اعادہ نہ کرنے کی صورت میں جزا لازم ہو جائے گی۔

31- اگر طواف رمل کے ساتھ شروع کیا اور ایک دو چکروں کے بعد اتنا ہجوم ہو گیا کہ رمل نہیں کر سکتا تو رمل کو موقوف کرے اور طواف پورا کرے۔

32- اکثر لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ طواف اس وقت تک مکمل نہیں ہو گا جب تک کتابوں میں لکھی ہوئی ہر چکر کی الگ الگ دعائیں نہ پڑھی جائیں۔ یہ خیال غلط ہے۔ طواف کے لئے نیت شرط ہے۔ اس کے بعد بالکل خاموش رہنا اور کچھ نہ پڑھنا بھی جائز ہے۔

33- طواف کے بعد اگر سعی نہ ہو تو پھر نماز طواف سے پہلے ملتزم پر حاضری دینا سنت ہے۔ اگر طواف کے بعد صفا و مروہ کی سعی نہ ہو تو پھر نماز طواف کے بعد ملتزم پر حاضری دیں۔

34- اگر طواف کرنے والے کو کوئی دعایا نہ ہو تو ہر چکر میں درود شریف ہی پڑھے۔ (اس پر ایک ایمان افروز واقعہ روض الفائق کے حوالے سے تبلیغی نصاب فضائل ص 791 پر حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے دیکھا جا سکتا ہے)



## صفا و مروہ کے درمیان سعی کے احکام و مسائل

سعی کا لغت میں معنی دوڑنا ہے اور شریعت کی اصطلاح میں خاص طریقے سے صفا و مروہ کے درمیان سات چکر لگانے کو سعی کہتے ہیں اس کے بعد کچھ واجبات ہیں اور کچھ مکروہات و مسائل ہیں جن میں سے کچھ مندرجہ ذیل ہیں۔

### واجبات سعی:

یاد رہے! 1- سعی کا ایسے طواف کے بعد ہونا جو جنابت و حیض و نفاس (حدث اکبر) سے پاک ہو، 2- سعی کے سات چکر پورے کرنا سعی کے پہلے چار چکر (رکن) فرض ہیں اور بعد کے تین چکر واجب ہیں۔ 3- اگر کوئی عذر نہ ہو تو سعی میں پیدل چلنا، 4- عمرہ کی سعی کا احرام کی حالت میں ہونا، 5 صفا اور مروہ کے درمیان پورا فاصلہ طے کرنا، 6- ترتیب یعنی صفا سے شروع اور مروہ پر ختم کرنا۔

### مکروہات و مسائل سعی:

- 1- سعی کرتے وقت اس طرح بات چیت کرنا جس سے حضور قلب نہ رہ سکے یا اذکار اور دعائیں پڑھنے کے مانع ہو یا تسلسل ترک ہو جائے
- 2- سعی کے مختار وقت میں بلا عذر تاخیر کرنا
- 3- ستر عورت ترک کرنا یعنی جسم کا جو جو حصہ چھپانا فرض ہے اس کو نہ چھپانا۔
- 4- سعی: میلین اخضرین کے درمیان تیزی سے نہ چلنا، 5 سعی کے پھیروں میں بلا عذر زیادہ وقفہ (تفریق) کرنا، کیونکہ یہ موالات (پے درپے) ہونے کے خلاف ہے اور موالات سنت ہے۔

مسئلہ: دوران سعی کلمہ توحید یعنی چوتھا کلمہ بار بار پڑھیں۔

مسئلہ: سعی کرتے وقت صفا اور مروہ پہاڑیوں پر کھڑے ذکر الہی، دعا اور درود شریف کا ورد کرنا چاہئے۔ ہتھیلیوں کو قبلہ شریف کی طرف کرنا، ہاتھ لہرانا یا کانوں تک تین بار ہاتھ کر کے چھوڑ دینا غلط ہے۔



اس طواف اور سعی کے بعد ”حج تمتع“ اور ”عمرہ کرنے والے“ سرمنڈوا کر یا بال کترا کر احرام کھول دیں ان کا عمرہ ادا ہو گیا۔ عورتیں انگلی کے صرف ایک پورے کے برابر بال کتروائیں۔

مسئلہ: بعد ازاں مستحب ہے کہ دو نفل مسجد الحرام میں کسی جگہ پڑھ لیں۔

مسئلہ: دوران سعی نماز پنجگانہ کی جماعت اور نماز جنازہ میں شامل ہونا قضاے حاجت اور وضو کے لئے وقفہ کر لینا جائز ہے نیز کھانے پینے کے لئے تھوڑا سا وقفہ کرنا بھی جائز ہے۔

مسئلہ: کمزور، بوڑھے، مریض اور حاملہ عورتیں ٹھہر ٹھہر کر سعی کر سکتے ہیں۔ یعنی صفا و مروہ یہ یا درمیان میں کہیں آرام کے لئے رک سکتے ہیں۔

مسئلہ: ”حج تمتع“ والے عمرہ کے بعد احرام کھول لیں گے پھر انھوں نے الحجہ کے حج کا احرام باندھیں گے اور حج کے جملہ افعال ادا کریں گے۔

### منیٰ اور وقوف عرفہ کے مسائل

آٹھ اور نو ذی الحجہ کی درمیانی رات کا کچھ حصہ میدان منیٰ میں ذکر و اذکار کے اندر گزار کر با وضو سو جائیں اور نو ذی الحجہ کی فجر میدان منیٰ ہی میں ادا کریں یہاں تک کہ سورج نکل آئے۔ (نصب الرایہ ص 49 ج 3)

یاد رہے کہ منیٰ میں تین کام سنت ہیں

- 1- پانچ نمازیں ادا کرنا
  - 2- آٹھ اور نو ذی الحجہ کی درمیانی رات منیٰ میں گزارنا
  - 3- نو ذی الحجہ کا سورج طلوع ہونے کے بعد میدان عرفات کی طرف روانہ ہو جانا۔
- میدان عرفات میں نو ذی الحجہ کو زوال کے بعد سے لے کر غروب آفتاب تک یا دس ذی الحجہ کی صبح صادق تک ٹھہرنا اگرچہ تھوڑی ہی دیر کے لئے ہو یہ ضروری بلکہ حج کا رکن اعظم ہے۔ اس سے پہلے عرفات سے نکل جانا نہ صرف جرم ہے بلکہ دم کو بھی لازم کر دے گا، بہتر اور افضل یہ ہے کہ با ادب اور قبلہ رو ہو کر وقوف کیا جائے۔



## وقوف عرصہ کی سنتیں

1- غسل کرنا (مگر صابن استعمال نہ کرے اور نہ میل اتارے، غسل کی سہولت نہ ہو تو صرف وضو کر لے) 2- دونوں خطبوں کی حاضری 3- ظہر و عصر کی نمازیں ملا کر پڑھنا بشرط مندرجہ بالا 4- روزے سے نہ ہونا 5- باوضو ہونا 6- نمازوں کے بعد فوراً وقوف کرنا (بعض لوگ پہاڑ پہ چڑھ کر رومال ہلاتے دیکھے گئے ہیں حالانکہ یہ وقت اس قسم کی تفریح کا نہیں بلکہ اپنے عیبوں پر شرمندگی اور گریہ و زاری کا اور دعاؤں کی قبولیت کا ہے نہ کہ ہنس ہنس کر کیمرے کے سامنے ہاتھ لہرانے کا جیسا کہ دیکھا گیا ہے بدنگاہی تو ہمیشہ ہر حال میں حرام ہے چونکہ عورتوں کو منہ ننگ رکھنے کا حکم ہے لہذا خبردار اس موقع پر بدنگاہی میں مبتلا ہو کر کہیں حج کی قبولیت سے محروم نہ ہو جانا، یقین جانو کہ وہاں پہ حاضر ہونے والیاں بڑے غیرت والے بادشاہ کی باندیاں ہیں۔ یوں سمجھو کہ شیر کا بچہ شیر کی بغل میں ہو تو کون اس کی طرف بری نظر سے دیکھ سکتا ہے بلا تشبیہ و تمثیل اس واحد وقہار کی کنیریں اس کے دربار خاص میں خاص وقت میں حاضر ہیں)

## مسائل مزدلفہ

ارشاد باری تعالیٰ ہے

فاذا قضيتم من عرفات فاذكروا الله عند الشعر الحرام واذكروه

كما هداكم وان كنتم من قبله لمن الضالين (البقرہ: 198)

پس جب تم عرفات سے واپس آؤ تو مشعر حرام (یعنی مزدلفہ) کے پاس اللہ

تعالیٰ کا ذکر کرو اور اس کو اس طرح یاد کرو کہ جیسے اس نے تمہیں بتایا ہے اور بے

شک تم اس سے پہلے گمراہوں میں سے تھے۔

نو ذی الحجہ کو میدان عرفات سے غروب آفتاب کے وقت مزدلفہ کی طرف روانگی لازم

ہے اور مغرب و عشاء کی نمازیں مزدلفہ ہی میں ایک آذان اور ایک اقامت سے ادا کی

جائیں گی۔ یہ رات چونکہ بہت فضیلت والی ہے بلکہ شب قدر سے بھی افضل ہے لہذا بہتر یہ

ہے کہ جاگ کر ذکر و عبادت اور دعاؤں میں گزار دی جائے۔ یہیں سے کسی تھیلی یا لفافے میں



مطلوبہ تعداد میں کنکریاں کھجور کی کٹھلی کے برابر محفوظ کر لی جائیں۔

☆ وادی محسر (جسے آج کل وادی النار بھی کہا جاتا ہے اس جگہ یہ نشان لگایا گیا ہے) کے علاوہ تمام مزدلفہ ٹھہرنے کی جگہ ہے۔ وادی محسر وہ جگہ ہے جہاں اصحاب فیل پہ عذاب نازل ہوا۔ اس لیے یہاں سے تیزی کے ساتھ نکل جانے کا حکم دیا گیا۔

☆ کوئی شخص اگر فجر کی نماز میں وقوف کی نیت کر لیتا ہے یا راستہ میں ہی چلتے چلتے نیت کر لی، تسبیح و تہلیل اور تلبیہ و تکبیر کر لیا تو اس کا واجب ادا ہو جائے گا۔

### رمی جمار کے مسائل

وقوف مزدلفہ سے فارغ ہو کر منیٰ کو روانگی ہوگی اور وہاں پہنچ کر سب سے پہلے جمرۃ العقبہ (بڑے شیطان) کو سات کنکریاں ماری جائیں گی۔ اس کا طریقہ یہ ہوگا کہ انگوٹھے اور شہادت کی انگلی سے کنکری پکڑی جائے اور بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ماری جائے۔ ایک ایک کر کے کنکری ماری جائے اگر ساتوں ایک ہی بار ماریں تو ایک ہی شمار ہوگی۔ کنکری مارتے وقت جمرہ کے اتنا قریب کھڑا ہو کہ کنکری جمرہ تک پہنچے یا اس سے تین ہاتھ تک کے فاصلے پر گرے ورنہ رمی شمار نہ ہوگی۔ پہلی کنکری پر ہی لبیک (تلبیہ) کہنا ختم کر دیا جائے اور جب سات کنکریاں پوری ہو جائیں تو وہاں ٹھہرے بغیر فوراً چل پڑے اور واپسی پر ذکر و دعا کرتا رہے۔ اگرچہ پے درپے کنکر مارنا شرط نہیں مگر وقفہ کرنا خلاف سنت ضرور ہے۔ (شامی)

جمرہ کے پاس سے کنکری اٹھانا مکروہ ہے کیونکہ وہ کنکریاں مردود ہیں جو قبول ہو جاتی ہے اٹھالی جاتی ہے۔ (ایضاً)

نجس کنکری سے رمی مکروہ ہے۔ اگر اس کا پاک و پلید ہونا معلوم نہ ہو تو دھو لینا مستحب ہے اور بغیر دھوئے بھی رمی کر لی تو بلا کراہت جائز ہے۔ میٹگی سے رمی کرنا جائز نہیں ہے اور اگر کوئی چیز زمین کی جنس سے ہے تو جائز ہے یعنی جن اشیاء سے تیمم ہو سکتا ہے اس سے رمی بھی ہو سکتی ہے یہاں تک کہ مٹی سے بھی لیکن مٹی پھینکی تو ایک کنکری کے قائم مقام ہوگی۔ موتی، عنبر، مشک اسی طرح سونے چاندی سے رمی جائز نہیں کہ یہ تو نچھاور ہے نہ کہ رمی (مارنا)



یاد رہے مرد و عورت پر رمی کرنا واجب ہے بلا عذر ترک کرنے سے دم واجب ہوگا اور بلا عذر کسی کو اپنا نائب بنا کر اس سے رمی کروانا بھی جائز نہیں عذر یہ ہے کہ شدید بیماری ہو یا کمزوری و بڑھاپا ہو یا ایسی بیماری ہے کہ سواری پہ سوار ہوگا تو بیماری و تکلیف بڑھ جانے کا قوی اندیشہ ہے اور جس کو نائب بنائے اس کے لئے مستحب یہ ہے کہ پہلے اپنی طرف سے رمی کرے اور پھر دوسرے کی نیت سے۔

پہلے دن مردوں کے لئے جمرہ عقبہ کو کنکر مارنے کا وقت زوال تک ہے اور زوال سے غروب آفتاب تک بھی جائز ہے۔ عورتوں اور مردوں کے لئے غروب آفتاب کے بعد بھی رمی جائز ہے ہاں اس وقت مردوں کے لئے مکروہ ہے۔ دس ذی الحجہ کا پہلا واجب وقوف مزدلفہ تھا، دوسرا جمرۃ العقبہ کی رمی ہے جبکہ تیسرا واجب قربانی ہے اور یہ قربانی عید والی نہیں بلکہ حج کے شکرانے کی ہے جو قارن و متمتع کے لئے تو واجب ہے اور حج افراد کرنے والے کے لئے مستحب ہے لہذا قارن و متمتع قربانی کرنے سے پہلے حلق یا قصر کروائیں گے تو دم واجب ہو گا۔ لیکن اگر کوئی قارن و متمتع قربانی کی طاقت نہیں رکھتا تو دس روزے رکھے گا، تین نو ذی الحجہ سے پہلے اور سات ایام حج کے بعد اگر یوم عرفہ سے پہلے تین روزے نہ رکھے تو اب لازماً قربانی ہی کرنا ہوگی۔ اس قربانی کے وہی احکام و مسائل ہیں جو عید الاضحیٰ کی قربانی کے ہیں۔

### قربانی کا بیان

اس بارے میں حصول برکت کے لیے پہلے چند احادیث ملاحظہ ہوں:

☆ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من وجد سعة لان یضحی فلم یضح فلا یحضر مصلانا۔ رواہ الحاکم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی قربانی کرنے کی استطاعت رکھتا ہو پھر بھی قربانی نہ کرے وہ ہماری مسجد (عید گاہ) میں نہ آئے۔ اسے حاکم نے روایت کیا ہے۔



☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بحدا الشفار وان تواری عن البھائم وقال اذا ذبح احدکم فلیجهز (ابن ماجہ)

حضور علیہ السلام نے حکم دیا کہ قربانی کرتے وقت چھری کو خوب تیز کرو اس کو جانور سے چھپا کر رکھو اور ذبح کرتے وقت جلدی کرو۔

☆ عن ام سلمة رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا داخل العشر فاراد احدکم ان یضحی فلا یبس من شعره ولا من بشره شیئا (رواہ مسلم)

حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا! جب کوئی شخص دسویں ذی الحجہ کو قربانی دینے کا ارادہ رکھتا ہو تو وہ اپنے جسم کے کسی بھی حصے سے نہ بال کاٹے اور نہ ناخن۔

☆ حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا! ما انفقت الورق فی شیء افضل من بحیرة فی یوم عید

(دارقطنی)

قربانی کے دن قربانی پر خرچ کرنا دوسرے کاموں پر خرچ کرنے سے افضل ہے۔

☆ عن عطاء بن یسار قال سالت ابا ایوب الانصاری کیف کانت الضحایا فیکم علی عهد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کان الرجل فی عهد النبی صلی اللہ علیہ وسلم یضحی بالشاة عنہ وعن اهل بیتہ رواہ ابن ماجہ والترمذی وصححه۔

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تم لوگ قربانی کس طرح دیا کرتے تھے تو انہوں نے کہا کہ عہد رسالت میں ہر آدمی اپنی طرف سے اور



اپنے گھر والوں کی طرف سے ایک ہی قربانی دیا کرتا تھا۔ اسے ابن ماجہ اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسے صحیح کہا ہے۔

☆ عن انس رضی اللہ عنہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
یوم النحر من کان ذبح قبل الصلوة فلیعد متفق علیہ۔  
حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الاضحیٰ کے روز فرمایا  
جس نے نماز سے قبل جانور ذبح کر دیا۔ اسے دوبارہ قربانی دینی چاہیے۔ اسے  
بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

☆ عن زید بن ارقم رضی اللہ عنہ قال قلت او قالو! یا رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم ما هذه الاضاحی؟ قال سنة ابيکم ابراهیم قالوا مالنا منها؟  
قال بكل شعرة حسنة قالو فالصوف؟ قال بكل شعرة من  
الصوف حسنة۔ رواه احمد وابن ماجه۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے یا لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم یہ قربانیاں کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی  
سنت ہے“ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
ہمیں قربانی کرنے پر کتنا اجر ملتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جانور کے ہر بال  
کے بدلے میں ایک نیکی ملتی ہے“۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، اون کے  
بارے میں کیا حکم ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”اون کے ہر بال کے بدلے میں  
بھی ایک نیکی کا ثواب ہے۔ اسے احمد اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

☆ عن انس قال ضحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکبشین املحین اقرنین  
ذبحهما بیدہ و سعی و کبر قال رایتہ واضعاً قدمہ علی صفاحہما  
و یقول (بسم اللہ واللہ اکبر) متفق علیہ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سفید سینگوں والے دنبے  
ذبح کیے۔ میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا پاؤں اس کی گردن پر رکھے ہوئے



تھے اور بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر اپنے ہاتھ سے ذبح فرما رہے تھے (یہ حدیث متفق علیہ ہے)

### قربانی پہ ایک تقریر

امام شافعی، مالک، احمد اور صاحبین (امام محمد اور ابوسف) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے نزدیک قربانی سنت موکدہ ہے جبکہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ قربانی کو واجب قرار دیتے ہیں اور آپ کی دلیل یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے مدینہ شریف میں پورے دس سال اس پر مواظبت فرمائی ہے جو کہ وجوب کی دلیل ہے۔ نیز! ایک شخص نے نماز عید سے قبل قربانی دی تو آپ نے اس کو اعادہ یعنی دوبارہ قربانی کرنے کا حکم دیا۔

باوجود اس کے کہ حضور علیہ السلام کے گھر میں کئی کئی دن فاقہ رہتا مگر ہر سال قربانی کا عمل اس محبت و شوق سے فرماتے کہ حدیث شریف میں ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا اراد ان یضحی  
اشتری بکبشین عظیمین سبیین اقرنین املحین موجوءین و فی  
روایۃ فحیل یا کل فی سوادو ینظر فی سوادو یشی فی سواد  
کہ جب حضور علیہ السلام قربانی کا ارادہ فرماتے تو دو دبے موٹے تازے  
سینگوں والے، خصی، خوبصورت خریدتے اور ایک روایت میں ہے کہ ایسا جانور  
جو سیاہی میں کھاتا، دیکھتا، چلتا یعنی منہ آنکھیں اور پاؤں سیاہ والا جانور۔  
(فحیل: کریم، سمین: مختار یعنی انتہائی طاقتور و خوبصورت)

نبی کریم علیہ السلام ایک قربانی اپنی طرف سے اور دوسری اپنی امت کے وہ  
لوگ جو قربانی کی استطاعت نہیں رکھتے ان کی طرف سے دیتے۔ اس کو ذبح  
کرتے ہوئے آپ کی زبان اقدس پہ یہ الفاظ بھی ہوتے۔ اللہم هذا عمن  
لم یضح من امتی۔ اے اللہ! یہ میری امت کے ان لوگوں کی طرف سے  
ہے جو قربانی نہیں کر سکتے۔ نصیب ہے وہ امتی کہ جو قربانی کرنے کا جذبہ تو رکھتا  
ہے مگر استطاعت نہیں رکھتا کہ اس کی طرف سے خود حضور علیہ السلام قربانی کر



گئے ہیں اور کسی کی قبول ہو یا نہ ہو اس کی تو قبول ہی قبول ہے کہ حضور نے اپنے ہاتھوں سے دی ہے۔

جن کے لب پر رہا امتی امتی یا دانکی نہ بھولو نیازی کبھی وہ کہیں امتی تو بھی کہہ یا نبی میں ہوں حاضر تیری چاکری کے لئے حضور علیہ السلام نے قربانی کرتے ہوئے یہ بھی کہا۔

اللّٰهُمَّ مِنْكَ وَ لَكَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَ اٰمَتِهِ . اے اللہ یہ تیری ہی طرف سے ہے اور تیرے ہی لیے ہے محمد (ﷺ) اور اس کی امت کی طرف سے (اس کو قبول فرما)۔

خدا توفیق دے تو صاحبان ثروت کو چاہیے کہ اگر حضور علیہ السلام فاقوں میں رہ کر ہر سال قربانی کے موقع پر بھی امت کو اس سعادت میں شامل فرما رہے ہیں تو ہم بھی دو دو قربانیاں کریں ایک اپنی طرف سے اور ایک حضور علیہ السلام کی طرف سے بندہ مٹ جائے نہ آقا پہ وہ بندہ کیا ہے

بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے

آپ ﷺ کے فرمان کا مفہوم یہ ہے کہ قربانی کے دن خون بہانے سے زیادہ اچھا عمل کوئی نہیں ہے۔ مگر کس کا خون؟ جانوروں کا اور وہ بھی رب کی رضا کے لئے لَنْ يَنْالَ اللّٰهُ لَحْمًا مِّمَّهَا وَ لَدِمًا مِّمَّهَا وَ لَكِنْ يَنْالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ . یہ تمہاری قربانیوں کا گوشت اور خون خدا کو نہیں پہنچتا، اللہ کو تو صرف تمہارا خلوص قبول ہے۔ خدا کرے کہ ہم انسانوں کا خون بہا کر اپنے رب کو ناراض کرنے کی بجائے اس کی راہ میں قربانی کر کے اس کی رضا کو حاصل کر سکیں اور ہماری قربانی ایسی ہو کہ جانور کے خون کا قطرہ بعد میں زمین پر گرے اور ہمارے گناہ پہلے معاف ہو جائیں۔ خدا کی شان: دیکھئے کہ ایک انسان کو ناحق ذبح کر دینا ایسے ہے کہ فکانبا قتل الناس جميعا گویا ساری انسانیت کو قتل کر دیا ہے اور ایک انسان کی جان بچا لینا اتنا بڑا ثواب ہے کہ فکانبا احيا الناس جميعا۔ گویا ساری انسانیت کو مرنے سے بچا لیا گیا ہے اور ایک قربانی کا ثواب اس قدر ہے کہ سارے گناہوں کو مٹا دیا جاتا ہے بلکہ بکل شعرة من الصوف حسنة . شعرة یہ توین برائے تحقیر ہے اور حسنة بہ توین برائے



تعظیم ہے یعنی جانور جس کی قربانی دی جا رہی ہے اس کے جسم کے معمولی بال کے بدلے میں بھی بڑی سے بڑی نیکی نصیب ہو رہی ہے اور یہ تو اون والے جانور کا حال ہے اس سے زیادہ تو بالوں والے جانور کی فضیلت ہے۔

بھرے خزانے رب دے  
فریدا دوئیں ہتھیں لٹ

### نکتہ قربانی

عام طور پر کہا جاتا ہے کہ ہر سال اتنے جانوروں کا خون بہایا جاتا ہے اس طرح جانوروں کی نسل ختم ہونے کا خطرہ ہے حالانکہ اللہ کی راہ میں خرچ ہونے والی شئی میں کمی نہیں ہوتی بلکہ اضافہ ہوتا ہے جیسا کہ قرآن پاک کی متعدد آیات اس پر شاہد عادل ہیں، مثلاً فرمایا:

مثل الذين ينفقون اموالهم في سبيل الله كمثل حبة انبتت سبع  
سنا بل في كل سنبله مائة حبة (البقرہ)

ایک شئی اللہ کی راہ میں دینے پر سات سو ملنے کا وعدہ ہے اور اس پر بس نہیں بلکہ فرمایا: واللہ يضعف لمن يشاء۔ اس سے زیادہ بھی ہو سکتا ہے۔ ایک مقام پر زکوٰۃ دینے پر مال کم ہونے کے تصور کو رد فرماتے ہوئے فرمایا: وما اتيتم من زکوٰۃ تریدون وجهه الله فاولئك هم المضعفون، زکوٰۃ دینے سے مال کم نہیں ہوتا بلکہ زیادہ ہوتا ہے اور دوسری طرف سود لینے پر مال بڑھنے کی ذہنیت کے پر نچے اڑائے یہ فرما کر وما اتيتم من ربا ليربوا في اموال الناس فلا يربوا عند الله۔

کہ سودی کاروبار کر کے یہ نہ سمجھنا کہ تم نے اپنے مالوں میں اضافہ کر لیا ہے۔ اللہ کے ہاں وہ مال زیادہ نہیں ہوا بلکہ کم ہوا ہے۔ کئی مقامات پر فرمایا کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کو قرض حسنہ دیتے ہیں فیضعفہ لہ اضعا فاکثیرا اللہ تعالیٰ بڑھا چڑھا کر واپس لوٹائے گا۔ یہ قانون ہر جگہ لاگو ہوتا ہے دیکھو! حرام جانور (کتا، خنزیر مثلاً) اللہ کی راہ میں قربان نہیں ہوتے تو کبھی کسی نے ان کے ریور نہیں دیکھے حالانکہ ان میں سے ایک کی مادہ دس دس اور بارہ بارہ



بچے دیتی ہے جبکہ گائے بھینس حالانکہ ایک ایک بچہ جنتی ہیں اور بکری کے دو چار بھی ہو جاتے ہیں مگر دس بارہ تو نہیں ہوتے اور پھر روزانہ ایک شہر میں کس قدر ذبح ہوتے ہیں۔ اس کا اندازہ لگا لو اور پھر عید قربان کو جو ذبح ہوتے ہیں اس کا اندازہ کون لگائے اس کے باوجود قربانی کے موقع پر ہر شہر کے اندر انسانوں سے زیادہ جانور نظر آتے ہیں کیوں؟ اس لیے کہ یہ اللہ کی راہ میں قربان ہوتے ہیں اور فاؤلٹک ہم المضعفون۔ اللہ ان میں برکت ڈالتا رہتا ہے۔

یہی قانون انسانوں میں بھی جاری و ساری ہے دیکھو! کربلا میں یزیدی ہزاروں بچے اور حسینیوں میں صرف امام زین العابدین رضی اللہ عنہ باقی رہے مگر ان ہزاروں کا آج نام و نشان نہیں اور زین العابدین رضی اللہ عنہ کی اولاد ہر جگہ مینارہ نور کا کام کر رہی ہے کیونکہ انہوں نے قربانی دی اور یزیدی اس سعادت سے محروم رہے۔

☆ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اگر اتنا پیسہ فلاحی اداروں میں خرچ کیا جائے تو اس کے اثرات دیر پا رہیں اور ثواب بھی مل جائے تو گزارش یہ ہے کہ اگر گاڑی میں پٹرول کی بجائے بڑا قیمتی عطر ڈال دیا جائے۔ اور دستاویز اشٹام پہ لکھنے کے بجائے سونے کے ورق پہ لکھی جائے تو کیا گاڑی چل سکے گی اور سونے کے ورق پہ لکھی جانے والی تحریر قابل قبول ہوگی؟

ہرگز نہیں وہی پانچ روپے کا اشٹام لاؤ گے تو بات بنے گی یہ ہزاروں کا ورق گھر رکھو۔

قربانی کا وہی طریقہ قابل قبول ہے جو ہمارے آقا علیہ السلام نے ہمیں عطا فرمایا ہے۔ لہذا

یہ حکمت اپنی گھر رکھیے ہمیں بیمار رہنے دیں

☆ یاد رہے! حج کے موقع پر کئی امیر حاجی بھی اس کوشش میں ہوتے ہیں کہ تھوڑے پیسوں سے قربانی ہو جائے صرف اس لیے کہ ہم نے یہاں کونسا ان کا گوشت کھانا ہے جس طرح ہم جیسے لوگ یہاں اپنے گھروں میں اگر بکرے کی قربانی نہیں کر سکتے تو گائے میں حصہ صرف اس لیے نہیں ڈالتے کہ ہم بڑا گوشت نہیں کھاتے۔ یا کئی لوگ اس لیے قربانی نہیں کرتے کہ ہماری اتنی زیادہ



برادری ہے تو ایک بکرا کیا کرے گا لہذا اگلے سال دو تین کا انتظام ہوگا تو کر لیں گے اور کئی جو کرتے ہیں وہ اپنی قربانی کا گوشت انہی کے گھر بھیجتے ہیں جنہوں نے ان کے گھر گوشت بھیجا ہوتا ہے اور نہ کرنے والے بے چارے مستحق گوشت کھانے کے مستحق ہو کر بھی محروم ہو جاتے ہیں۔ اس سے قربانی کے سلسلہ میں ہمارے خلوص کی خوب عکاسی ہوتی ہے۔

نماز و روزہ و قربانی و حج

یہ سب باقی ہیں تو باقی نہیں ہے

☆ خوب یاد رکھو! ہر جانور کی قربانی قابل قبول نہیں ہے مثلاً نگاہ خراب ہو، کان کٹا ہو، تو خراب نگاہ والے جانور کی جب قربانی قبول نہیں تو خراب نگاہ والا بندہ کیسے قابل قبول ہوگا۔ جب کان کٹا جانور قربانی نہیں کیا جاسکتا۔ تو ”کن ٹھا“ انسان کس طرح خدا کا پیارا ہو سکتا ہوے اس لیے اگر قربانی کی قبولیت چاہتے ہو تو بے عیب جانور کی قربانی کرو اور اپنی ہستی کو بارگاہ رب العزت میں مقبول بنانا چاہتے ہو تو غلامی مصطفیٰ ﷺ میں آؤ اور محبت مصطفیٰ ﷺ کا اپنے اوپر رنگ چڑھاؤ۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحبکم اللہ

محمد کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی

خدا کے دامن توحید میں آباد ہونے کی

عقیقہ اور قربانی: ایک تحقیقی مضمون

جہاں تک عقیقہ کی حیثیت کا تعلق ہے اکثر فقہاء کرام اسے سنت موكده کہتے ہیں جبکہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اسے جائز و مستحب یا صرف سنت مانتے ہیں اس کی اہمیت اور تاکید کو منسوخ کہتے ہیں جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ”قربانی نے سابقہ تمام ذبیحے منسوخ کر دیئے“ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے ”عقیقہ اور عتیرہ وغیرہ تمام ذبیحے قربانی نے منسوخ کر دیئے“ (بدائع الصنائع ج 5 ص 49)



اسلام سے قبل اور اہل اسلام میں بچے کی ولادت پر اور رجب کے مہینہ میں جانور ذبح کرنے کا التزام اور معمول تھا پہلے کو عقیقہ اور دوسرے کو عتیرہ یا رجبیہ کہتے تھے۔ قربانی کی مشروعیت کے ساتھ ہی آنحضرت ﷺ نے یہ اظہار فرمایا کہ سابقہ عمل اب ضروری نہیں رہا اسی کو مذکورہ روایتوں میں منسوخ بتایا گیا ہے ورنہ قربانی کے علاوہ جانور ذبح کرنا ممنوع نہیں ہے ایک حدیث میں ہے کہ حضرت محمد ﷺ سے عقیقہ کے بارے میں سوال ہوا تو ارشاد فرمایا ”جسے پسند ہو وہ لڑکے کے لئے دو بکریاں اور لڑکی کے لئے ایک بکری ذبح کرے۔“ (مشکوٰۃ شریف ج 2 صفحہ 363، بدائع ج 5 صفحہ 49)

فقہاء کرام نے اس روایت پر لکھا ہے کہ ”پسند پر موقوف رکھنا واضح دلیل ہے کہ یہ ذبح ضروری نہیں۔ بہر حال دلائل کی روشنی میں مجتہدین کا یہ اختلاف صرف حیثیت کی حد تک ہے عقیقہ کے وجود کی نفی نہیں (نیل الاوطار ج 5 صفحہ 150) اور نہ ہی اس کی وجہ سے قربانی کا مسئلہ متاثر ہوتا ہے جیسا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس نظریہ کی وجہ سے قربانی کے متعلق کچھ غلط فہمیاں پیدا ہو گئی ہیں مگر اس کے بعد انہی بعض لوگوں نے اپنی تمام تر غلط فہمیوں کی بنیاد ابن حزم کے محلی پر یا بعض دیگر حوالہ جات پر رکھی ہے۔ اس سلسلہ میں عرض یہ ہے کہ قربانی کا عمل سلفاً خلفاً ہوتا چلا آیا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”اور ہر امت کے لئے ہم نے قربانی مقرر کر دی ہے تاکہ ان مخصوص جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اس نے ان کو عطا فرمائے“ (القرآن سورۃ حج آیت 34)

حضرت انبیاء علیہم السلام کا عمل صحابہ کرام اور آئمہ عظام کا اس پر اجماع اور پوری امت کا چودہ سو سالہ مسلسل تعامل اس کے ناقابل انکار ثبوت و وجود کو واضح کرتا ہے احادیث کی تمام تر کتابوں میں آئمہ اربعہ کی کتب فقہ میں مستقل عنوان اور باب قائم کر کے اس کی روایات کو نقل کیا گیا اور مسائل کی تفصیلات درج کی گئی ہیں یہ الگ بات ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اکثر رفقاء اسے واجب اور دوسرے حضرات فقہا سنت کہتے ہیں مگر اس کی مشروعیت (ثبوت و وجود) پر سب متفق ہیں کسی سے بھی اس کو ترک کرنے کی اجازت منقول نہیں۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”قربانی سنت ہے مگر اس کا ترک گوارا



نہیں“ (کتاب الام ج (پارہ 2 صفحہ 221) خود امام ابن حزم جو کہ ان بعض معترضین کا مدار ہیں فرماتے ہیں..... کہ قربانی بہترین سنت ہے گو فرض نہیں (المحلی ج 7 صفحہ 355) ذیل میں اختصار کے ساتھ ہم قربانی کی مشروعیت و وجوب پر کچھ دلائل ذکر کیے دیتے ہیں

نمبر 1- سورۃ کوثر میں ہے ”وانحر“ اور قربانی کر۔ جمہور مفسرین اس کلمہ کا یہی معنی بتاتے ہیں مطالعہ فرمائیے تفسیر کبیر ابن جریر ابن کثیر روح المعانی مظہری قرطبی وغیرہ یہ کلمہ امر کا صیغہ ہے جو کہ وجوب کو ظاہر کرتا ہے امام رازی نے اس کو قربانی کے وجوب کی دلیل قرار دیا ہے۔ (کبیر)

نمبر 2- اور قربانی کے اونٹ گائے (وغیرہ) کو ہم نے اللہ کے دین کے شعائر (یادگار علامت) سے بنایا ہے (سورۃ حج آیت 36) لفظ شعائر ان خاص عبادات و احکام پر بولا جاتا ہے جو دین اسلام کی علامت سمجھے جاتے ہیں قربانی بھی ان میں سے ہے ایسے احکام کی پابندی نسبتاً زیادہ اہم ہوتی ہے۔

نمبر 3- حضرت جناب بن عبد اللہ راوی میں کہ حضرت محمد ﷺ نے نماز عید کے بعد خطبہ ارشاد فرمایا پھر قربانی ذبح فرمائی اور ارشاد فرمایا جس کسی نے نماز عید سے پہلے قربانی ذبح کر لی ہے وہ اس کی بجائے اور جانور ذبح کرے اور جس نے ابھی ذبح نہیں کی وہ اب کرے۔ (بخاری و مسلم)

ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ ”دوبارہ جانور ذبح کرنے کا حکم قربانی کے وجوب کی وجہ سے ہے (مرقات ج 3 صفحہ 302)

علامہ شوکانی فرماتے ہیں: ”دوبارہ ذبح کرنے کا حکم قربانی کے واجب ہونے کی کھلی دلیل ہے اور اس کو وجوب سے پھیرنے کے منکر کے پاس کوئی دلیل نہیں“

(نیل الاوطار ج 5 صفحہ 127)

نمبر 4- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ دس برس تک مدینہ طیبہ میں مقیم رہے اور برابر قربانی کرتے رہے۔ (ترمذی ج 1) ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ



کا ہر سال پابندی سے قربانی کرنا وجوب کی دلیل ہے (مرقات ج 3 صفحہ 314) علامہ ابن حزم نے جن پانچ احادیث کو نقل کر کے ان پر جرح کی ہے اس کا خاطر خواہ جواب اہل علم نے دیا ہے ہم نے تطویل سے بچتے ہوئے ان روایات ہی کو نہیں لیا۔ قرآن پاک کی مذکورہ دو آیتوں اور تین روایتوں پر ابن حزم کی کوئی جرح اور معترضین کو کوئی اشکال نہیں ورنہ وہ ان کا تذکرہ بھی ضرور کرتے اس کے بعد ایک معترض کے مضمون میں دو چار صحابہ رضی اللہ عنہم کے جزوی واقعات کو جو خاص حالات کے تحت ہوتے ہیں ان کی زندگی بھر کا عمل اور اسی کو دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمر بھر کا معمول باور کرانے کی کوشش کی گئی ہے جو انصاف و دیانت کی نگاہ میں قطعاً قبول اور پسندیدہ نہیں چنانچہ ایک اس طرح کے مضمون میں ایک معترض نے لکھا ہے برگزیدہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کبھی بھی عید الاضحیٰ کے موقع پر جانور کی قربانی نہیں، اور دلیل میں محلی ابن حزم کا حوالہ دیا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ اول اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ثانی نے اپنی تمام زندگی بھر عید الاضحیٰ کے موقع پر قربانی نہیں کی محض اس لئے کہ پیروکار اسے واجب نہ سمجھ بیٹھیں اس عبادت میں ”تمام زندگی بھر“ کا لفظ اضافہ ہے۔

(فتح القدیر ج 8 صفحہ 428 اور مبسوط ج 12 صفحہ 9) میں یہاں السنۃ والسنتین کا لفظ ہے کہ ایک یا دو سال میں ایسا ہوا کہ ان حضرات نے ناداری کی حالت میں قربانی ادا نہیں کی تاکہ لوگ ناداری میں بھی واجب نہ سمجھ بیٹھیں ورنہ قربانی واجب نہ سہی سنت تو بالاتفاق ہے گنجائش ہوتے ہوئے بھی تمام عمر یہ حضرات اتنی اہم سنت کو کیسے چھوڑ سکتے ہیں جبکہ عام صحابہ رضی اللہ عنہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک ادا پر مٹے جاتے تھے۔ روایت کا انداز بتاتا ہے کہ ناداری میں بھی چھوڑنا گوارا نہ تھا ایک دو بار اس لیے چھوڑ دی کہ کہیں لوگ ہر حال میں (عمر ہو یا یسر) اسے لازم نہ سمجھ بیٹھیں ایسے ہی ابو مسعود انصاری کے متعلق لکھا ہے کہ انہوں نے کبھی بھی قربانی نہیں کی (بحوالہ مبسوط) مگر مبسوط میں کوئی لفظ ایسا نہیں جو کبھی بھی والا معنی ادا کرتا ہو اور خود مبسوط میں چند سطور کے بعد یہ لکھا ہے کہ حالت سفر یا کبھی تنگی کے موقع پر وہ قربانی نہ دیتے تھے ایسے ہی اگر ابن عباس رضی اللہ عنہما اور بلال رضی اللہ عنہ اپنی تنگی دستی کی وجہ سے قربانی نہیں دیتے تو یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ وہ اس کو مانتے ہی نہ تھے ایسا ہوتا تو وہ اس کا صاف انکار



کرتے (جیسا کہ ان حضرات کا شیوہ تھا) تکلف کر کے قربانی والوں میں شامل ہونے کی کوشش نہ کرے ”برگ سبزا ست تحفہ درویش“

علامہ شوکانی کے حوالہ سے یہ روایت سنائی جاتی ہے کہ حضرت محمد ﷺ دو دنبوں کی قربانی دیا کرتے تھے۔ پہلے کو ذبح کر کے فرماتے۔ یہ میری اور میرے اہل خانہ کی طرف سے ہے اور دوسرے کو ذبح کر کے فرماتے یہ میری تمام امت کی طرف سے ہے اس کے بعد حضرت علی بن حسین کا قول نقل کرتے ہیں کہ ہاشمی قبیلہ کے تمام لوگ حضور ﷺ کی اس قربانی کو کافی سمجھتے تھے اور ان میں سے کسی نے بھی کبھی جانور کی قربانی نہیں دی اس پر گزارش یہ ہے کہ بد قسمتی سے اس حدیث کا آخری حصہ ہمارے ملک میں کبھی مومنین کے سامنے پیش نہیں کیا گیا مگر بد قسمتی تو یہ ہے کہ جو حدیث کا حصہ ہی نہ تھا اسے حدیث بنا لیا گیا۔ حضرت علی بن حسین راوی نے ہاشمی قبیلہ کا حال ذکر کیا ہے وہ بھی کتاب میں سنین کے لفظ سے ہی کہ چند سال تک ان لوگوں نے قربانی نہیں دی اور معترضین نے سابقہ عادت کے موافق یہاں بھی کبھی کالفظ بڑھا کر ہمیشہ کا معمول ظاہر کیا ہے ممکن ہے ہاشمی قبیلہ کے یہ لوگ بھی اپنی تنگ حالی کی وجہ سے قربانی نہ دے سکے ہوں ورنہ اگر یہ بات ہوتی کہ حضور ﷺ نے ان کی طرف سے قربانی دیدی ہے لہذا نہ دیتے تھے تو کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ ہاشمی نہ تھے جو دو مینڈھوں کی قربانی دیا کرتے تھے۔ ایک اپنے لیے اور ایک حضور ﷺ کے لئے کہ آپ نے ان کو اس کی وصیت فرمائی تھی (مشکوٰۃ شریف ج 1 صفحہ 128) اور پھر دوسرا دنبہ آپ نے پوری امت کی طرف سے بھی تو قربانی کی ہے مگر کیا یہ دکھایا جاسکتا ہے کہ پورے چودہ سو سال میں کسی ایک عید کے موقع پر تمام امت نے اس لیے قربانی چھوڑ دی ہو کہ حضور ﷺ ان کی طرف سے قربانی کر چکے ہیں۔ آخر یہ مفید مطلب بات ہاشمی قبیلہ کے علاوہ باقی امت کے کیوں سمجھ نہ آسکی۔ صاف بات یہ ہے کہ اس قسم کی روایت میں حضور ﷺ نے محض شفقت و رحمت کے طور پر دوسروں کو ثواب میں شریک بنایا ہے دوسروں کی طرف سے واجب کی ادائیگی مقصود نہ تھی کون نہیں جانتا کہ ایک دنبہ یا بکری صرف ایک آدمی کی قربانی کے لئے ہی کافی ہو سکتی ہے۔ زائد کے لئے نہیں۔ (مرقات ج 3 صفحہ 304)



## قربانی کے چند اہم مسائل

- 1- خصی بکرے کی قربانی جائز بلکہ افضل ہے۔ (شامی)
  - 2- اندھے کانے اور لنگڑے جانور کی قربانی جائز نہیں۔ ایسا لاغر جانور جو قربانی کی جگہ تک اپنے پاؤں سے چل کر نہ جاسکے اس کی قربانی بھی جائز نہیں۔ (شامی)
  - 3- جس جانور کا کان یا دم وغیرہ تہائی سے زیادہ کٹی ہو اس کی قربانی جائز نہیں۔
  - 4- جس جانور کے دانت بالکل نہ ہوں یا اکثر نہ ہوں تو اس کی قربانی جائز نہیں۔ اسی طرح جس جانور کے کان پیدائشی طور پر بالکل نہ ہوں اس کی قربانی درست نہیں۔
- (شامی درمختار)
- 5- اگر جانور صحیح تندرست خریدا تھا بعد میں کوئی عیب پیدا ہو گیا تو اس صورت میں اگر خریدنے والا غنی یعنی صاحب نصاب نہیں تو اس کے لئے اسی عیب دار جانور کی قربانی جائز ہے۔ اور اگر وہ اگر شخص غنی صاحب نصاب ہے تو اس پر لازم ہے کہ اس جانور کے بدلے دوسرے جانور کی قربانی کرے۔ (درمختار)
  - 6- ذبح سے پہلے قربانی کے جانور کے بال اپنے کسی کام کے لئے کاٹ لینا یا اس کا دودھ دوہنا مکروہ ممنوع ہے اگر قربانی کے جانور کی اون کاٹ لی یا دودھ دوہ لیا تو اسے صدقہ کر دے اگر اجرت پر دیا تو اجرت صدقہ کر دے۔ (درمختار رد المحتار)
  - 7- قربانی کا جانور مر گیا تو غنی پر لازم ہے کہ دوسرے جانور کی قربانی کرے۔



## قربانی کس پر واجب ہے؟

قربانی ہر مسلمان، مرد، عورت، عاقل، بالغ، مقیم پر واجب ہے جس کی ملکیت میں ساڑھے سات تولے سونا یا ساڑھے باون تولے چاندی یا اس کی قیمت کا مال اس کی حاجبِ اصلیہ سے زائد ہو۔ یہ مال خواہ سونا، چاندی یا اس کے زیورات ہوں یا مال تجارت۔ (شامی)

جس شخص پر قربانی واجب نہ تھی۔ مگر اس نے قربانی کی نیت سے کوئی جانور خرید لیا تو اس پر قربانی واجب ہوگی۔ (شامی)

## قربانی کے دن

قربانی صرف تین دن کے ساتھ مخصوص ہے۔ دوسرے دنوں میں قربانی نہیں۔ قربانی کے دن ذی الحجہ کی دسویں، گیارہویں اور بارہویں تاریخ ہے۔ ان میں جب چاہے قربانی کر سکتا ہے، البتہ پہلے دن قربانی کرنا افضل ہے۔

## قربانی کا وقت

جن شہروں، قصبوں میں نماز جمعہ و عیدین جائز ہے۔ وہاں نماز عید سے پہلے قربانی جائز نہیں اگر کسی نے نماز عید سے پہلے قربانی کر دی تو اس کو دوبارہ کرنا لازم ہے، البتہ گاؤں (جہاں جمعہ و عیدین کی نماز نہیں ہوتیں) کے لوگ دسویں تاریخ کو صبح صادق کے بعد قربانی کر سکتے ہیں۔ تفصیل کے لئے دیکھئے (بہار شریعت)

## قربانی کے جانور کی عمر

اونٹ پانچ سال کا۔ گائے، بھینس دو سال کی۔ بکرا، بکری ایک سال کی۔ اس سے کم عمر ہو تو قربانی جائز نہیں، زیادہ ہو تو جائز بلکہ افضل ہے۔ البتہ دُنْبہ یا بھیڑ کا چھ ماہ کا بچہ اگر اتنا بڑا ہو کہ دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہو تو وہ بھی جائز ہے۔ بکرا، دُنْبہ، بھیڑ کی قربانی ایک ہی شخص کی طرف سے کی جاسکتی ہے۔ گائے، بھینس اور اونٹ سات آدمیوں کی طرف سے ایک ہی کافی ہے۔ بشرطیکہ سب کی نیت ثواب کی ہو کسی کی نیت محض گوشت کھانے کی نہ ہو۔



## قربانی کرنے کا مسنون طریقہ

قربانی کے جانور کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا افضل ہے۔ اگر ذبح کرنا نہیں جانتا تو دوسرے سے ذبح کرا سکتا ہے مگر ذبح کے وقت وہاں خود بھی حاضر رہنا افضل ہے۔ قربانی کے جانور کو بائیں پہلو پر قبلہ رخ لٹائیں اور بسم اللہ اللہ اکبر پڑھتے ہوئے تیز چھری سے ذبح کر دیرا۔ جانور کے سامنے چھری تیز نہ کریں۔ اور نہ ہی ایک جانور کو دوسرے کے سامنے ذبح کیا جائے۔ ذبح کرنے سے پہلے یہ دعا پڑھیں۔

انی وجہت وجہی للذی فطر السموت والارض حنیفاً و ما انا من  
المشركین ان صلاتی ونسکی ومحیای و مماتی لله رب العلمین لا  
شریک له و بذالك امرت و انا من المسلمین ۰

اور ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھیں: اللہم تقبل منی کما تقبلت من  
حبیبک محمد صلی اللہ علیہ وسلم و خلیک ابراہیم علیہ السلام ۰

## قربانی کا گوشت

جس جانور میں کئی حصہ دار ہوں۔ اس کا گوشت برابر وزن کر کے تقسیم کیا جائے۔ اندازے سے تقسیم نہ کریں۔ قربانی کا گوشت خود بھی کھا سکتا ہے۔ دوسرے شخص غنی اور فقیر کو بھی دے سکتا ہے۔ بلکہ اس میں سے کچھ کھا لینا قربانی کرنے والے کے لئے مستحب ہے۔ بہتر یہ ہے کہ گوشت کے تین حصے کرے ایک حصہ فقرا کے لئے اور ایک حصہ دوست احباب رشتہ داروں کے لئے اور ایک حصہ اپنے گھر والوں کے لئے۔ قربانی کا گوشت 'قربانی کے جانور کی کھال' اس کی رسی وغیرہ کوئی چیز ذبح کرنے والے گوشت بنانے والے کو اجرت میں دینا جائز نہیں ذبح کرنے اور گوشت بنانے کی اجرت علیحدہ دینی چاہیے۔

قربانی کی کھال کی جائے نماز یا چمڑے کا ڈول بنوانا جائز ہے اسے ذاتی استعمال میں لاسکتا ہے لیکن اگر اس کو فروخت کیا تو اس کی قیمت اپنے خرچ میں لانا جائز نہیں بلکہ اس کا صدقہ کرنا واجب ہے۔



یتیم، فقیر، مسکین، بیوہ اور دینی مدارس کے نادار اور غریب طلباء ان کھالوں کے بہترین مصرف ہیں۔

### تکبیرات تشریق، مستحبات عید اور نماز عید کا طریقہ

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر ولله الحمد  
ذی الحجہ کی نویں تاریخ کی صبح سے لے کر تیرہویں تاریخ کی عصر تک ہر نماز باجماعت کے بعد ایک مرتبہ یہ تکبیر پڑھنا واجب اور تین مرتبہ مستحب ہے۔

مندرجہ ذیل امور عید کے دن مستحب ہیں۔

(1) صبح سویرے اٹھنا، (2) مسواک کرنا، (3) غسل کرنا، (4) اچھے کپڑے پہننا، نئے ہونے تو نئے ورنہ دُھلے ہوئے پہنیں، (5) خوشبو لگانا، (6) عید الاضحیٰ کی نماز سے پہلے نہ کھانا۔ یاد رہے! اگر قربانی کا گوشت میسر ہو تو نماز عید کے بعد اس کا کھانا مستحب ہے، کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے بندوں کی ضیافت ہے۔ اگر کچھ کھاپی بھی لیا تب بھی اتنے حرج کی بات نہیں۔ جیسے لوگ عام طور پر چائے اور ناشتہ کر لیتے ہیں۔ اور ضرورتاً کھایا تو قطعاً کوئی قباحت و کراہت نہیں۔

(7) نماز عید ادا کرنے کے لئے ایک راستے سے آنا اور دوسرے راستے سے جانا۔  
(8) عید گاہ جاتے وقت تکبیر بلند آواز سے کہنا۔ (یہ نماز عید الاضحیٰ کے مستحبات ہیں) عید کی نماز بمعہ تکبیرات دو رکعت واجب ہے۔ اور اس کی ادائیگی کا طریقہ یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ کے بعد سبحانک اللہم (ثنا) پڑھیں پھر ہاتھ اٹھا کر تین تکبیریں کہیں۔ تیسری رکعت کے بعد ہاتھ باندھ لیں۔ پھر امام قرأت کرے گا۔ قرأت کے بعد حسب معمول رکوع و سجود کریں۔

پھر دوسری رکعت میں امام قرأت کرے گا۔ قرأت کے بعد تین مرتبہ ہاتھ اٹھا کر تکبیریں کہیں۔ چوتھی تکبیر ہاتھ اٹھائے بغیر کہہ کہ رکوع میں چلے جائیں باقی نماز حسب معمول مکمل کریں۔ نماز عید کے بعد خطبہ سننا واجب ہے۔

یاد رہے کہ حج کی مصروفیات کی وجہ سے حاجیوں پہ عید الاضحیٰ کی نماز واجب نہیں ہے۔



## حلق اور قصر کے مسائل

سر کے بال منڈوانے کو حلق اور کتروانے کو قصر کہتے ہیں۔ تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ حج و عمرہ سے فارغ ہونے پر مردوں کو سر منڈوانا یا بال کتروانا دونوں طرح جائز ہے۔ عورتوں کے لئے سر منڈوانا حرام ہے۔ یاد رہے! مردوں کے لئے سر کے چوتھائی بال کٹوانا یا منڈوانا ضروری ہے مگر منڈوانا سنت ہونے کی وجہ سے افضل ہے۔ نبی کریم ﷺ نے حج و عمرہ کے سوا کبھی سر نہ منڈوایا۔ گنجا شخص بھی احرام کھولتے وقت سر پر استرا پھر وائے اور جو روزانہ عمرہ کرے وہ بھی اپنے سر پر ہر دفعہ استرا پھیر لیا کرے یا پھر والیا کرے۔

☆ جس کے سر کے بال انگلی کے پورے سے بھی کم ہوں اس کے لیے حلق کروانا واجب ہے اس کے بغیر حلال نہیں ہوگا۔

☆ چوتھائی سر کا حلق یا قصر مکروہ تحریمی ہے اگرچہ حلال ہونے کے لئے کافی ہے۔

☆ بہت سے عمرہ کرنے والے ایسا کرتے ہیں کہ ایک عمرہ کر کے سر کا چوتھائی حصہ منڈوا دیا، پھر دوسرا عمرہ کر کے دوسرا چوتھائی منڈوا دیا، اس طرح چار عمرے کر کے چار مرتبہ حلق پورا کرتے ہیں یہ صورت مکروہ ہے۔

☆ متعدد بار عمرہ کرنے والوں کے لئے بہتر ہے کہ پہلی دفعہ حلق یا قصر کرے دوسری دفعہ جبکہ سر پر بال نہ ہوں استرا پھیرے۔ اس طرح ہر بار حلق کا ثواب ملتا رہے گا۔

☆ اگر گنجا ہے اور اس کے سر پر بال بالکل نہیں ہیں یا سر پر زخم ہیں تو سر پر صرف استرا پھیرنا واجب ہے۔ اگر زخموں کی وجہ سے استرا نہ بھی چلا سکے تو یہ واجب ساقط ہو جائے گا۔

☆ حلق یا قصر صرف حدود حرم میں کرایا جائے۔ حدود حرم سے باہر کرایا تو دم واجب ہوگا۔

☆ جب کسی محرم مرد یا عورت پر صرف حلق یا قصر کروانا باقی ہو یعنی حلق یا قصر سے پہلے جو کام کرنے تھے وہ پورا کر چکا ہو تو ایسا محرم مرد اپنے بال خود بھی حلق کر سکتا ہے اور اپنے جیسے کسی دوسرے محرم مرد یا عورت سے بھی حلق یا قصر کروا سکتا ہے۔

☆ مستحب ہے کہ حلق یا قصر کراتے وقت تکبیر کہے اور دعائے مانگے



☆ عمرہ پر عمرہ کا احرام باندھنا بعض لوگ ایک عمرہ کے طواف اور سعی کرنے کے بعد حلق یا قصر کیے بغیر دوسرے عمرے کا احرام باندھ لیتے ہیں اور بعض لوگ اتنا معمولی سا قصر کرتے ہیں جس سے احرام سے ہی نہیں نکلتے اور اس پر دوسرے عمرہ کا احرام باندھ لیتے ہیں۔ اس سے احرام پر احرام باندھنا لازم آجاتا ہے جو ممنوع ہے اور اس سے دم لازم ہوتا ہے۔

☆ حلق یا قصر سے پہلے نہ تو ناخن کاٹیں اور نہ ہی خط بنوائیں ورنہ کفارہ لازم ہوگا۔ حلق و قصر کے بعد احرام کھول دیں اور روزمرہ کا لباس پہن لیں۔

☆ عورتیں سر کے بالوں میں سے ہر بال انگلی کے پورے برابر شوہر یا محرم سے کٹوائیں یا خود کاٹ لیں۔

یاد رہے عورتوں کے لئے سر منڈوانا (حلق) منع ہے لقولہ علیہ السلام ..... عن

ابن عباس رضی اللہ عنہما (السنن الکبریٰ للبیہقی ج 2 صفحہ 104، مشکوٰۃ صفحہ 233)

و عن علی و عائشہ رضی اللہ عنہما (مشکوٰۃ صفحہ 233)

☆ حلق و قصر کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ قبلہ رو بیٹھ کر اپنی دائیں جانب سے حجامت شروع کرائی جائے۔ قربانی کے بعد محرم بھی ایک دوسرے کے بال اتار سکتے ہیں۔

حجامت کرواتے وقت تکبیر (اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد) پڑھتے رہیں۔ حلق اور قصر کے بعد دعا کی قبولیت کا وقت ہوتا ہے لہذا اس وقت ذکر و دعا میں مشغول رہیں۔

پانچواں اہم کام ”طواف فرض“

اس کو طواف زیارت اور طواف افاضہ بھی کہا گیا ہے اس طواف کا ذکر قرآن پاک کی

اس آیت میں ہے۔

ثم لیفصوا تفثہم ولیوفوا اندورہم ولیطوفوا بالبیت العتیق

(الحج: 29)

پھر چاہیے کہ وہ (قربانی کے بعد حلق یا قصر کر کے) اپنی میل کچیل اتاریں اور



اپنی نذروں کو پورا کریں اور اس آزاد گھر (بیت اللہ شریف) کا طواف کریں۔  
 اس طواف سے پہلے احرام کی ساری پابندیاں ختم ہو جاتی ہیں سوائے بیوی سے متعلقہ  
 پابندیوں کے۔ یہ طواف روزمرہ کے کپڑوں میں کیا جاتا ہے۔ اگر طواف زیارت بارہ ذی الحجہ  
 کا سورج غروب ہونے سے قبل کر لیا تو جائز اور ادا ہو گیا اس کے بعد کیا تو دم واجب ہو گیا۔ یہ  
 طواف کبھی ساقط نہیں ہوتا نہ ہی اس کا کوئی بدل ہے اور جب تک خود ادا نہیں کرے گا بیوی سے  
 متعلقہ پابندیاں بدستور برقرار رہیں گی۔ عورت کو اگر خاص ایام آجائیں تو انتظار کرتی رہے اور  
 طواف کر کے ہی واپس لوٹے۔ طواف کے بعد دو رکعت واجب الطواف ادا کیے جائیں اور حج  
 تمتع والے کے لئے طواف زیارت کے بعد صفا مروہ کی سعی بھی واجب ہے۔

گیارہ ذی الحجہ حج کا چوتھا دن ہے اور اس دن زوال سے لیکر غروب آفتاب تک تینوں  
 جمروں کی رمی کرنا ہے پہلے جمرہ اولیٰ پھر وسطیٰ پھر عقبہ۔ جمرہ اولیٰ کو کنکریاں مار کر ذرا آگے  
 بڑھ جائیں اور قبلہ رو ہو کر دعا و استغفار کریں اور کثرت کے ساتھ دو رد شریف پڑھیں اس  
 کے بعد جمرہ وسطیٰ کو اور پھر عقبہ کو بھی اس طرح کنکریاں ماریں اور اپنی قیام گاہ کو واپس چلے  
 جائیں۔ حضور علیہ السلام نے ایسا ہی کیا تھا۔ (بخاری صفحہ 236 ج 1)

یعنی جمرہ وسطیٰ کو کنکریاں مار کر بھی دعا و استغفار میں مصروف ہو جاؤ۔ تقریباً 3/4 پارہ یا  
 سورہ بقرہ کی تلاوت کی برابر اور جمرہ عقبہ کی رمی کے بعد نہ رکو بلکہ فوراً واپس آ جاؤ اور پلٹتے  
 ہوئے دعا کرتے رہو۔ اگر دس اور گیارہ ذی الحجہ کو قربانی نہیں کر سکا تو بارہ کو کرے اور بارہ ذی  
 الحجہ کا خاص کام گیارہ ذی الحجہ کی طرح تینوں جمعرات کو کنکریاں مارنا ہے اور اگر بارہ کا سورج  
 منیٰ میں ہی غروب ہو گیا تو تیرہ کو رمی کرے اور مکہ شریف چلا جائے اگر آج تیرہ کو بھی رمی نہیں  
 کر سکا تو دم واجب ہے تیرہویں کو بھی رمی کا وقت زوال آفتاب سے غروب آفتاب تک ہے۔

### حج کا آخری واجب

ہر قسم کے حاجی (قارن، متمتع اور مفرد) پر جو میقات سے باہر رہتا ہے اس پر یہ طواف  
 واجب ہے نہ ادا کیا تو دم دینا ہو گا اور اگر نفل طواف کی نیت سے کیا تو بھی ادا ہو جائے گا یہ  
 طواف اس وقت تک ہو سکتا ہے جب تک مکہ شریف میں مقیم ہے اس میں نہ رمل ہے اور نہ



اضطباع اور یہ طواف حیض و نفاس والی عورت کو معاف ہے (بخاری صفحہ 236 ج 1)  
ہاں اگر ایسی عورت مکہ شریف کی آبادی سے ابھی نہیں نکلی اور پاک ہو گئی ہے تو اس پر  
طواف و داع واجب ہے ورنہ حرم شریف کے دروازے پہ کھڑی ہو کر دعائے مانگے اور چلی جائے۔

### حج و عمرہ کی جنایات (غلطیاں) اور ان کا کفارہ

احکام حج و عمرہ کی قصداً یا سہواً خلاف ورزی کو جنایت کہتے ہیں۔ اس کی سزا کو جزایا  
کفارہ کہتے ہیں۔ جیسے حرم شریف کی گھاس یا درخت کاٹنا، حرم شریف کے حیوانوں کو تکلیف  
دینا یعنی شکار کرنا۔ جنایت دو قسم کی ہے۔ (1) غیر اختیاری، (2) اختیاری۔

جنابت غیر اختیاری مثلاً بیماری، شدید گرمی یا سردی، زخم، پھوڑے اور جوئیں وغیرہ  
تکلیف دہ اور مشقت والے اسباب ہیں ان کے علاوہ اور کوئی سبب عذر نہیں کہلاتا۔  
مذکورہ بالا کے علاوہ اور کسی سبب سے سرزد ہونے والے جرم کو اختیاری جنایت کہتے  
ہیں۔ اختیاری جنایت کی شریعت نے جو جزا مقرر کی ہے وہی ادا کرنا واجب ہے۔

غیر اختیاری جنایت میں اگر دم واجب ہو تو شرعاً یہ آسانی اور سہولت ہے کہ چاہیں تو دم  
دیں یا اس کے بدلے میں چھ مسکینوں کو صدقہ فطر کی مقدار کے برابر ہر ایک کو ایک ایک  
صدقہ دیں۔

دم سے مراد پوری ایک بکری یا ایک بھیڑ ہے یا پھر گائے یا اونٹ کا ساتواں حصہ جو  
لازماً حد و حرم میں ذبح کر کے صدقہ کرنا ہے۔

”اس میں صدقہ کرنے والا اور غنی شخص نہ کھائے“ (بخاری جلد 1 صفحہ 233)

یاد رکھیں! حج و عمرہ کرنے والا بلا احرام، میقات سے گزر جائے اور واپس آنے کے  
 بجائے حدود میقات سے آگے جا کر احرام باندھے یا محرم کے کھانے پینے کی چیزوں اور  
 مشروبات میں خوشبو غالب ہو تو دم واجب ہو جاتا ہے۔

احرام کی جنایات مندرجہ ذیل ہیں:

- 1- سلاخی شدہ کپڑے پہننا، 2- مردوں کا سر اور چہرہ چھپانا۔ عورتوں کا منہ پر کپڑا  
 لگانا۔ بہر حال نامحرموں سے پردہ کرنے کے لئے کوئی طریقہ اختیار کرنا، 3- ناخن کاٹنا،



- 4- بال صاف کرنا، 5- خوشبو استعمال کرنا، 6- جماع کرنا، 7- خشکی کے حیوان کا شکار کرنا،  
8- واجبات حج میں سے کوئی واجب ترک کرنا۔

### احرام کی حالت میں شکار کرنا

محرم صید سے بچے، صید کے معنی ہیں شکار کرنا یا شکار کھانا یعنی محرم شکار کرنے اور شکار کھانے سے بچے۔

محرم کے لئے دریائی شکار مطلقاً حلال ہے۔ جانور حلال ہو یا حرام، دریا حرم کا ہو یا بیرون حرم۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں نے رسول کریم ﷺ سے بچو کے متعلق پوچھا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اور جب محرم اسے شکار کرے تو اس کے عوض بھیڑ دے دے“ (مشکوٰۃ صفحہ 237)

☆ درندے اور شکاری جانور کا شکار حلال ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پانچ جانور وہ ہیں جنہیں حرم یا احرام میں مارنے والے پر گناہ نہیں۔

- |            |                 |
|------------|-----------------|
| چوہا       | 1- الفارۃ       |
| کوا        | 2- الغراب       |
| چیل        | 3- الحداءۃ      |
| بچھو       | 4- العقرب       |
| دیوانہ کتا | 5- الكلب العقور |

(مسند احمد صفحہ 50 ج 2)

یہ پانچ جانور ہیں، یعنی اپنے نفع کے بغیر دوسرے کا نقصان کر دینے والے ان کا قتل ہر جگہ اور ہر حال میں درست ہے یعنی احرام میں ہوں یا نہ ہوں۔ دیوانہ کتا فرمانے سے معلوم ہوا شکاری، آوارہ یا پالتو کتا مارنا درست نہیں۔

یہ حدیث شریف ان احادیث مبارکہ کے خلاف نہیں جن میں پانچ سے زیادہ موذی



جانوروں درندوں یا حشرات الارض کا ذکر ہے۔

أم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں رسول کریم ﷺ نے فرمایا پانچ جانور موذی ہیں حل و حرم میں قتل کیے جائیں۔

- |            |                  |
|------------|------------------|
| سانپ       | 1- الحیة         |
| چتکبر اکوا | 2- الغراب الابقع |
| چوہا       | 3- الفارة        |
| دیوانہ کتا | 4- الكلب العقور  |
| چیل        | 5- الحدیا        |

(مشکوٰۃ صفحہ 236)

دونوں روایات کے مطابق درج ذیل موذی جانوروں اور حشرات الارض کو مارنا جائز ہے۔ 1- چیل، 2- کوا، 3- چتکبر اکوا، 4- چوہا، 5- دیوانہ کتا، 6- سانپ، 7- بچھو۔

سانپ درندہ شکاری، موذی جانور جیسے شیر، بھیڑیا وغیرہ بھی حل و حرم میں احرام و حلال میں مارنا منع نہیں۔

پھر محرم کے شکار کی دو صورتیں:

1- ایک یہ کہ محرم خود جس شکار کو مارے یہ جانور تو تمام مسلمانوں کے لئے حرام ہے کہ محرم کا شکار کسی کو "حلال" نہیں۔

2- دوسرے یہ کہ محرم (احرام والا) حلال (جس نے احرام نہیں باندھا) کو شکار بتائے یا مدد کرے یہ شکار "حلال" تو کھا سکتا ہے محرم نہیں کھا سکتا۔

مگر ان دونوں صورتوں میں محرم پر شکار کی قیمت خیرات کرنی ہوگی۔ یاد رہے! حملہ آور درندے کو محرم قتل کر سکتا ہے:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"محرم حملہ کرنے والے درندے کو قتل کر سکتا ہے"۔ (مشکوٰۃ صفحہ 236)

اس حدیث کے دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک تو یہ کہ جب درندہ محرم پر حملہ آور ہو تو محرم



اسے قتل کر سکتا ہے ورنہ نہیں اور دوسرا یہ کہ حملہ کرنے والے درندوں کا قتل جائز ہے کیونکہ درندے حملہ کرنے کے عادی ہوتے ہیں۔ لہذا محرم انہیں قتل کر سکتا ہے۔

### سعی میں غلطیاں

- ☆ سعی کے چار یا زیادہ پھیرے بلا عذر چھوڑ دیئے یا سواری پہ کیے تو دم لازم ہے لیکن حج ہو گیا اور چار سے کم پھیرے بلا عذر چھوڑ دیئے تو ہر پھیرے کے بدلے صدقہ اور اعادہ کر لیا تو دم اور صدقہ ساقط ہو گیا اور اگر عذر کی وجہ سے ایسا کیا تو معاف ہے یہی حکم ہر واجب کا ہے کہ اس کو عذر صحیح کی وجہ سے ترک کر سکتا ہے۔ (عالمگیری)
- ☆ طواف سے پہلے سعی کر لی اور اعادہ نہ کیا تب بھی دم لازم ہو گیا۔ (درمختار)
- ☆ طواف کر کے حالت جنابت میں یا بے وضو سعی کی تو سعی کے اعادے کی ضرورت نہیں۔ (ایضاً)
- ☆ سعی میں احرام یا زمانہ حج شرط نہیں اگر نہ کر سکا تو جب بھی کرے گا ادا ہو جائے گی۔

(جوہرہ)

### وقوف عرفہ و مزدلفہ و رمی کی غلطیاں

- ☆ اگر کوئی حاجی غروب آفتاب سے پہلے ہی عرفات سے چلا گیا تو اس پر دم لازم ہے پھر اگر غروب سے پہلے واپس آ گیا تو دم ساقط ہو گیا اور اگر غروب کے بعد واپس آیا تو ساقط نہ ہوا اور عرفات سے چلے آنا چاہیے اختیار سے ہو یا بے اختیار (مثلاً سواری پہ سوار تھا تو وہ اسے بھگالے گئی) دونوں صورتوں میں دم لازم ہے۔ (عالمگیری)
- ☆ اگر کسی حاجی نے دسویں ذی الحجہ کی صبح کو مزدلفہ میں بلا عذر وقوف نہ کیا تو دم دے۔ ہاں اگر کمزور ہو یا عورت نے رش کی وجہ سے وقوف ترک کر دیا تو کوئی جرم مانہ نہیں۔

(جوہرہ)

- ☆ اگر کسی نے ایک دن بھی رمی نہیں کی یا صرف ایک دن کی مکمل یا اکثر ترک کر دی۔ مثلاً دسویں کو تین کنکریاں ماریں یا دسویں کے بعد دس کنکریاں تک ماریں یا کسی دن کی رمی بالکل یا اکثر دوسرے دن کی تو ان تمام صورتوں میں دم دے گا اور اگر کسی دن کی رمی



نصف سے کم چھوڑی مثلاً دسویں کو چار کنکریاں ماریں اور تین چھوڑ دیں یا اور دنوں کی گیارہ ماریں اور دس چھوڑ دیں یا دوسرے دن رمی کی تو ہر کنکری پہ ایک صدقہ دے اور اگر صدقوں کی قیمت دم کے برابر ہو جائے تو کچھ کم کر دے۔ (عالمگیری شامی)

### قربانی اور حلق میں غلطی

☆ اگر کسی نے حرم میں حلق نہ کیا بلکہ حدود حرم سے باہر کیا یا بارہویں کے بعد کیا یا رمی سے پہلے کیا یا قارن و متمتع نے قربانی سے پہلے کیا یا ان دونوں نے رمی سے پہلے قربانی کی تو ان تمام صورتوں میں دم ہے (در مختار)

☆ عمرہ کا حلق بھی حرم میں ہونا ضروری ہے ورنہ دم لازم ہوگا لیکن اس میں وقت کی شرط نہیں ہے۔ (ایضاً)

☆ اگر حاجی نے بارہ ذی الحجہ کے بعد حرم سے باہر سر منڈایا تو دو دم لازم ہو گئے ایک حرم سے باہر حلق کرنے کا اور دوسرا بارہ کے بعد کرنے کا (شامی) یاد رہے! حج کی تین قسمیں ہیں۔

1- حج - قرآن (تکبر القاف) کہ میقات سے حج و عمرہ دونوں کی اکٹھی نیت سے احرام باندھے اور مکہ شریف میں حاضر ہو کر پہلے عمرہ کرے اور پھر اس احرام سے حج بھی کرے یہ حج (مشقت زیادہ ہونے کی وجہ سے) امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کے نزدیک افضل ہے۔

2- حج تمتع کہ صرف عمرہ کا احرام باندھا جائے اور عمرہ کی ادائیگی کے بعد احرام کھول دیا جائے پھر حج کے دنوں سے پہلے یا آٹھ ذی الحجہ کو حج کے لئے مکہ مکرمہ کی حدود میں ہی احرام باندھ لے۔

بعض نے حج تمتع کو دو قسموں میں تقسیم کیا ہے ایک وہ جو ہدی کے ساتھ ہو دوسرا وہ جو بغیر ہدی کے ہو۔ (مرآة)

3- حج افراد صرف حج کا احرام ہی باندھے اور عمرہ کو حج کے ساتھ نہ ملایا جائے۔

حج قرآن کرنے والے کو قارن، متمتع والے کو متمتع اور حج افراد کرنے والے کو مفرد کہتے ہیں۔



## اعمال حج و عمرہ اور ان کے احکام

<u>افعالِ قرآن</u>		<u>افعالِ عمرہ</u>	
شرط	احرام حج و عمرہ	شرط	احرامِ عمرہ
رکن (فرض)	طوافِ عمرہ مع رمل	رکن	طوافِ مع رمل
واجب	سعیِ عمرہ	واجب	سعی
سنت	طوافِ قدوم مع رمل	واجب	سرمنڈانا یا بال کترانا
واجب	سعی	<u>افعال حج افراد</u>	
رکن (فرض)	وقوفِ عرفہ	شرط	احرام
واجب	وقوفِ مزدلفہ	سنت	طوافِ قدوم
واجب	رمیِ جمرہ عقبہ	رکن (فرض)	وقوفِ عرفہ
واجب	قربانی	واجب	وقوفِ مزدلفہ
واجب	سر کے بال منڈانا یا کتروانا	واجب	رمیِ جمرہ عقبہ
رکن (فرض)	طوافِ زیارت	اختیاری	قربانی
واجب	رمیِ جمار	واجب	سرمنڈانا یا بال کتروانا
واجب	طوافِ وداع	رکن (فرض)	طوافِ زیارت
		واجب	سعی
		واجب	رمیِ جمار



طواف وداع واجب

نوٹ:- قارن کے لئے طوافِ قدوم کے بعد سعی افضل ہے۔ اگر اس وقت سعی نہیں کی تو طوافِ زیارت کے بعد ضرور کرے ورنہ واجب ترک ہوگا۔

واجب	قربانی	افعال تمتع جبکہ ہدی ساتھ نہ ہو
واجب	سرمنڈوانا یا بال کتر وانا واجب	وقوفِ مزدلفہ
واجب	طوافِ زیارت مع رمل رکن (فرض)	رمیِ جمرہ عقبہ
واجب	سعی	احرامِ عمرہ
واجب	رمیِ جمار	طوافِ عمرہ مع رمل
واجب	طوافِ وداع	سعیِ عمرہ
		سر کے بال منڈوانا یا کتر وانا واجب
		آٹھویں ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھنا شرط
		وقوفِ عرفہ رکن

### حاجیوں کی سہولت کے لئے چارٹ

ذیل کے نقشے کے ذریعے نہایت اختصار سے بتایا گیا ہے کہ ایک حاجی کو گھر سے روانہ ہو کر اختتامِ حج تک کیا کچھ اور کس ترتیب سے کرنا ہوگا۔

3	2	1
باوضو شہر مکہ مکرمہ میں داخل ہونا اور مسجد حرام میں حاضری	حدودِ میقات پر پہنچ کر غسل یا وضو کر کے احرام باندھنا	گھر سے روانگی
6	5	4
طواف کے بعد صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا بعد ازیں مسجد حرام میں دو رکعت نماز پڑھنا	طواف کے بعد مقامِ ابراہیم پر دو رکعت نفل واجب الطواف ادا کرنا	استلامِ حجرِ اسود کے بعد طواف یعنی خانہ کعبہ کے گرد سات چکر لگانا



9	8	7
9 ذی الحجہ کو میدان عرفات میں جانا	منیٰ میں ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر ادا کرنا	8 ذی الحجہ کو طواف قدوم کر کے صبح سویرے منیٰ جانا
12	11	10
10 ذی الحجہ کو مزدلفہ سے بعد نماز فجر منیٰ واپس آنا، جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارنا	9 ذی الحجہ کو غروب آفتاب کے بعد رات کے کسی حصہ میں مزدلفہ پہنچنا اور مغرب اور عشاء اکٹھی پڑھنا	میدان عرفات میں زوال سے لے کر 10 ذی الحجہ طلوع صبح صادق سے پہلے تک کسی وقت بھی وقوف کرنا
15	14	13
11، 12 ذی الحجہ کو منیٰ میں قیام کرنا اور ان تینوں جمرات کو کنکریاں مارنا	10، 11 اور 12 ذی الحجہ میں سے کسی دن طواف زیارت کر لینا	10 ذی الحجہ کو قربانی کرنا، سر منڈوانا اور طواف زیارت کے لئے خانہ کعبہ جانا
18	17	16
12 یا 13 ذی الحجہ کو مکہ مکرمہ واپس آ کر طواف وداع کرنا اور آب زمزم پی کر مکہ مکرمہ سے رخصت ہونا	ہر فرض اور واجب کا اس کے مقام اور وقت پر ادا کرنا	اگر 12 ذی الحجہ کو منیٰ سے نہ نکل سکیں تو 13 ذی الحجہ کو کنکریاں مار کر مکہ مکرمہ روانہ ہونا

(بشکریہ: ماہنامہ سیدھا راستہ دسمبر 2005ء)

## عمرہ کرنے کا مختصر طریقہ

غسل یا وضو کر کے دو آن سلی چادریں زیب تن کر لے، بال، ناخن، غسل، وضو سے پہلے کاٹ لے۔ کیونکہ بحالت احرام یہ کام ممنوع ہیں۔ جوتا ایسا استعمال کرے کہ پاؤں کے اوپر درمیان والی ہڈی کھلی رہے، پیٹی باندھنے کی اجازت ہے، خوشبودار منجن، ٹوتھ پیسٹ وغیرہ



استعمال نہ کرے نہ ہی ٹشو پیپر (Tissue Paper) استعمال کرے چہرے کو کپڑا وغیرہ نہ لگائے اگر خوشبودار ہے تو دم لازم آئے گا۔ الغرض! نیت سے قبل احرام کی چادریں باندھ لے، کندھے ڈھانپ لے اور سر بھی ڈھانپ کر دو رکعت نماز بہ نیت احرام ادا کرے اگر مکروہ وقت نہ ہو۔ یہ دو رکعت سنت احرام ہیں پہلی رکعت میں بعد الفاتحہ سورۃ کافرون اور دوسری میں سورۃ اخلاص پڑھنا مستحب ہے۔ نماز سے فارغ ہو کر سر ننگا کرے اور بیٹھے بیٹھے عمرہ کی اس طرح نیت کرے: اللھم انی ارید العبرۃ فی سرھا لی وتقبلھا منی۔ اس کے بعد مرد تمام نمازیں ننگے سر پڑھیں۔ نیت کے بعد تین مرتبہ تلبیہ مرد باواز بلند پڑھے۔ ایک بار پڑھنا شرط ہے تین بار پڑھنا مستحب۔

پھر حضور علیہ السلام پہ باواز خفی درود بھیج کر یہ دعا مانگے: اللھم انی اسئلك رضاك والجنة واعوذ بك من غضبك والنار۔ ہر نئی حالت پہ تلبیہ کہنا مستحب ہے۔ مثلاً سواری پہ سوار ہوتے ہوئے اترتے ہوئے مڑتے ہوئے بلندی پستی پہ سوتے جاگتے، فرائض و نوافل کے بعد کسی سے ملتے وقت بلندی پہ چڑھتے ہوئے ساتھ تکبیر بھی ملالے اور اترتے ہوئے تسبیح۔ مکہ شریف میں داخل ہوتے ہوئے یہ دعا پڑھے:

اللھم ان هذا حرمك وحرمة رسولك فحرم لحمی ودمی وعظمی  
 علی النار اللھم امنی من عذابك یوم تبعث عبادك واجلعتنی من  
 اولیاءك واهل طاعتك وتب علی انك انت التواب الرحیم۔  
 حرم شریف میں داخل ہوتے وقت یوں کہے: بسم اللہ والصلوة والسلام علی  
 رسول اللہ۔ دایاں قدم اندر رکھے اور مسجد میں داخل ہونے کی دعا پڑھے اور ساتھ اعتکاف  
 کی نیت کر لے بیت اللہ پر نظر پڑے تو تین مرتبہ تکبیر کہے اور تین مرتبہ لا الہ الا اللہ  
 کہے۔ پھر جو دعا آتی ہو مانگے۔ ایک دعا یہ ہے: اعوذ بك برب البيت من الكفر  
 والفقر دمن ضیق الصدر و عذاب القبر۔ اس وقت کھڑے ہو کر دونوں ہاتھ اٹھا کر  
 دعا مانگنا مستحب ہے بعد ازاں ہاتھ اٹھا کر دعا نہ مانگے۔ تحیۃ المسجد ادا کیے بغیر طواف میں  
 مصروف ہو جائے مگر جب کہ نماز قضا ہونے کا یا مستحب وقت یا جماعت نکل جانے کا خوف



طواف حجرِ اسود سے شروع کرے اس طرح کہ حجرِ اسود کو دائیں جانب رکھے یعنی کالی پٹی سے پہلے کھڑا ہو۔ طواف کی نیت یہ ہے:

اللهم انى اريد طواف الحرم سبعة اشواط لله تعالى فيسره لى وتقبله منى۔ پھر چلے اور کالی پٹی پہ آ کر سینہ اور منہ حجرِ اسود کی طرف کرے۔ تکبیر کہے اور ہاتھ اٹھائے پھر پہلی دفعہ حجرِ اسود کے سامنے کھڑا ہو کر بسم اللہ اللہ اکبر ولله الحمد کہے۔ پھر تکبیر تحریمہ کی طرح ہاتھ اٹھائے کہ ہتھیلیاں حجرِ اسود کی طرف ہوں پھر استلام کرے یعنی ممکن ہو تو بوسہ لے ورنہ اس کی طرف ہاتھ اٹھا کر ہاتھوں کو چوم لے اور طواف شروع کر دے ہاتھ کھلے چھوڑ دے۔ افضل یہ ہے کہ دعاؤں کی بجائے تلاوت قرآن کرتا رہے۔ بیت اللہ کے دروازے کی طرف نہ بڑھے بلکہ بائیں کندھا بیت اللہ کی طرف رہے نہ کہ چہرہ اور سینہ۔ طواف کے دوران بیت اللہ کو پیٹھ بھی نہ کرے۔ رکن یمانی پہ پہنچے تو اس کو چھو کر استلام کرے بوسہ نہ دے۔ دونوں ہاتھوں سے یا دائیں ہاتھ سے چھوئے بائیں ہاتھ سے نہ چھوئے نہ چھو سکے تو اشارہ ہی کافی ہے۔ ایک چکر مکمل ہو تو حجرِ اسود کے سامنے آ کر استلام کرے اور اللہ اکبر ' لا اله الا الله والصلوة والسلام على رسول الله پڑھے پورے طواف میں آٹھ مرتبہ استلام ہوگا۔ پیشاب پاخانہ دبا کر طواف کرنا مکروہ ہے۔ پہلے تین چکروں میں رمل کرے اور یہ صرف اس طواف میں ہوگا جس کے بعد سعی ہو یعنی عمرہ وحج کا طواف اسی طرح اضطباع (دایاں کندھا ننگا رکھ کر طواف کرنا) بھی۔ طواف کے بعد مقام ابراہیم پہ نماز پڑھے (دو رکعت واجب الطواف) اگر مکروہ وقت نہ ہو ورنہ بعد میں پڑھ لے۔ پھر زمزم پئے اور سعی کی طرف چلا جائے۔ صفا پہ جائے اور یہ پڑھے: ابدأ ابدأ ابدأ الله تعالى به ان الصفا والمرودة من شعائر الله۔ قبلہ رو ہو کر اس طرح سعی کی نیت کرے۔

اللهم انى اريد السعى بين الصفا والمرودة سبعة اشواط لله تعالى فيسره لى وتقبله منى۔ میلین اخضرین میں دوڑ کر چلنا سنت ہے۔ صفا و مروہ پہ چڑھے تو دونوں ہاتھ دعا کی طرح اٹھائے نہ کہ تکبیر تحریمہ کی طرح۔ دعائیں یاد نہ ہوں تو اللہ کی حمد و ثنا کرتا



رہے۔ اگر وضو ٹوٹ جائے تو بے وضو ہی سعی کرے۔ سعی سے فارغ ہو کر بال منڈانے سے پہلے مسجد میں آ کر دو رکعت ادا کرنا مستحب ہے بشرطیکہ وقت مکروہ نہ ہو۔ پھر حلق کرائے یا قصر (عمرہ مکمل ہوا)

### حج و عمرہ کے متفق علیہ اور اجماعی مسائل

حج اور عمرہ کے اکثر مسائل میں آئمہ فقہ کا اختلاف پایا جاتا ہے لیکن کئی مسائل ایسے بھی ہیں کہ جو متفق علیہ ہیں اور ان میں آئمہ کرام کے درمیان کوئی اختلاف نہیں اور اگر بعد کے فقہاء مجتہدین نے اختلاف کیا بھی ہے تو معمولی نوعیت کا جس کی ہر مسئلہ کے ساتھ وضاحت کر دی گئی ہے۔

☆ شوہر بیوی کو نفلی حج پر جانے سے روک سکتا ہے۔  
☆ اسلامی فریضہ کے طور پر حج عمر میں ایک ہی بار ہے ہاں اگر کوئی حج کی نذر مان لے تو ادا واجب ہے۔

☆ مواقیت (احرام کی منزلیں) وہی ہیں جو حدیث میں رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہیں۔

☆ اگر کسی نے میقات سے پہلے احرام باندھ لیا تو وہ احرام میں داخل ہو گیا۔ (لیکن میقات سے احرام باندھنا افضل ہے اور اس سے پہلے مکروہ ہے) (تحقیق

☆ احرام بغیر غسل کے جائز ہے۔ (مگر غسل کر لینا مستحب ہے)

☆ احرام کے لئے غسل واجب نہیں۔ (مفتی مکہ امام عطاء بن ابی رباح اور امام حسن بصری

کے نزدیک احرام باندھنے کا غسل واجب ہے) (ابن منذر

☆ حج و عمرہ کا دار و مدار دل کے ارادہ پر ہے نہ کہ زبان سے تلبیہ (لبیک اللہم لبیک)

کی ادائیگی پر لہذا اگر کسی نے حج کا دلی ارادہ کیا اور زبان سے حج کا تلبیہ نکل گیا تو

دل کی نیت کا اعتبار کرتے ہوئے حج یا عمرہ ادا کرے گا۔

☆ جس نے حج کے مہینوں میں فریضہ حج کی نیت کرتے ہوئے لبیک پکارا (اور حج ادا کر

لیا) تو اس نے اپنے فریضہ کو ادا کر لیا۔ حج کے مہینے یہ ہیں: شوال، ذی قعدہ، ذی الحجہ

کے پہلے دس دن (تحقیق)



☆ محرم کے لئے ممنوعہ اشیاء یہ ہیں، جماع، شکار، خوشبو، بعض قسم کے کپڑے، بال کا ثنا اور ناخن تراشنا۔

☆ مذکورہ اشیاء محرم کے لئے حالت احرام میں منع ہیں، البتہ پچھنا لگوانا جائز ہے۔

☆ حج میں وقوف عرفہ سے پہلے جس نے اپنی بیوی سے قصداً جماع کیا، اس پر حج کی قضا آئندہ واجب ہوگی اور قربانی کا جانور بھی۔ (عطاء بن ابی رباح اور قتادہ بن عامر سدوسی کا اس مسئلہ میں اختلاف منقول ہے) ابن منذر

☆ محرم کے لئے مندرجہ ذیل اشیاء ممنوع ہیں، سر منڈانا، بال اکھاڑنا، یا کیمیاوی طریقہ سے بالوں کو صاف کرنا۔

☆ بسبب علت و بیماری حالت احرام میں سر منڈانا جائز ہے۔

☆ حالت احرام میں سر منڈانیوالے پر فدیہ واجب ہے۔

☆ حالت احرام میں ناخن تراشنا منع ہے۔

☆ ٹوٹا ہوا ناخن وغیرہ حالت احرام میں الگ کر دینا جائز ہے۔

☆ مرد کو حالت احرام میں قمیص، پاجامہ، پگڑی، ٹوپی اور موزہ پہننا منع ہے۔

☆ عورت کو حالت احرام میں قمیص، جمپر، شلوار، اوڑھنی اور موزہ پہننا جائز ہے۔

☆ مرد کو حالت احرام میں سر ڈھانکنا منع ہے۔

☆ مرد کو حالت احرام میں زعفران اور ورس میں رنگا کپڑا پہننا بھی منع ہے۔

☆ عورتوں کو بھی حالت احرام میں وہی چیزیں منع ہیں جو مردوں کو صرف احرام کے

کپڑوں میں عورتیں الگ ہیں۔ (زیور پہننا اور خضاب لگانا بھی ان کے لیے جائز ہے)۔

☆ محرم نے حالت احرام کو یاد رکھتے ہوئے قصداً شکار کر لیا تو اسے بطور کفارہ فدیہ دینا

واجب ہے۔ مجاہد کے قول کے مطابق اگر حالت احرام میں قصداً شکار کر لے اور احرام

کی حالت یاد نہ ہو تو اس غلطی کا کفارہ ادا کرے گا۔ لیکن حالت احرام کو یاد رکھتے

ہوئے قصداً شکار کر لے تو اس پر کوئی حکم نہیں لگایا جائے گا۔ مجاہد کا یہ قول سورہ مائدہ کی



آیت نمبر ۹۵ کے خلاف ہے۔ (ابن منذر)

- ☆ حالت احرام میں شکار کے بدلے ایک بکری ادا کی جائے گی۔
- ☆ حرم کے کبوتر کا شکار کرنے پر ایک بکری (بطور فدیہ) واجب ہوگی۔ (امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس کتوبر کی قیمت ادا کی جائے گی۔)
- ☆ حالت احرام میں دریائی شکار اور اس کی خرید و فروخت اور کھانا سب جائز ہے۔
- ☆ حالت احرام میں ان جانوروں کا قتل کرنا جائز ہے جن کے بارے میں حدیث میں صراحت آئی ہے۔
- ☆ لیکن ابراہیم نخعی چوہیا کے قتل سے منع فرماتے ہیں۔ (ابن منذر)
- ☆ اگر درندہ نے کسی محرم کو تکلیف دی اور اس نے اسے حالت احرام میں قتل کر دیا تو کوئی فدیہ وغیرہ واجب نہیں۔
- ☆ حالت احرام میں بھیڑیے کا قتل جائز ہے۔ (جیسا کہ مرسل حدیث میں آیا ہے جس کے راوی ثقہ ہیں) التحقیق
- ☆ حالت احرام میں غسل جنابت جائز ہے۔ (صرف امام مالک کے ہاں حالت احرام میں پانی کے اندر سر ڈبونا مکروہ ہے) (ابن منذر)
- ☆ حالت احرام میں مسواک جائز ہے۔
- ☆ حالت احرام میں تیل، گھی اور چربی کھانا جائز ہے۔
- ☆ حالت احرام میں سر کے علاوہ پورے بدن پر تیل کی مالش کرنا جائز ہے۔
- ☆ حالت احرام میں حمام (غسل خانہ) میں جانا (یعنی گرم پانی سے غسل کرنا) جائز ہے۔ (امام مالک کے نزدیک اس حالت میں میل کچیل دور کرنے پر فدیہ ہے)۔
- ☆ حجر اسود پر سجدہ کرنا (یعنی بوسہ کے بعد اس پر پیشانی رکھنا) جائز ہے۔ (عند المالک بدعت ہے)
- ☆ عورتوں پر طواف اور صفا و مروہ کی سعی میں رمل واجب نہیں۔
- ☆ اثناء طواف پانی پینا جائز ہے۔



☆ اگر کسی کو طواف کے چکروں (کی تعداد) میں شک ہو جائے تو یقینی تعداد پر بنا کرتے ہوئے طواف پورا کرے گا۔

☆ اگر کسی نے طواف کے سات پھیروں میں سے کچھ کیا اور فرض نماز باجماعت قائم ہو گئی تو نماز کے بعد وہ وہیں سے اپنا باقی طواف شروع کرے گا۔ (صرف حسن بصری نے اس میں اختلاف کیا ہے)

☆ جس نے طواف کے سات پھیروں کے لیے اور (مقام ابراہیم پر) دو رکعت نماز پڑھی اس نے صحیح عمل کیا۔

☆ مریض کو طواف کرایا جائے گا اور یہ اس کے لیے کافی ہوگا۔ (عطاء بن ابی رباح کے نزدیک مریض کی طرف سے اجرت پہ کوئی دوسرا طواف کر سکتا ہے) بچہ کو بھی طواف کرایا جائے گا۔

☆ مسجد کے باہر سے طواف درست نہیں۔

☆ زمزم کے پیچھے سے بھی طواف درست ہے۔

☆ طواف کرنے والا (طواف) کی دو رکعت (مسجد حرام میں) جہاں چاہے ادا کرے۔ (عند الممالک حجر اسماعیل میں درست نہیں)

☆ طواف اور مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز کے بعد حجر اسود کا بوسہ جائز ہے جیسا کہ حدیث میں اس کی صراحت مذکور ہے۔

☆ جس نے صفا سے سعی شروع کی اور مروہ پر ختم کی اس نے سنت کے مطابق سعی کی۔

☆ اگر کسی نے بغیر وضو صفا و مروہ کی سعی کی تو یہ بھی جائز ہے۔ (حسن بصری کے ہاں اگر حلال ہونے سے پہلے بے وضو ہونا یاد آ گیا تو طواف دہرائے یا طواف اور سعی دونوں بے وضو کیے تو بھی طواف دہرائے گا)

☆ آفاقی اگر عمرہ کی غرض سے حج کے مہینوں میں مکہ گیا اور مکہ ہی میں رہتے ہوئے اسی سال حج بھی کر لیا تو اس کا حج حج تمتع ہے لہذا اگر قربانی کا جانور میسر ہو تو قربانی کرنے ورنہ روزہ رکھے۔



☆ حج کے مہینوں میں عمرہ کی غرض سے اگر کوئی مکہ میں داخل ہوا، تو بیت اللہ کا طواف کرنے سے پہلے حج بھی اس پر داخل ہو گیا۔ (یعنی اس پر حج قرآن کا حکم لگے گا اور قرآن کی شرائط واجب ہوں گی) (تفسیر قرطبی ۲/۳۹۸)

☆ اگر کسی نے عرفہ کی رات منیٰ میں گزار دی اور صحیح وقت سے عرفہ پہنچ گیا تو کوئی حرج نہیں۔

☆ منیٰ میں جہاں چاہیں حاجی پڑاؤ ڈالیں۔

☆ میدان عرفات میں امام ظہر اور عصر کی نماز بیک دیگر پڑھائے گا۔ الگ پڑھنے والے (جو امام کے ساتھ جماعت نہ پاسکیں) بھی دونوں نماز اکٹھا پڑھیں گے۔

☆ وقوف عرفہ فرض ہے، جس سے وقوف عرفہ چھوٹ گیا اس کا حج نہیں ہوا۔

☆ عرفہ کے روز زوال آفتاب کے بعد رات و دن میں جب کسی نے میدان عرفات میں وقوف کر لیا، اس نے حج پالیا۔ (امام مالک کا اس میں اختلاف ہے، ان کے ہاں اس پر

آئندہ حج واجب ہوگا)

☆ میدان عرفات میں بلا وضو بھی کسی نے وقوف کر لیا، تو اس نے حج پالیا، اور اس پر کوئی کفارہ واجب نہیں۔

☆ (میدان مزدلفہ میں) مغرب اور عشاء کی نماز کا جمع کرنا سنت ہے۔

☆ دونوں نمازوں کو جمع کرنے والا درمیان میں سنت و نفل نہیں ادا کرے گا۔

☆ مزدلفہ سے منیٰ پہنچ کر کنکریاں مارنے میں جس قدر دیر ہو جائے جائز ہے۔

☆ رسول اللہ ﷺ نے (دس ذی الحجہ) قربانی کے روز طلوع آفتاب کے بعد جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارا۔

☆ قربانی کے روز صرف جمرہ عقبہ کو کنکریاں ماری جائیں۔

☆ قربانی کے روز طلوع فجر کے بعد اور طلوع آفتاب سے پہلے اگر کسی نے جمرہ عقبہ کو کنکریاں ماریں تو درست ہے۔

☆ کسی بھی طرح کنکریاں چلائی جائیں، اگر صحیح جگہ پہنچ گئیں تو درست ہے۔



☆ جس نے ایام تشریق میں زوال آفتاب کے بعد کنکریاں ماریں تو اس کا یہ عمل درست ہے۔ (یعنی زوال آفتاب سے پہلے بھی کنکریاں مارنا جائز ہے۔)

☆ شیخ عبداللہ بن زید الحمود نے پسر الاسلام فیا حکام بیت اللہ الحرام میں زوال سے پہلے جمرات کو کنکری مارنے کے جواز کی تحقیق پیش کی ہے اور عطا بن اب یرباح مفتی مکہ اور طاؤس بن کیسانی یمانی ایام تشریق میں زوال سے پہلے جمرات کو کنکریاں مارنے کے علی الطلاق قائل ہیں۔ (التحقیق)

☆ گنجا بال موٹڈتے وقت اپنے سر پر استرا پھیرے گا۔

☆ عورتوں کو بال موٹڈنا نہیں ہے۔ (بلکہ صرف قصر ہے)

☆ واجب طواف طواف افاضہ ہے۔ (یعنی قربانی کے دن کا طواف)

☆ اگر کسی نے طواف افاضہ ایام تشریق میں ادا کیا اور قربانی کے روز نہ کرسکا اس نے اس فرض کو ادا کر دیا جو اللہ تعالیٰ نے اس پر واجب کیا تھا اور تاخیر کا کوئی کفارہ اس پر نہیں۔

☆ جو بچہ کنکریاں مارنے کی طاقت نہیں رکھتا اس کی کنکریاں ماری جائیں گی۔

☆ بال موٹڈنے کے بجائے چھوٹے (قصر) کرانا درست ہے۔ (حسن بصری فرماتے

ہیں جس نے حج بطور فرض ادا کیا اس پر سر موٹڈنا (حلق) واجب ہے۔)

☆ غیر ایام حج میں اگر کوئی (مکہ سے) منیٰ جائے تو نماز قصر نہیں کرے گا۔

☆ کوئی آفاقی حج سے نکل کر منیٰ سے پہلے ہی کوچ میں اپنے وطن واپس جانا چاہتا ہے تو

دوسرے روز جانے سے پہلے زوال کے بعد کنکریاں مار لے۔ (حسن بصری اور

ابراہیم نخعی کا اس میں اختلاف ہے)

☆ طواف اور سعی (صفا، مروہ کی دوڑ) سے پہلے جماع کرنے والے نے حج خراب کر

دیا۔

☆ خارج حرم اگر کسی نے عمرہ کے احرام کی نیت کی تو احرام لازم ہوگا۔

☆ جو بیت اللہ تک پہنچنے سے مایوس ہو جائے اور احرام کھول دینا ہے اس کے لئے جائز



ہو چکا ہو لیکن اس نے احرام تبدیل نہیں کیا۔ یہاں تک کہ اس کی رکاوٹ جاتی رہے۔  
ایسے شخص پر واجب ہے کہ بیت اللہ جائے اور اپنا حج پورا کرے۔

☆ جو فریضہ حج کے ادا کرنے پر قادر ہے، ضروری ہے کہ بذات خود اس فریضہ کو ادا کرے،  
دوسرا اس کی طرف سے ادا کرے تو مقبول نہیں۔

☆ مرد کو عورت کا حج بدل اور عورت کو مرد کا حج بدل کرنا جائز ہے۔ حسن بن صالح ہمدانی  
کا خیال ہے کہ ایسا حج بدل مکروہ ہے۔ (ابن المنذر)

ابن قدامہ نے المغنی (2/184) میں لکھا ہے کہ حسن بن صالح کا یہ خیال حدیث کے  
ظاہری مفہوم سے غفلت کی بنیاد پر ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے عورت کو اپنے باپ  
کا حج بدل کرنے کا حکم دیا تھا۔ (التحقیق)

☆ فریضہ حج بچہ سے معاف ہے۔

☆ مجنون یا بچہ کو سات لے کر نہیں حج کرایا گیا، پھر مجنون شفا یا ب ہو گیا یا بچہ بالغ ہو گیا  
تو ان کا یہ حج فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے کافی نہ ہوگا (بلکہ انہیں از سر نو حج ادا کرنا  
ہوگا اگر استطاعت ہو)

☆ (حج کے سلسلہ میں) بچوں کے جرم (کافیہ) انہیں کے مال میں ان پر واجب ہے۔

☆ حرم کے شکار حرام ہیں، شکاری حالت احرام میں ہو یا نہ ہو۔

☆ حرم کے پودے کاٹنا حرام ہے۔

☆ حرم کی جملہ پیداوار جس کی کاشت لوگوں نے کی ہے (ان کا کاٹنا) جائز ہے، جیسے

سبزیاں، غلے اور خوشبودار پودے وغیرہ۔

(کتاب الاجماع لابن المنذر نیشاپوری)



## حج، عمرہ اور حاضری مدینہ منورہ کی دعائیں

گھر سے روانگی کی دعا اللَّهُمَّ بِكَ انْتَشَرْتُ وَرَأَيْتُكَ تَوَجَّهْتُ وَ  
بِكَ اعْتَصَمْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ اللَّهُمَّ أَنْتَ ثِقَتِي وَأَنْتَ  
رِجَائِي اللَّهُمَّ اكْفِنِي مَا أَهَمَّنِي وَمَا لَا أَهْتَمُّ بِهِ وَمَا أَنْتَ  
أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي عَزَّ جَارُكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ اللَّهُمَّ زَوِّدْنِي لِتَقْوَى  
وَاعْفِرْ لِي ذُنُوبِي وَوَجِّهْنِي إِلَى الْخَيْرِ أَيَّمَا تَوَجَّهْتُ اللَّهُمَّ  
إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ وَعْشَاءِ السَّفَرِ وَكَأُتْبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَالْحَوْرِ  
بَعْدَ الْكُورِ وَسُوءِ الْمَنْظَرِ فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ وَالْوَالِدِ بِسْمِ  
اللَّهِ وَبِاللَّهِ وَتَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ  
اللَّهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ نَزِلَّ أَوْ نُزَلَ أَوْ نُضِلَّ أَوْ نُضَلَّ أَوْ  
نَظْلَمَ أَوْ نُظْلَمَ أَوْ نَجْهَلَ أَوْ يَجْهَلَ عَلَيْنَا أَحَدٌ  
 سفر سے بخیریت واپس ہونے کی دعا إِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ

لَرَادُّكَ إِلَى مَعَادٍ ط

کسی سواری پر بیٹھنے کی دعا سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ  
مُقْرِبِينَ ۝ وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ ۝  
 جہاز پر سوار ہونے کی دعا بِسْمِ اللَّهِ مَجْرِبَهَا وَمُرْسَاهَا إِنَّ

رَبِّي لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ط

صرف عمرہ کی میت اللَّهُمَّ إِنِّي أُرِيدُ الْعَمْرَةَ فَيَسِّرْهَا لِي وَتَقَبَّلْهَا مِنِّي



حج افراد یعنی صرف حج کی نیت اللَّهُمَّ إِنِّي أُرِيدُ الْحَجَّ فَيَسِّرْهُ  
 لِي وَتَقَبَّلْهُ مِنِّي نَوَيْتُ الْحَجَّ وَأَحْرَمْتُ بِهِ مُخْلِصًا لِلَّهِ تَعَالَى ،  
 حج تمتع کی نیت اللَّهُمَّ إِنِّي أُرِيدُ الْعُمْرَةَ فَيَسِّرْهَا لِي وَتَقَبَّلْهَا  
 مِنِّي نَوَيْتُ الْعُمْرَةَ وَأَحْرَمْتُ بِهَا مُخْلِصًا لِلَّهِ تَعَالَى ،  
 حج قرآن یعنی حج اور عمرہ دونوں کی نیت اللَّهُمَّ إِنِّي أُرِيدُ الْعُمْرَةَ  
وَالْحَجَّ فَيَسِّرْهُمَا لِي وَتَقَبَّلْهُمَا مِنِّي نَوَيْتُ الْعُمْرَةَ وَالْحَجَّ  
وَأَحْرَمْتُ بِهِمَا مُخْلِصًا لِلَّهِ تَعَالَى -

تلبیہ یعنی لبیک کہنا لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ  
لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ  
لَكَ اللَّهُمَّ أَحْرَمَ لَكَ شَعْرِي وَبَشْرِي وَعَظْمِي وَدِرْعِي مِنْ  
النِّسَاءِ وَالطَّيِّبِ كُلِّ شَيْءٍ حَرَّمْتَهُ عَلَيَّ السُّحْرِمِ ابْتَغَى بِذَلِكَ  
وَجْهَكَ الْكَرِيمَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ بِيَدَيْكَ  
وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ لَبَّيْكَ ذَا النِّعْمَاءِ وَالْفَضْلِ  
الْحَسَنِ لَبَّيْكَ مَرْغُوبًا وَمَرْهُوبًا إِلَيْكَ لَبَّيْكَ إِلَهَ الْخَلْقِ  
لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ حَقًّا حَقًّا تَعَبُّدًا وَرِقًّا لَبَّيْكَ عَدَدَ التُّرَابِ  
وَالْحِصَى لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ ذَا الْمَعَارِجِ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ مِنْ عَبْدٍ  
أَبَى إِلَيْكَ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ فَرَّاجَ الْكُرُوبِ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ أَنَا  
عَبْدُكَ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ غَفَّارَ الذُّنُوبِ لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَى  
أَدَاءِ فَرَضِ الْحَجِّ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّي وَاجْعَلْنِي مِنَ الَّذِينَ اسْتَجَابُوا



لَكَ وَأَمَنُوا بِوَعْدِكَ وَابْتَغُوا أَمْرَكَ وَاجْعَلْنِي مِنْ وَفْدِكَ  
الَّذِينَ رَضِيتَ عَنْهُمْ وَأَرْضَيْتَ هُمْ وَقَبِلْتَهُمْ

شہر مکہ پر نگاہ پڑتے وقت کی دعا اللَّهُمَّ اجْعَلْ لِي بِهَا قَرَارًا

وَأَرْزُقْنِي فِيهَا رِزْقًا حَلَالًا، اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبِّي وَأَنَا عَبْدُكَ  
وَالْبَلَدُ بَلَدُكَ وَجُنَّتْكَ هَارِبًا مِنْكَ إِلَيْكَ لَا أَدِي فَرَايَضَكَ  
أَطْلُبُ رَحْمَتَكَ وَالْتِمَسُ رِضْوَانَكَ أَسْأَلُكَ مَسْئَلَةَ  
الْمُضْطَرِّينَ إِلَيْكَ وَالْحَائِفِينَ عَقُوبَتَكَ أَسْأَلُكَ أَنْ  
تُقْبِلَنِي الْيَوْمَ بِعَفْوِكَ وَتُدْخِلَنِي فِي رَحْمَتِكَ وَتَتَجَاوَزَ عَنِّي  
بِمَغْفِرَتِكَ وَتُعِينَنِي عَلَى آدَاءِ فَرَايِضِكَ اللَّهُمَّ نَجِّنِي مِنْ  
عَذَابِكَ وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَأَدْخِلْنِي فِيهَا وَأَعِزَّنِي  
مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

باب السلام میں داخلہ کی دعا اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَفِيكَ

السَّلَامُ وَإِلَيْكَ يَرْجِعُ السَّلَامُ حِينَمَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَأَدْخِلْنَا  
دَارَ السَّلَامِ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ  
أَعُوذُ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيمِ  
مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَالسَّلَامُ  
عَلَى رَسُولِ اللَّهِ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ  
سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي  
ذُنُوبِي وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ



خانہ کعبہ کی زیارت کے وقت کی دعا اللَّهُمَّ اِيْمَانًا بِكَ وَ

تَصَدِيقًا بِكِتَابِكَ وَوَفَاءً بِعَهْدِكَ وَاتِّبَاعًا لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ  
 سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ  
 زِدْ بَيْتَكَ هَذَا تَعْظِيمًا وَتَشْرِيفًا وَمَهَابَةً وَزِدْ مِنْ  
 تَعْظِيمِهِ وَتَشْرِيفِهِ مِنْ حَجَّةٍ وَإِعْتَمَرَةٍ تَعْظِيمًا وَ  
 تَشْرِيفًا وَمَهَابَةً اللَّهُمَّ هَذَا بَيْتُكَ وَأَنَا عَبْدُكَ  
 أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدِّينِ وَالْأَنْبِيَاءِ وَالْآخِرَةِ  
 لِيْ وَلِوَالِدَيْيَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَلِعَبِيدِكَ  
 (یہاں اپنا نام لیں) اللَّهُمَّ انصُرْهُ نَصْرًا عَزِيزًا اَمِيْنًا

حجر اسود دیکھ کر دعا پڑھیے لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهُ صَدَقَ

وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهُ لَا اِلَهَ اِلَّا  
 اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ  
 عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ،

طواف کی نیت اللَّهُمَّ اِنِّيْ اُرِيْدُ طَوَافَ بَيْتِكَ الْحَرَامِ فَيَسِّرْهُ لِيْ

وَتَقَبَّلْهُ مِنِّيْ سَبْعَةَ اَشْوَاطٍ لِلّٰهِ تَعَالٰى۔

حجر اسود کی طرف ہتھیلیاں اٹھا کر یہ دعا پڑھیں بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ

وَلَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَرُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ اس کے



اس کے بعد آپ طواف شروع کر دیجئے۔

### پہلے چکر کی دعا

سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ  
وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ  
عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ اِيْمَانًا بِكَ وَتَصْدِيْقًا  
بِكِتَابِكَ وَوَفَاءً بِعَهْدِكَ وَاتِّبَاعًا لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ وَحَبِيْبِكَ مُحَمَّدٍ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ اِنِّي اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ وَ  
الْمُعَافَاةَ الدَّائِمَةَ فِي الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَالْفَوْزَ  
بِالْجَنَّةِ وَالنَّجَاةَ مِنَ النَّارِ

مستجاب یعنی رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہ دعا پڑھیں

رَبَّنَا اِنْتَنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا  
عَذَابَ النَّارِ وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ مَعَ الْاَبْرَارِ يَا عَزِيْزُ يَا غَفُوْرًا  
يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ

### دوسرے چکر کی دعا

اللَّهُمَّ اِنَّ هَذَا الْبَيْتَ بَيْتُكَ وَالْحَرَمَ حَرَمُكَ وَالْاَمْنَ  
اَمْنُكَ وَالْعَبْدَ عَبْدُكَ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاِبْنُ عَبْدِكَ وَهَذَا  
مَقَامُ الْعَائِدِيْنَ بِكَ مِنَ النَّارِ فَحَرِّمْ لِحُومَنَا وَبَشَرَتَنَا عَلَى



النَّارِ اللَّهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْإِيمَانَ وَزَيِّنْهُ فِي قُلُوبِنَا وَكَرِّهْ  
 إِلَيْنَا الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ وَاجْعَلْنَا مِنَ الرَّاشِدِينَ  
 اللَّهُمَّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ اللَّهُمَّ ارْزُقْنِي  
 الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ ط

مستجاب یعنی رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہ دعا پڑھیں

رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا  
 عَذَابَ النَّارِ وَأَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ مَعَ الْأَبْرَارِ يَا عَزِيزُ يَا غَفَّارُ  
 يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ ○

تیسرے چکر کی دعا

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الشُّكِّ وَالشَّرِّ وَالشَّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَ  
 سُوءِ الْأَخْلَاقِ وَسُوءِ الْمَنْظَرِ وَالْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَالْأَهْلِ  
 وَالْوَالِدِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ رِضَاكَ وَالْجَنَّةَ وَأَعُوذُ بِكَ  
 مِنْ سَخَطِكَ وَالنَّارِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ  
 وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ ،

مستجاب یعنی رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہ دعا پڑھیں

رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ  
 النَّارِ وَأَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ مَعَ الْأَبْرَارِ يَا عَزِيزُ يَا غَفَّارُ  
 يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ



## چوتھے چکر کی دعا

اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَبْرُورًا وَسَعِيًّا مَشْكُورًا وَذَنْبًا مَغْفُورًا وَ  
 عَمَلًا صَالِحًا مَقْبُولًا وَتِجَارَةً لَنْ تَبُورَ يَا عَالِمَ مَا فِي الصُّدُورِ  
 أَخْرِجْنِي يَا اللَّهُ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ  
 مُوجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ  
 إِثْمٍ وَالْغَنِيمَةَ مِنْ كُلِّ بَرٍّ وَالفَوْزَ بِالْجَنَّةِ وَالنَّجَاةَ مِنَ  
 النَّارِ رَبِّ قَتِّعْنِي بِمَا رَزَقْتَنِي وَبَارِكْ لِي فِي مَا آعْطَيْتَنِي  
 وَاخْلُفْ عَلَيَّ مِنْ كُلِّ غَائِبَةٍ لِي مِنْكَ بِخَيْرٍ۔

مستجاب یعنی رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہ دعا پڑھیں

رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا  
 عَذَابَ النَّارِ وَأَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ مَعَ الْأَبْرَارِ يَا عَزِيزُ يَا غَفَّارُ  
 يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ

## پانچویں چکر کی دعا

اللَّهُمَّ أَظْلَمَنِي تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِكَ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّكَ وَلَا  
 بَاقِيَ إِلَّا وَجْهَكَ وَاسْقِنِي مِنْ حَوْضِ نَبِيِّكَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرْبَةً هَنِيبَةً مَرِيئَةً لَا تَطْمَأَنَّ بَعْدَهَا  
 أَبَدًا اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ



سَيِّدُنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ  
 مِنْهُ نَبِيُّكَ سَيِّدُنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ إِنِّي  
 أَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَنَعِيمَهَا وَمَا يُقَرِّبُنِي إِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ فِعْلٍ  
 أَوْ عَمَلٍ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ النَّارِ وَمَا يُقَرِّبُنِي إِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ  
 فِعْلٍ أَوْ عَمَلٍ ،

مستجاب یعنی رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہ دعا پڑھیں

رَبَّنَا إِنِّي أَسْأَلُكَ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ  
 النَّارِ وَأَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ مَعَ الْأَبْرَارِ يَا عَزِيزُ يَا غَفَّارُ يَا  
 رَبَّ الْعَالَمِينَ ○

### چھٹے چکر کی دعا

اللَّهُمَّ إِنَّ لَكَ عَلَيَّ حُقُوقًا كَثِيرَةً فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَكَ وَحُقُوقًا  
 كَثِيرَةً فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَ خَلْقِكَ اللَّهُمَّ مَا كَانَ لَكَ مِنْهَا فَاغْفِرْهُ لِي وَ  
 مَا كَانَ لِحَلْفِكَ فَتَحَمَلْهُ عَنِّي وَاعْنِنِي بِحَلَالِكَ لِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَبِطَاعَتِكَ  
 عَنْ مَعْصِيَتِكَ وَبِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ يَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَةِ اللَّهُمَّ إِنَّ  
 بَيْتَكَ عَظِيمٌ وَوَجْهَكَ كَرِيمٌ وَأَنْتَ يَا اللَّهُ حَلِيمٌ كَرِيمٌ عَظِيمٌ  
 تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي ،

مستجاب یعنی رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہ دعا پڑھیں

رَبَّنَا إِنِّي أَسْأَلُكَ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ



النَّارِ وَأَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ مَعَ الْأَبْرَارِ يَا عَزِيزُ يَا غَفَّارُ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ

## ساتویں چکر کی دعا

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ إِيْمَانًا كَامِلًا وَيَقِينًا صَادِقًا وَسِرْقًا  
وَإِسْعًا وَقَلْبًا خَاشِعًا وَلِسَانًا ذَاكِرًا وَحَلَا لَا طَيْبًا وَتَوْبَةً  
تُصَوِّحًا وَتَوْبَةً قَبْلَ الْمَوْتِ وَرَاحَةً عِنْدَ الْمَوْتِ وَمَغْفِرَةً  
وَرَحْمَةً بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَفْوَ عِنْدَ الْحِسَابِ وَالْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ  
وَالنَّجَاةَ مِنَ النَّارِ بِرَحْمَتِكَ يَا عَزِيزُ يَا غَفَّارُ رَبِّ زِدْنِي  
عِلْمًا وَالْحَقِّيْنِي بِالصَّالِحِينَ ،

مستجاب یعنی رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہ دعا پڑھیں

رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ  
النَّارِ وَأَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ مَعَ الْأَبْرَارِ يَا عَزِيزُ يَا غَفَّارُ يَا  
رَبَّ الْعَالَمِينَ ؕ

## طواف کے بعد و مقام ملتزم کی دعا

اللَّهُمَّ يَا رَبَّ الْبَيْتِ الْعَتِيقِ أَعْتَقْ رِقَابَنَا وَرِقَابَ آبَائِنَا  
وَأُمَّهَاتِنَا وَإِخْوَانِنَا وَأَوْلَادِنَا مِنَ النَّارِ يَا ذَا الْجُودِ وَالْكَرَمِ  
وَالْفَضْلِ وَالْمِنَّةِ وَالْعَطَاءِ وَالْإِحْسَانِ اللَّهُمَّ احْسِنْ عَاقِبَتَنَا  
فِي الْأُمُورِ كُلِّهَا وَأَجِرْنَا مِنْ خِزْيِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْآخِرَةِ ،  
اللَّهُمَّ إِنِّي عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَأَقِفْ تَحْتَ بَابِكَ مُلْتَزِمٌ بِأَعْتَابِكَ



مُتَدَلِّلٌ بَيْنَ يَدَيْكَ أَرْجُوا رَحْمَتَكَ وَأَخْشَى عَذَابَكَ يَا  
 قَدِيمَ الْإِحْسَانِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ أَنْ تَرْفَعَ ذِكْرِي وَتَضَعَهُ  
 وَرُزْقِي وَتُصَلِّحَ أَمْرِي وَتُطَهِّرَ قَلْبِي وَتُنَوِّرَ لِي فِي قَبْرِي وَ  
 تَغْفِرَ لِي ذَنْبِي وَأَسْأَلُكَ الدَّرَجَاتِ الْعُلَى مِنَ الْجَنَّةِ طَيِّبًا  
 وَاجِدُ يَا مَا جِدُ لَا تُزِلُّ عَنِّي نِعْمَةً أَنْعَمْتَ بِهَا عَلَيَّ، اللَّهُمَّ  
 يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ  
 مُوجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ  
 إِشْمٍ وَالْفُوزَ بِالْجَنَّةِ وَالتَّجَاةَ مِنَ النَّارِ - اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ  
 الْهُدَى وَالتَّقَى وَالْعَفَافَ وَالْغِنَى رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ  
 السَّمِيعُ الْعَلِيمُ وَتُبَّ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ

### مقام ابراہیم کی دعا

وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى

اللَّهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ سِرِّي وَعَلَانِيَتِي فَأَقْبِلْ مَعْدِرَتِي وَتَعْلَمُ  
 حَاجَتِي فَأَعْطِنِي سُؤَالِي وَتَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي فَاعْفِرْ لِي ذُنُوبِي  
 اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ إِيمَانًا يَأْتِي قَلْبِي وَيَقِينًا صَادِقًا حَتَّى  
 أَعْلَمَ أَنَّهُ لَا يُصِيبُنِي إِلَّا مَا كَتَبْتَ لِي رِضًا مِنْكَ بِمَا قَسَمْتَ  
 لِي أَنْتَ وَرَبِّي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَالْحَقْقِنِي  
 بِالصَّالِحِينَ اللَّهُمَّ لَا تَدَعْ لَنَا فِي مَقَامِنَا هَذَا ذَنْبًا إِلَّا



غَفْرَتَهُ وَلَا هَمًّا إِلَّا فَرَجْتَهُ وَلَا حَاجَةً إِلَّا قَضَيْتَهَا وَيَسِّرْهَا  
 فَيَسِّرْ أُمُورَنَا وَاشْرَحْ صُدُورَنَا وَنَوِّرْ قُلُوبَنَا وَاخْتِمِ بِالصَّالِحَاتِ  
 أَعْمَالَنَا اللَّهُمَّ تَوَقَّنَا مُسْلِمِينَ وَاحِينًا مُسْلِمِينَ وَالْحَقَّنَا  
 بِالصَّالِحِينَ غَيْرِ خَزَايَا وَلَا مَفْتُونِينَ ۝ آمِينَ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ  
 وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى حَبِيبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ ۝

مقام حجر (حطیم کے اندر) اسماعیل علیہ السلام کی دعا

اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا  
 عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا  
 صَنَعْتُ، أَبُوؤُكَ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأَبُوؤُ بِيذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي  
 فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ  
 خَيْرِ مَا سَأَلَكَ بِهِ عِبَادُكَ الصَّالِحُونَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ  
 مَا اسْتَعَاذَكَ مِنْهُ عِبَادُكَ الصَّالِحُونَ اللَّهُمَّ بِاسْمِكَ  
 الْحُسْنَى وَصِفَاتِكَ الْعُلْيَا طَهَّرْ قُلُوبَنَا مِنْ كُلِّ وَصْفٍ يُبَايِدُنَا  
 عَنْ مَشَاهِدَتِكَ وَحُبَّتِكَ وَآمِنْنَا عَلَى السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ وَ  
 الشُّوقِ إِلَى لِقَائِكَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ - اللَّهُمَّ نَوِّرْ  
 بِالْعِلْمِ قَلْبِي وَاسْتَعْمِلْ بِطَاعَتِكَ بَدَنِي وَخَلِّصْ مِنَ الْفِتَنِ  
 سِرِّي وَاشْغَلْ بِالْأَعْتَابِ فِكْرِي وَقِنِي شَرَّ وَسَاوِسِ الشَّيْطَانِ  
 وَاجْرُنِي مِنْهُ يَا رَحْمَنُ حَتَّى لَا يَكُونَ لَهُ عَلَيَّ سُلْطَانٌ



رَبَّنَا إِنَّا أَمْنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ -  
 زمزم شریف پیتے وقت قبلہ رخ ہو کر یہ دعا پڑھیں

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ إِيمَانًا كَامِلًا وَيَقِينًا صَادِقًا وَقَلْبًا  
 خَاشِعًا وَلسَانًا ذَاكِرًا وَعِلْمًا نَافِعًا وَأَوْلَادًا صَالِحًا  
 وَرِزْقًا وَاسِعًا حَلَالًا طَيِّبًا كَثِيرًا وَعَمَلًا صَالِحًا مَقْبُولًا  
 وَتَوْبَةً نَّصُوحًا وَتَوْبَةً قَبْلَ الْمَوْتِ وَرَاحَةً عِنْدَ الْمَوْتِ  
 وَرَحْمَةً وَمَغْفِرَةً بَعْدَ الْمَوْتِ - وَشِفَاءً مِّنْ كُلِّ دَاءٍ  
 وَسُقْمٍ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

سعی شروع کرنے سے پہلے صفا کی پہاڑی پر قبلہ رخ ہو کر یہ دعا پڑھیں

اللَّهُمَّ إِنِّي أُرِيدُ السَّعْيَ بَيْنَ الصِّفَا وَالْمَرْوَةِ فَيَسِّرْهُ لِي  
 وَتَقَبَّلْهُ مِنِّي سَبْعَةَ أَشْوَاطٍ لِلَّهِ تَعَالَى عَزَّ وَجَلَّ - أَبْدَأُ بِمَا  
 بَدَأَ اللَّهُ بِهِ إِنَّ الصِّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ  
 الْبَيْتَ أَوْ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ  
 تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللَّهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ - اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ  
 لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ وَاللَّهُ الْحَمْدُ  
 الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى مَا هَدَانَا الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى مَا أَوْلَانَا الْحَمْدُ  
 لِلَّهِ عَلَى مَا أَلْهَمَنَا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا  
 لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا  
 شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ



حَتَّى لَا يَمُوتَ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ لَا إِلَهَ  
 إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ صَدَقَ وَعْدُهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَأَعَزَّ جُنْدَهُ وَ  
 هَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَلَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ  
 مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ فَسُبْحَانَ اللَّهِ حِينَ  
 تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمَوَاتِ وَ  
 الْأَرْضِ وَعَشِيًّا وَحِينَ تُظْهِرُونَ ۚ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ  
 وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَ  
 كَذَلِكَ تُخْرَجُونَ ۝ اللَّهُمَّ كَمَا هَدَيْتَنِي لِلْإِسْلَامِ أَسْأَلُكَ  
 أَنْ لَا تَنْزِعَهُ مِنِّي حَتَّى تَوْفَّقَانِي وَأَنَا مُسْلِمٌ سُبْحَانَ اللَّهِ  
 وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا  
 قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ اللَّهُمَّ أَحْيِنِي عَلَى سُنَّةِ نَبِيِّكَ  
 مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَوَفَّنِي عَلَى مِلَّتِهِ وَ  
 ائْتِنِي مِنْ مَضَلَّاتِ الْفِتَنِ اللَّهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْ يُحِبُّكَ وَ  
 يُحِبُّ رَسُولَكَ وَأَنْبِيَآئَكَ وَمَلَائِكَتَكَ وَعِبَادَكَ الصَّالِحِينَ  
 اللَّهُمَّ يَسِّرْ لِي الْيُسْرَى وَجَنِّبِي الْعُسْرَى اللَّهُمَّ أَحْيِنِي عَلَى  
 سُنَّةِ رَسُولِكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَوَفَّنِي  
 مُسْلِمًا وَالْحَقِيقِي بِالصَّالِحِينَ وَاجْعَلْنِي مِنْ وَرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيمِ  
 وَاغْفِرْ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ ۝ اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ إِيمَانًا  
 كَامِلًا وَقَلْبًا خَاشِعًا وَنَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَيَقِينًا صَادِقًا وَ



دِينًا قِيمًا وَ نَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ مِنْ كُلِّ بَلِيَّةٍ وَ نَسْئَلُكَ تَمَامَ  
 الْعَافِيَةَ وَ نَسْئَلُكَ الْغِنَى عَنِ النَّاسِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَ بَارِكْ  
 عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلَى اٰلِهِ وَ صَحْبِهِ عَدَدَ خَلْقِكَ وَ رِضَا نَفْسِكَ  
 وَ زِينَةَ عَرْشِكَ وَ مِدَادَ كَلِمَاتِكَ كُلَّمَا ذَكَرَكَ الذَّاكِرُونَ وَ  
 غَفَلَ عَنِ ذِكْرِكَ الْغَافِلُونَ ۝ اب آپ سعی شروع کر دیں۔

### سعی کے پہلے چکر کی دعا

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا وَ اَلْحَمْدُ  
 لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَ سُبْحَانَ اَللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَ بِحَمْدِهِ الْكَرِيْمِ بُكْرَةً وَ اَصِيْلًا  
 وَ مِنْ اللَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهُ وَ سَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَللّٰهُ وَحْدَهُ  
 اَنْجَزَ وَعَدَّاهُ وَ نَصَرَ عَبْدَهُ وَ هَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهُ لَا شَيْءَ قَبْلَهُ  
 وَ لَا بَعْدَهُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَ هُوَ حَيٌّ دَائِمٌ لَا يَمُوْتُ وَ لَا يَفُوْتُ اَبَدًا  
 يَمِيْدُهُ الْخَيْرُ وَ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ وَ هُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ هَارِبٌ  
 اَغْفِرُ وَ اَرْحَمُ وَ اَعْفُ وَ تَكْرَّمُ وَ تَجَاوَزُ عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّكَ تَعْلَمُ  
 مَا لَا نَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ اَللّٰهُ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ، رَبَّنَا نَجِّنَا مِنْ  
 النَّارِ سَالِمِيْنَ غَانِمِيْنَ فَرِحِيْنَ مُسْتَبْشِرِيْنَ مَعَ عِبَادِكَ  
 الصّٰلِحِيْنَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اَللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَ  
 الصّٰدِقِيْنَ وَ الشُّهَدَاءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ وَ حَسَنُ اَوْلِيَكَ رَفِيْقًا  
 ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنْ اَللّٰهِ وَ كَفَى بِاللّٰهِ عِلْمًا لَا اِلٰهَ اِلَّا اَللّٰهُ



حَقًّا حَقًّا، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ تَعَبُّدًا أَوْ رِقًّا، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَلَا نَعْبُدُ  
 إِلَّا إِيَّاهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ۝  
 مروہ پہاڑی کے قریب یہ آیت پڑھیں إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ  
اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا  
وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللَّهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ ۝  
 وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ  
 وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ، يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ ۝

### دوسرے چکر کی دعا

اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ الْحَمْدُ لِلَّهِ لَا إِلَهَ  
 إِلَّا اللَّهُ الْوَاحِدُ الْفَرْدُ الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ صَاحِبَةً  
 وَلَا وَلَدًا وَلَا يَكُنْ لَهُ وَلِيٌّ مِّنَ الدُّنْيَا وَكَبْرُهُ تَكْبِيرًا،  
 اللَّهُمَّ إِنَّكَ قُلْتَ فِي كِتَابِكَ الْمُنَزَّلِ أَدْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ  
 دَعْوَانَا رَبَّنَا فَاعْفِرْ لَنَا كَمَا أَمَرْتَنَا إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ  
 رَبَّنَا إِنَّا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِي لِلْإِيمَانِ أَنْ آمِنُوا بِرَبِّكُمْ  
 فَآمَنَّا رَبَّنَا فَاعْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَقَّنَا مَعَ  
 الْأَبْرَارِ رَبَّنَا وَآتِنَا مَا وَعَدْتَنَا عَلَى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ  
 الْقِيَامَةِ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ  
 أَنبَأْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ



سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا  
 إِنَّكَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَعْفُ وَتَكْرَمْ وَتَجَاوَزْ  
 عَمَّا تَعْلَمُ إِنَّكَ تَعْلَمُ مَا لَا نَعْلَمُ إِنَّكَ أَنْتَ اللَّهُ الْأَعَزُّ الْأَكْرَمُ  
 إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ  
 فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللَّهَ  
 شَاكِرٌ عَلِيمٌ

### تیسرے چکر کی دعا

اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ وَ لِلَّهِ الْحَمْدُ رَبَّنَا ائْتِمُّ لَنَا  
 نُورَنَا وَ اغْفِرْ لَنَا إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ  
 الْخَيْرَ كُلَّهُ عَاجِلَهُ وَ آجِلَهُ وَ اسْتَغْفِرُكَ لِذَنْبِي وَ أَسْأَلُكَ  
 رَحْمَتَكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَعْفُ وَتَكْرَمْ  
 وَ تَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ إِنَّكَ تَعْلَمُ مَا لَا نَعْلَمُ إِنَّكَ أَنْتَ اللَّهُ الْأَعَزُّ  
 الْأَكْرَمُ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا وَ لَا تَزِغْ قَلْبِي بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنِي  
 وَ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ اللَّهُمَّ عَافِنِي  
 فِي سَمْعِي وَ بَصَرِي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ  
 عَذَابِ الْقَبْرِ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ  
 اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَ الْفَقْرِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ  
 بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَ بِمَعَاذِكَ مِنْ عِقَابِكَ وَ أَعُوذُ بِكَ مِنْكَ



لَا أَحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَيَّ نَفْسِكَ فَلَاكَ  
الْحَمْدُ حَتَّى تَرْضَى -

إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوْ  
اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا  
فَإِنَّ اللَّهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ ۝

### چوتھے چکر کی دعا

اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ وَ لِلَّهِ الْحَمْدُ اللَّهُمَّ إِنِّي  
أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا تَعْلَمُ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ وَ  
أَسْتَغْفِرُكَ مِنْ كُلِّ مَا تَعْلَمُ إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ لَا إِلَهَ  
إِلَّا اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِينُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ لِصَادِقِ  
الْوَعْدِ الْأَمِينِ - اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ كَمَا هَدَيْتَنِي لِلْإِسْلَامِ  
أَنْ لَا تَنْزِعَهُ مِنِّي حَتَّى تَتَوَفَّأَنِي وَأَنَا مُسْلِمٌ اللَّهُمَّ اجْعَلْ فِي  
قَلْبِي نُورًا وَفِي سَمْعِي نُورًا وَفِي بَصَرِي نُورًا - اللَّهُمَّ اشْرَحْ لِي  
صَدْرِي وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ وَسَاوِسِ لُصْدِ  
وَسْتَاتِ الْأَمْرِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ  
مَا يَلِجُ فِي اللَّيْلِ وَشَرِّ مَا يَلِجُ فِي النَّهَارِ وَمِنْ شَرِّ مَا تَهْبُ  
بِهِ الرِّيَّاحُ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ - سُبْحَانَكَ مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ  
عِبَادَتِكَ يَا اللَّهُ سُبْحَانَكَ وَمَا ذَكَرْنَاكَ حَقَّ ذِكْرِكَ يَا اللَّهُ



رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاعْفُ وَتَكَرَّمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ إِنَّكَ  
تَعْلَمُ مَا لَا نَعْلَمُ إِنَّكَ أَنْتَ اللَّهُ الْأَعَزُّ الْأَكْرَمُ إِنَّ الصِّفَا  
وَالْمَرُوءَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوْ اعْتَمَرَ فَلَا  
جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللَّهَ  
شَاكِرٌ عَلِيمٌ

### پانچویں چکر کی دعا

اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ الْحَمْدُ سُبْحَانَكَ  
مَا شَكَرْنَاكَ حَقَّ شُكْرِكَ يَا اللَّهُ، سُبْحَانَكَ مَا أَعْلَا شَأْنُكَ  
يَا اللَّهُ، اللَّهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْإِيمَانَ وَزَيِّنْهُ فِي قُلُوبِنَا وَ  
كِرْهُ الْبَيْنَا الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ وَاجْعَلْنَا مِنَ الرَّاشِدِينَ  
رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاعْفُ وَتَكَرَّمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ إِنَّكَ  
تَعْلَمُ مَا لَا نَعْلَمُ إِنَّكَ أَنْتَ اللَّهُ الْأَعَزُّ الْأَكْرَمُ اللَّهُمَّ قِنِي  
عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ اللَّهُمَّ اهْدِنِي بِالْهُدَى وَنَقِّنِي  
بِالتَّقْوَى، وَاغْفِرْ لِي فِي الْآخِرَةِ وَالْأُولَى اللَّهُمَّ ابْسُطْ عَلَيْنَا  
مِنْ بَرَكَاتِكَ وَرَحْمَتِكَ وَفَضْلِكَ وَرِزْقِكَ اللَّهُمَّ ارْحَمْنِي  
أَسْأَلُكَ النَّعِيمَ الْمُقِيمَ الَّذِي لَا يَحُولُ وَلَا يَزُولُ أَبَدًا  
اللَّهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُورًا، وَفِي سَمْعِي نُورًا وَفِي لِسَانِي نُورًا،  
وَعَنْ يَمِينِي نُورًا وَمِنْ فَوْقِي نُورًا وَاجْعَلْ فِي نَفْسِي نُورًا



وَعَظَّمْ لِي نُورَ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي إِنَّ  
 الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوْ اعْتَمَرَ فَلَا  
 جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللَّهَ  
 شَاكِرٌ عَلِيمٌ

چھٹے چکر کی دعا

اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ وَ لِلَّهِ الْحَمْدُ لَا إِلَهَ إِلَّا  
 اللَّهُ وَحْدَهُ وَصَدَقَ وَعْدُهُ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ، وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ  
 وَحْدَهُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَلَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ مُخْلِصِينَ لَهُ  
 الدِّينَ وَتَوَكَّرَ الْكَافِرُونَ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْهُدَى وَالتُّقَى  
 وَالْعَفَافَ وَالْغِنَى، اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَالَّذِي نَقُولُ وَخَيْرًا  
 مِمَّا نَقُولُ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ رِضَاكَ وَالْجَنَّةَ وَأَعُوذُ بِكَ  
 مِنْ سَخَطِكَ وَالنَّارِ وَمَا يَقْرَبُنِي إِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ فِعْلٍ أَوْ  
 عَمَلٍ اللَّهُمَّ بِسُورِكَ اهْتَدَيْنَا وَبِفَضْلِكَ اسْتَغْنَيْنَا وَفِي  
 كَنْفِكَ وَإِنْعَامِكَ وَعَطَائِكَ وَإِحْسَانِكَ أَصْبَحْنَا وَآمَسَيْنَا  
 أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَا قَبْلَكَ شَيْءٌ وَالْآخِرُ فَلَا بَعْدَكَ شَيْءٌ وَالظَّاهِرُ  
 فَلَا شَيْءٌ فَوْقَكَ وَالْبَاطِنُ فَلَا شَيْءٌ دُونَكَ نَعُوذُ بِكَ مِنَ الْفَلَسِ  
 أَوِ الْكَسْلِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ، وَفِتْنَةِ الْغِنَى وَنَسْأَلُكَ الْفَوْزَ  
 بِالْجَنَّةِ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاعْفُ وَتَكْرَّمْ وَتَجَاوَزْ عَنَّا



تَعْلَمُ إِنَّكَ تَعْلَمُ مَا لَا نَعْلَمُ إِنَّكَ أَنْتَ اللَّهُ الْأَعَزُّ الْأَكْرَمُ  
 إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوْ  
 اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا  
 فَإِنَّ اللَّهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ

سعی کے ساتویں یعنی آخری چکر کی دعا

اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا  
 اللَّهُمَّ حَبِّبْ إِلَيَّ الْإِيمَانَ وَزَيِّنْهُ فِي قَلْبِي وَكَرِّهْ إِلَيَّ الْكُفْرَ  
 وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الرَّاشِدِينَ رَبِّ اغْفِرْ  
 وَارْحَمْ وَأَعْفُ وَتَكَلَّمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ إِنَّكَ تَعْلَمُ مَا لَا  
 نَعْلَمُ إِنَّكَ أَنْتَ اللَّهُ الْأَعَزُّ الْأَكْرَمُ اللَّهُمَّ اخْتِمْ بِالْخَيْرَاتِ  
 أَجَالَنَا وَحَقِّقْ بِفَضْلِكَ أَمَالَئَنَا وَسَهِّلْ لِبُلُوغِ رِضَاكَ سُبُلَنَا وَ  
 حَسِّنْ فِي جَمِيعِ الْأَحْوَالِ أَعْمَالَنَا، يَا مُنْقِذَ الْغَرَقِيِّ، يَا مُنْجِي  
 الْهَلَكِيِّ، يَا شَاهِدَ كُلِّ نَجْوَى، يَا مُنْتَهَى كُلِّ شَكْوَى، يَا قَدِيمَ  
 الْإِحْسَانِ يَا دَائِمَ الْمَعْرُوفِ يَا مَنْ لَا غِنَى بِشَيْءٍ عَنْهُ وَلَا بُدٌّ  
 لِكُلِّ شَيْءٍ مِنْهُ يَا مَنْ رَزَقَ كُلَّ شَيْءٍ عَلَيْهِ وَمَصِيرُ كُلِّ شَيْءٍ  
 إِلَيْهِ اللَّهُمَّ إِنِّي عَائِدٌ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا أَعْطَيْتَنَا وَمِنْ شَرِّ مَا  
 مَنَعْتَنَا اللَّهُمَّ تَوَقَّنَا مُسْلِمِينَ وَالْحَقُّنَا بِالصَّالِحِينَ غَيْرِ خَزَايَا  
 وَلَا مَفْتُونِينَ رَبِّ يَسِّرْ وَلَا تُعَسِّرْ، رَبِّ اتِّمِّمْ بِالْخَيْرِ - إِنَّ







الْحَمْدُ يُجِيئُ وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ  
 وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ. اللَّهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُورًا وَ  
 فِي سَمْعِي نُورًا وَفِي بَصَرِي نُورًا اللَّهُمَّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي  
 وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي اللَّهُمَّ يَا رَفِيعَ الدَّرَجَاتِ وَيَا مُنْزِلَ  
 الْبَرَكَاتِ وَفَاطِرَ الْأَرْضِينَ وَالسَّمَوَاتِ ضَمِّتْ إِلَيْكَ  
 الْأَصْوَاتُ بِصُنُوفِ اللُّغَاتِ نَسَأُ لَكَ الْحَاجَاتِ وَحَاجَتِي  
 إِلَّا تَنْسَانِي فِي دَارِ الْبَلَاءِ إِذَا نَسِيتُنِي أَهْلُ الدُّنْيَا.  
 اللَّهُمَّ إِنَّكَ تَسْمَعُ كَلَامِي وَتَرَى مَكَانِي وَتَعْلَمُ  
 سِرِّي وَعَلَا نِيَّتِي وَلَا يَخْفَى عَلَيْكَ شَيْءٌ مِنْ أَمْرِي  
 أَنَا الْبَائِسُ الْفَقِيرُ، الْمُسْتَغِيثُ الْمُسْتَجِيرُ الْوَجِلُ  
 الْمَشْفِقُ الْمُعْتَرِفُ بِذُنُوبِهِ أَسْأَلُكَ مَسْأَلَةَ الْمُسْلِكِينَ  
 وَأَبْتَهَلُ إِلَيْكَ ابْتِهَالَ الْمُذْنِبِ الذَّلِيلِ وَ  
 أَدْعُوكَ دُعَاءَ الْخَائِفِ الضَّرِيرِ مَنْ خَضَعَتْ إِلَيْكَ  
 لَكَ رَقَبَتُهُ، وَفَاضَتْ لَكَ عِبْرَتُهُ، وَذَلَّتْ لَكَ جَبْهَتُهُ  
 وَرَغِمَ لَكَ أَنْفُهُ، اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْنِي بِدُعَائِكَ رَبِّ  
 شَقِيًّا وَكُنْ رءُوفًا رَحِيمًا يَا خَيْرَ الْمَسْئُولِينَ وَأَكْرَمَ  
 الْمُعْطِينَ، اللَّهُمَّ رَبَّنَا إِنَّا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَفِي الْآخِرَةِ



حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ اللَّهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا  
 كَثِيرًا وَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ فَاعْفِرْ لِي مَغْفِرَةً  
 مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ  
 اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَغْفِرَةً تُصَلِحُ بِهَا شَأْنِي فِي الدَّارَيْنِ،  
 وَارْحَمْنِي رَحْمَةً وَاسِعَةً أَسْعَدُ بِهَا فِي الدَّارَيْنِ  
 وَتُبْ عَلَيَّ تَوْبَةً نَّصُوحًا لَا أَنْكُرُهَا أَبَدًا وَالزِّمْمِي  
 سَبِيلَ الْإِسْتِقَامَةِ لَا أَرْيَعُ عَنْهَا أَبَدًا اللَّهُمَّ انْقِلِبْنِي  
 مِنْ ذِلِّ الْمَعْصِيَةِ إِلَى عِزِّ الطَّاعَةِ وَاكْفِنِي بِحَلَالِكَ  
 عَنِ حَرَامِكَ وَاعْزِزْنِي بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ، وَنُورْ  
 قَلْبِي وَقَبْرِي وَاهْدِنِي، وَاعِزَّنِي مِنَ الشَّرِكِيِّ،  
 وَاجْمَعْ لِي الْخَيْرَ كُلَّهُ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْهُدَى  
 وَالتَّقَى وَالْعَفَافَ وَالْغِنَى، اللَّهُمَّ ارْزُقْنِي الْيُسْرَى  
 وَجَنِّبْنِي الْعُسْرَى، وَارْزُقْنِي طَاعَتَكَ مَا أَبْقَيْتَنِي  
 لِاسْتِوْدَعْتُكَ دِينِي وَأَمَانَتِي وَخَوَايَتِي وَعَمَلِي وَقَوْلِي  
 وَبَدَنِي وَنَفْسِي وَأَهْلِي وَأَحْبَابِي وَسَائِرِ الْمُسْلِمِينَ وَ  
 جَمِيعَ مَا أَنْعَمْتَ بِهِ عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ مِنْ أُمُورِ الدُّنْيَا  
 وَالْآخِرَةِ، اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْهُ إِخْرَعًا عَهْدِي بِهَذَا الْمَوْقِفِ



وَارْزُقْنِيهِ مَا بَقِيَتْ أَبَدًا، وَاجْعَلْنِي فِي هَذَا الْيَوْمِ مُسْتَجَابًا  
 دُعَائِي، مَغْفُورَةً ذُنُوبِي، وَاعْطِنِي مِنَ الرِّضْوَانِ وَالرِّزْقِ  
 الْوَاسِعِ الْحَلَالِ مَا تَقَرَّبَهُ عَيْنِي وَبَارِكْ لِي فِي جَمِيعِ  
 أُمُورِي وَفِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ وَالْوَالِدِ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى  
 سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ،

### طواف رخصت کی دعا

اَيُّبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ صَدَقَ اللَّهُ  
 وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَعْدَهُ اللَّهُمَّ إِنِّي  
 عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ أُمَّتِكَ حَمَلْتَنِي عَلَى دَابَّتِكَ وَ  
 سَيَّرْتَنِي فِي بِلَادِكَ حَتَّى أَدْخَلْتَنِي حَرَمَكَ وَأَمَّنَكَ وَقَدْ  
 رَجَوْتُ بِحُسْنِ ظَنِّي أَنْ تَكُونَ قَدْ غَفَرْتَ لِي ذَنْبِي فَلَكَ  
 الْحَمْدُ وَكَالشُّكْرِ اللَّهُمَّ احْفَظْنِي مِنْ يَمِينِي وَمِنْ  
 شِمَالِي وَمِنْ خَلْفِي وَمِنْ أَمَامِي وَمِنْ فَوْقِي وَمِنْ تَحْتِي  
 حَتَّى تُقَدِّمَنِي عَلَى أَهْلِي فَإِذَا أَقَدَّمْتَنِي عَلَى أَهْلِي فَأَكْفِنِي  
 مَوْنَةَ خَلْقِكَ أَجْمَعِينَ وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى حَبِيبِهِ  
 سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ يَا  
 رَبَّ الْعَالَمِينَ ○



## حاضری دربار رسالت مآب ﷺ وزیارت مدینہ منورہ

حرم مدینہ پر نظر پڑتے اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ  
ہی یہ دعا پڑھیں إِلَيْهِ وَأَصْحَابِهِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ اللَّهُمَّ

هَذَا حَرَمٌ نَبِيِّكَ فَاجْعَلْهُ لِي وَقَايَةً مِنَ النَّارِ وَأَمَانًا مِنَ  
الْعَذَابِ وَسُوءِ الْحِسَابِ ۝

مسجد نبوی میں داخلہ کے وقت دعا بِسْمِ اللَّهِ مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ  
(پہلی مرتبہ باب السلام سے داخل ہوں) إِلَّا بِاللَّهِ رَبِّ أَدْخِلْنِي مَدْخَلَ

صِدْقِي وَأَخْرِجْنِي مَخْرَجِ صِدْقِي وَاجْعَلْ لِي مِنْ لَدُنْكَ  
سُلْطَانًا نَصِيرًا وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ  
الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا. اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ وَ  
إِلَيْكَ يَرْجِعُ السَّلَامُ فَحِينَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَأَدْخِلْنَا دَارَ  
السَّلَامِ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ  
اللَّهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَأَرْزُقْنِي مِنْ زِيَارَةِ رَسُولِكَ  
صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَزَقَكَ أَوْلِيَاءُكَ وَأَهْلَ  
طَاعَتِكَ وَالْقِدْنِي مِنَ النَّارِ وَاعْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي بِسْمِ  
اللَّهِ وَالسَّلَامِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۝

ریاض الجنہ یا مسجد نبوی میں کسی بھی جگہ کمال ادب کے ساتھ قبلہ رو ہو کر یہ دعا پڑھیں



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ اللَّهُمَّ إِنَّ هَذِهِ  
 رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ شَرَفَتْهَا وَكَرَّمَتْهَا وَجَدَّتْهَا  
 وَعَظَّمَتْهَا وَنَوَّرَتْهَا بِنُورِ نَبِيِّكَ وَحَبِيبِكَ سَيِّدِ نَا مُحَمَّدٍ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ كَمَا بَلَّغْتَنَا فِي الدُّنْيَا زِيَارَتَهُ  
 وَمَا نَرَهُ الشَّرِيفَةَ فَلَا تَحْرِمْنَا يَا اللَّهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ فَضْلِ  
 شَفَاعَةِ سَيِّدِ نَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ  
 وَاحْشُرْنَا فِي زُمْرَتِهِ وَتَحْتَ لِحَابِهِ وَأَمِنَّا إِذَا تَمِيتَنَا عَلَى  
 قَبْرَتِهِ وَسُنَّتِهِ وَأَسْقِنَا مِنْ حَوْضِهِ الْمَوْرُودِ بِيَدِهِ الشَّرِيفَةَ  
 شَرِبَةً هَنِئَةً مَرِيئَةً لَا تَطْمَأءُ بَعْدَهَا أَبَدًا إِنَّكَ عَلَى

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

سلام بدرگاہ سرور کونین رحمت للعالمین صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ السَّيِّدُ الْكَرِيمُ وَالرَّسُولُ  
 الْعَظِيمُ الرَّؤُوفُ الرَّحِيمُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ  
 الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا وَنَبِيَّنَا وَحَبِيبَنَا وَ  
 قُرَّةَ أَعْيُنِنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ يَا  
 نَبِيَّ اللَّهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا جَمَالَ مَلِكِ اللَّهِ  
 الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نُورَ عَرْشِ اللَّهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ  
 عَلَيْكَ يَا خَيْرَ خَلْقِ اللَّهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَفِيعَ



الْمُدْنِ نَبِيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ ارْسَلَهُ  
 اللّٰهُ تَعَالٰى رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ  
 حَقِّكَ الْعَظِيْمِؕ وَكُوْنْ لَهُمْ رٰذِظًا لِّمَنْ اَنفُسُهُمْ جَاءُوكَ  
 فَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوْ جَدُّ وَاللّٰهُ تَوَّابًا  
 رَّحِيْمًا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ  
 ابْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ابْنَ هَاشِمٍ يٰ طَهَّ يٰ يَسَّ يٰ بَشِيْرُ يٰ  
 سِرَاجُ يٰ مَنِيْرُ يٰ مُقَدَّمُ جَيْشِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ  
 وَهَآ اَنَا يَا سَيِّدِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ جِئْتُكَ هَارِبًا مِّنْ  
 ذَنْبِيْ وَمِنْ عَمَلِيْ وَمُسْتَشْفِعًا وَمُسْتَجِيْرًا بِكَ اِلَى رَبِّيْ  
 فَاشْفَعْ لِيْ يَا شَفِيْعَ الْاُمَّةِ يَا كَاشِفَ الْغُمَّةِ يَا سِرَاجَ  
 الظُّلْمَةِ اَجْرِ نِيْ بِهٖ يَا اللّٰهُ مِنَ النَّارِ يَا نَبِيَّ الرَّحْمَةِ  
 يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَيْتُكَ زَائِرِيْنَ وَقَصَدْتُ نَاكَ رَاغِبِيْنَ وَعَلَى  
 بَابِكَ الْعَالِيْ وَاقْفِيْنَ وَبِحَقِّكَ عَارِفِيْنَ فَلَا تَرُدَّنَا خَائِبِيْنَ  
 وَلَا عَنِّ بَابِ شَفَاعَتِكَ مَحْرُوْمِيْنَ يَا سَيِّدِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ  
 اَسْئَلُكَ الشَّفَاعَةَ وَاسْئَلُ اللّٰهَ تَعَالٰى لَكَ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ  
 وَالذَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ وَالْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ وَالْحَوْضَ الْمَوْرُوْدَ  
 وَالشَّفَاعَةَ الْعُظْمٰى فِيْ يَوْمِ الْقِيَمَةِ وَيَوْمِ الْمَشْهُوْدِ  
 يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ فِي الْقَبْرِ اعْظَمُهُ      فطاب من طيبهن القاء والاكم  
 نَفْسِي الْفِدَاء لِقَبْرِ اَنْتَ سَاكِنُهُ      فِيهِ الْعَفَافُ وَفِيهِ الْجُوْدُ وَالْكَرَمُ



أَنْتَ الْحَبِيبُ يَا حَبِيبَ اللَّهِ أَنْتَ الشَّفِيعُ يَا شَفِيعَ اللَّهِ أَنْتَ  
 الْمَشْفَعُ أَنْتَ الَّذِي تُرْجِي شَفَاعَتَكَ عِنْدَ الصِّرَاطِ إِذَا مَا  
 زَلَّتِ الْقَدَمُ أَشْهَدُ أَنَّكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَهَ  
 وَأَدَّيْتَ الْأَمَانَةَ وَنَصَحْتَ الْأُمَّةَ وَكَشَفْتَ الْغَمَّةَ وَجَلَيْتَ  
 الظُّلْمَةَ وَجَاهَدْتَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ وَعَبَدْتَ رَبَّكَ  
 حَتَّى آتَاكَ الْيَقِينُ هَذَا جَزَاكَ اللَّهُ تَعَالَى عَنَّا وَعَنْ وَالِدَيْنَا  
 عَنِ الْإِسْلَامِ خَيْرَ الْجَزَاءِ وَنَسْأَلُكَ الشَّفَاعَةَ أَنْ تَشْفَعَنَا  
 عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْعَرْصِ يَوْمَ الْفَزَعِ الْأَكْبَرِ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ  
 مَالٌ وَلَا بَنُونَ إِلَّا مَنْ آتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ هَذَا شَفَعْنَا  
 لِوَالِدَيْنَا وَلِأَوْلَادِنَا وَلِأَزْوَاجِنَا وَ لِأَخَوَاتِنَا وَ  
 لِمَشَائِخِ طَرِيقَتِنَا وَمَشَائِخِ أَوْلَادِنَا وَ لِأَسَاتِدَتِنَا وَ لِجِيرَانِنَا  
 وَ لِمَنْ أَوْصَانَا وَقَلَّدَنَا عِنْدَكَ بِدُعَاءِ الْخَيْرِ عِنْدَ الزِّيَارَةِ  
 الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سُلْطَانَ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ الصَّلَاةُ  
 وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى أَلِيكَ وَذَوِيكَ فِي كُلِّ  
 أَنْ وَ لِحُظَّةٍ عَدَدَ كُلِّ ذَرَّةٍ ذَرَّةٍ أَلْفَ أَلْفٍ مَرَّةٍ مِنْ عِبِيدِكَ

فلاں بن فلاں (یہاں اپنے اور اپنے باپ کا نام لیں)

يَسْأَلُكَ الشَّفَاعَةَ فَاشْفَعْ لَهُ وَ لِلْمُسْلِمِينَ -

سورہ فاتحہ ایک بار سورہ اخلاص تین بار پڑھئے اس

کے بعد اپنی مادری زبان میں دعا کیجئے اور درود اکبر بھی پڑھئے۔



خليفة اول امير المؤمنين سيدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر سلام پڑھیے

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقِ السَّلَامُ  
عَلَيْكَ يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللَّهِ عَلَى التَّحْقِيقِ السَّلَامُ عَلَيْكَ  
يَا صَاحِبَ رَسُولِ اللَّهِ ثَانِي الثَّنِينَ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ  
السَّلَامُ عَلَيْكَ مَنْ أَنْفَقَ مَالَهُ كُلَّهُ فِي حُبِّ اللَّهِ وَحُبِّ  
رَسُولِهِ حَتَّى تَحَلَّلَ بِالْعِبَاءِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْكَ وَ  
أَرْضَاكَ أَحْسَنَ الرِّضَى وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنزِلَكَ وَ  
مَسْكَنَكَ وَمَحَلَّكَ وَمَأْوَاكَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَوَّلَ  
الْخُلَفَاءِ وَتَاجَ الْعُلَمَاءِ وَصَهْرَ النَّبِيِّ الْمُصْطَفَى وَرَحْمَةَ  
اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ - سورة فاتحه و اخلاص اور دعا پڑھیے۔

خليفة دوم امير المؤمنين سيدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ پر سلام پڑھیے

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ السَّلَامُ عَلَيْكَ  
يَا نَاطِقًا بِالْعَدْلِ وَالصَّوَابِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَفِيَّ  
الْمِحْرَابِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُظْهِرَ دِينِ الْإِسْلَامِ السَّلَامُ  
عَلَيْكَ يَا مُكَيِّمَ الْأَصْنَامِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُتَمِّمَ  
الْأَرْبَعِينَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عِزَّ الْإِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِينَ السَّلَامُ  
عَلَيْكَ يَا أَبَا الْفُقَرَاءِ وَالضُّعْفَاءِ وَالْأَرَامِلِ وَالْأَيْتَامِ أَنْتَ



الَّذِي قَالَ فِي حَقِّكَ سَيِّدُ الْبَشَرِ لَوْ كَانَ نَبِيٌّ مِنْ بَعْدِي لَكَانَ  
عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَغِيْبِي اللهُ تَعَالَى عَنْكَ وَأَرْضَاكَ أَحْسَنَ  
الرِّضَى وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكَ وَمَسْكَنَكَ وَمَحَلَّكَ وَمَأْوَاكَ  
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ثَانِي الْخُلَفَاءِ وَتَابِعِ الْعُلَمَاءِ صِهْرَ النَّبِيِّ  
الْمُصْطَفَى وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ، سورة فاتحه واخلص اور دعا پڑھے۔

درمیان میں کھڑے ہو کر ہر دو خلفاء رضی اللہ عنہما پر سلام پڑھیے

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا خَلِيفَتِي رَسُولِ اللهِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا  
وَزِيرِي رَسُولِ اللهِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا مُعِينِي رَسُولِ اللهِ ط  
السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا صِغْبِي رَسُولِ اللهِ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ  
أَسْأَلُكُمْ الشَّفَاعَةَ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَيْكُمْ  
وَبَارِكْ وَسَلِّمْ، سورة فاتحه واخلص اور دعا پڑھیے۔

وحی اترنے کی جگہ اور امہات المؤمنین کے

13 حجروں کے قریب سلام پڑھیے

اللَّهُمَّ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ يَا رَجَاءَ السَّائِلِينَ وَأَمَانَ الْخَائِفِينَ  
وَحِرْزَ الْمُتَوَكِّلِينَ يَا حَنَّانُ يَا مَنَّانُ يَا دَيَّانُ يَا سُلْطَانَ  
يَا سُبْحَانَ يَا قَدِيمًا أَحْسَنَ اللَّهُمَّ بِحُرْمَةِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ  
وَأَبِي سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ ط وَأَزْوَاجِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَذُرِّيَّاتِ  
سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَسَيِّدِنَا أَرْنَى بَكْرٍ الصِّدِّيقِ وَسَيِّدِنَا عَمْرًا



الْفَارُوقِ ۝ وَ سَيِّدِنَا عُمَانَ ذِي الثُّورَيْنِ ۝ وَ سَيِّدِنَا عَلِيَّ  
 ۝ الْمُرْتَضَىٰ وَ أَنْتَ يَا اللَّهُ الرَّبُّ الْأَعْلَىٰ فَاطِرُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ  
 وَ بِجَاهِ سَيِّدِنَا الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَ أَنْتَ الْمُحْسِنُ الْبِنَاءِ وَ  
 بِجَاهِ سَيِّدِنَا إِسْمَاعِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ۝ وَ أَنْتَ يَا اللَّهُ يَا سَامِعَ  
 الدُّعَاءِ ۝ اسْمِعْ دُعَاءَنَا وَ تَقَبَّلْ زِيَارَتَنَا وَ أَمِنْ خَوْفَنَا وَ اسْتُرْ  
 عُيُوبَنَا وَ اغْفِرْ ذُنُوبَنَا وَ ارْحَمْ أَمْوَاتَنَا وَ تَقَبَّلْ حَسَنَاتِنَا وَ  
 كَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَ اجْعَلْنَا يَا اللَّهُ عِنْدَكَ مِنَ الْعَائِدِينَ  
 الْفَائِزِينَ الشَّاكِرِينَ الْمَجْبُورِينَ مِنَ الَّذِينَ لَا خَوْفَ  
 عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ ۝  
 يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ ۝ سورة فاتحہ اخلاص اور دعا پڑھے۔

جنت البقیع کی طرف منہ کر کے یہ سلام پڑھیے

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْبَقِيعِ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ الرَّفِيعِ ۝  
 أَنْتُمْ السَّابِقُونَ نَحْنُ إِتْسَاءُ اللَّهِ بِكُمْ لِأَحْقُونَ ۝ ابْتَرُوا  
 بِأَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيهَا وَ أَنَّ اللَّهَ يُبْعَثُ مَنْ  
 فِي الْقُبُورِ ۝ أَنْسَكُمُ اللَّهُ تَعَالَىٰ وَ شَرَّفَكُمُ اللَّهُ  
 تَعَالَىٰ بِقَوْلِ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ حْدَاهُ  
 لَا شَرِيكَ لَهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ  
 وَ رَسُولُهُ ۝ سورة فاتحہ اخلاص اور دعا پڑھے۔



باب جبریل پر کھڑے ہو کر ملائکتہ المقربین پر سلام پڑھیے

اَسْلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا جِبْرَائِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَسْلَامُ عَلَيْكَ  
 يَا سَيِّدَنَا مِيكَائِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَسْلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا  
 إِسْرَافِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَسْلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا عِزْرَائِيلُ  
 عَلَيْهِ السَّلَامُ اَسْلَامُ عَلَيْكُمْ يَا مَلَائِكَةَ الْمُقَرَّبِينَ مِنْ أَهْلِ  
 السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ضِيْنٌ كَافَّةً عَامَّةً اَسْلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ  
 اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ۔ سورۃ فاتحہ اخلاص اور دعا پڑھیے۔

باب النساء پر کھڑے ہو کر جبل احد کی طرف منہ کر کے  
 شہدائے احد پر سلام پڑھیے۔

اَسْلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا حَمْرَةَ بِنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَسْلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمَّ  
 رَسُولِ اللَّهِ اَسْلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمَّ حَبِيبِ اللَّهِ اَسْلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمَّ  
 نَبِيِّ اللَّهِ اَسْلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمَّ الْمُصْطَفَى اَسْلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الشُّهَدَاءِ  
 وَيَا أَسَدَ اللَّهِ وَيَا أَسَدَ رَسُولِهِ اَسْلَامُ عَلَيْكُمْ يَا شُهَدَاءِ اَيُّهَا  
 اَسْلَامُ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ اَسْلَامُ عَلَيْكُمْ يَا شُهَدَاءِ  
 أَحَدٍ كَافَّةً عَامَّةً وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ۔ سورۃ فاتحہ اخلاص اور دعا پڑھیے۔

روضہ مبارک کے سرہانے کی طرف سیدتنا فاطمہ الزہراء  
 بنت رسول اللہ ﷺ پر سلام پڑھیے

اَسْلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَتَنَا فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ



السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بِنْتَ الْمُصْطَفَى السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَامِسَةَ  
 أَهْلِ الْكِسَاءِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا زَوْجَةَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ سَيِّدِنَا  
 عَلِيٍّ الْمُرْتَضَى كَرَّمَ اللَّهُ تَعَالَى وَجْهَهُ فِي الْجَنَّةِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا  
 أُمَّ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ السَّيِّدَيْنِ الشَّهِيدَيْنِ الْكُوكَبَيْنِ الْقَرَيْنِ  
 النَّيِّرَيْنِ الشَّابَّيْنِ سَيِّدَا أَشْبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فِي الْجَنَّةِ أَبِي  
 مُحَمَّدٍ بِالْحَسَنِ وَأَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا  
 وَعَنْكَ وَأَرْضَاكِ أَحْسَنَ الرِّضَى وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلًا وَمَسْكَنًا  
 وَمَحَلًّا وَمَأْوَاؤًا لِهَذَا السَّلَامِ عَلَيْكَ وَعَلَى أَبِيكَ الْمُصْطَفَى وَبَعْلِكَ  
 عَلِيٍّ الْمُرْتَضَى وَإِبْنَيْكَ الْحَسَنِ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ  
 سورة فاتحه اخلاص اور دعا پڑھے۔

نبی کریم ﷺ کے سرہانے کی طرف کی دعا

اب یہاں سے قبلہ کی طرف سرک کر ریاض الجنۃ میں کھڑے ہو کر یہ دعا پڑھیں۔  
 لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ  
 عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ  
 لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ إِنَّ  
 اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ  
 وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَسَلِّمْ وَسَلِّمًا  
 وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى  
 آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَذُرِّيَّتِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ أَجْمَعِينَ بِرَحْمَتِكَ يَا



أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ - آمِينَ - سورة فاتحہ اخلاص اور دعا پڑھے۔

جنت البقیع کے دروازہ پر کھڑے ہو کر یہ سلام پڑھیے

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُؤْمِنِينَ إِنَّكُمْ سَلَفْنَا  
وَأِنَّا أَنْشَاءُ اللَّهُ بِكُمْ رَاحِقُونَ ۝ سورة فاتحہ اخلاص اور دعا پڑھے۔

امہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے مزارات پر یہ سلام پڑھیے

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا زَوْجَةَ نَبِيِّ اللَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا زَوْجَةَ رَسُولِ  
اللَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا زَوْجَةَ حَبِيبِ اللَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا  
زَوْجَةَ الْمُصْطَفَى رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْكُمْ وَأَرْضَاكُمْ أَحْسَنَ الرِّضَى  
وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنزِلَكُمْ وَمَسْكَنَكُمْ وَمَأْوَاكُمْ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ  
وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ - سورة فاتحہ اخلاص اور دعا پڑھے۔

خاتون جنت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے مزار پر یہ سلام پڑھیے

السَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ رَسُولِ اللَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ نَبِيِّ اللَّهِ  
السَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ حَبِيبِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْكِ وَأَرْضَاكِ أَحْسَنَ  
الرِّضَى وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنزِلَكِ وَمَسْكَنَكِ وَمَحَلَّكِ وَمَأْوَاكِ السَّلَامُ  
عَلَيْكِ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ - سورة فاتحہ اخلاص اور دعا پڑھے۔

بنات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مزارات پر یہ سلام پڑھیے

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا بَنَاتِ نَبِيِّ اللَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا بَنَاتِ رَسُولِ اللَّهِ  
السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا بَنَاتِ حَبِيبِ اللَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا بَنَاتِ



المُصْطَفَى رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْكَ وَأَرْضَاكَ أَحْسَنَ الرِّضَى وَجَعَلَ  
الْجَنَّةَ مَنْزِلَكَ وَمَسْكَنَكَ مَحَلَّكَ وَمَا وَكُنَّ السَّلَامُ عَلَيْكَ  
وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ - سورة فاتحة اخلاص اور دعا پڑھے۔

امیر المؤمنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مزار پر یہ سلام پڑھیے

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ اسْتَحْيَتْ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَنِ السَّلَامُ عَلَيْكَ  
يَا مَنْ زَيَّنَ الْقُرْآنَ بِتِلَاوَتِهِ وَنَوَّرَ الْمِحْرَابَ بِإِمَامَتِهِ وَسِرَاجَ  
اللَّهِ تَعَالَى فِي الْجَنَّةِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ثَالِثَ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ  
رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْكَ وَأَرْضَاكَ أَحْسَنَ الرِّضَى وَجَعَلَ الْجَنَّةَ  
مَنْزِلَكَ وَمَسْكَنَكَ وَمَحَلَّكَ وَمَا وَكُنَّ السَّلَامُ عَلَيْكَ وَ  
رَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ - سورة فاتحة اخلاص اور دعا پڑھے۔

جنت القبع میں تمام زیارتوں سے فارغ ہو کر آخر میں یہ دعا پڑھیں

اللَّهُمَّ اجْعَلْ لَنَا مِنْهُمْ وَمِنَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ مِنَ  
النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَأَوْلِيَاءِكَ  
الْمُقَرَّبِينَ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنَ الْمُسْتَدْرَجِينَ وَلَا يَتَنَاءَى النَّاسِ  
مَغْرُورِينَ وَلَا يَأْكُلُونَ الدُّنْيَا بِاللِّدَائِنِ

سورة فاتحة اخلاص اور دعا پڑھے۔

جبل احد پر سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار پر سلام پڑھیے

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا أَمِيرَ حَمْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْكَ  
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمَّ حَبِيبِ اللهِ سورة فاتحة اخلاص اور دعا پڑھے۔



شہدائے اُحد رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مزارات پر یہ مجموعی سلام پڑھیے

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا شُهَدَاءَ أَحُدٍ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَصْحَابَ  
رَسُولِ اللَّهِ كَافَّةً عَامَّةً وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ - السَّلَامُ  
عَلَيْكُمْ يَا سَعْدَاءُ يَا شُهَدَاءُ يَا نَجَبَاءُ يَا نَقَبَاءُ يَا أَهْلَ لِيَدِ  
وَالْوَفَاءِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا مُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ  
السَّلَامُ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ السَّلَامُ  
عَلَيْكُمْ يَا شُهَدَاءَ أَحُدٍ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ -

سلام بحالت مجموعی

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا سَعْدَاءُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْكُمْ وَأَرْضَاكُمْ  
أَحْسَنَ الرِّضَى وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنَازِلَكُمْ وَمَسْكَنَكُمْ وَمَحَلَّكُمْ  
وَمَا وَكُمُ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ -

جبلِ اُحد پر حضور ﷺ کے دندانِ مبارک شہید ہونے کی جگہ دعا پڑھیے

اللَّهُمَّ إِنَّ هَذِهِ قُبَّةُ الشَّيَايَا وَمُصَلَّى بَنِيْنَا وَشَفِيعِنَا مُحَمَّدٍ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ كَمَا بَلَّغْتَنَا فِي الدُّنْيَا زِيَارَتَهُ  
وَمَا شَرَكَةَ الشَّرِيفَةَ فَلَا تَحْرِمْنَا يَا اللَّهُ فِي الْآخِرَةِ  
مِنْ فَضْلِ شَفَاعَتِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ، سورة فاتحة اخلاص اور دعا پڑھے۔



مدینہ منورہ سے بوقت رخصتی حضور ﷺ پر الوداعی سلام پڑھیے

اَلْوِدَاعُ يَا رَسُولَ اللَّهِ اَلْوِدَاعُ يَا رَسُولَ اللَّهِ اَلْوِدَاعُ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
 اَلْفِرَاقُ يَا رَسُولَ اللَّهِ اَلْفِرَاقُ يَا رَسُولَ اللَّهِ اَلْفِرَاقُ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
 اَلْفِرَاقُ يَا حَبِيبَ اللَّهِ يَا نَبِيَّ اللَّهِ اَلْاَمَانُ يَا حَبِيبَ اللَّهِ لَاجَعَلَهُ  
 اللَّهُ تَعَالَى اٰخِرَ الْعَهْدِ اِلَّا مِنْكَ وَلَا مِنْ زِيَارَتِكَ وَلَا مِنْ الْوُقُوفِ  
 بَيْنَ يَدَيْكَ اِلَّا مِنْ خَيْرٍ وَعَافِيَةٍ وَصِحَّةٍ وَسَلَامَةٍ اِنْ عِشْتُ  
 اِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى جِئْتُكَ وَاِنْ مِتُّ فَاوَدَعْتُ عِنْدَكَ شَهَادَتِي  
 وَاَمَانَتِي وَعَهْدِي وَمِيثَاقِي مِنْ يَوْمِ مَنَاهِدَا اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ  
 وَهِيَ شَهَادَةٌ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَ  
 اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ  
 عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ  
 اٰمِيْن، اٰمِيْن، اٰمِيْن يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ بِمَحَقِّ طُهُ وَيَسَّ،

## سلام وداع کے بعد

جب ارادہ وطن کی واپسی کا ہو تو مسجد نبوی میں دو رکعت نماز پڑھے، پھر دین و دنیا کی حاجات کیلئے اور حج و زیارت کے قبول ہونے کی اور خیریت کے ساتھ گھر پہنچنے کی دعائیں مانگے اور یوں عرض کرے۔ "اے اللہ! تو اپنے نبی ﷺ کی اس زیارت کو آخری زیارت نہ کرنا بلکہ میرے لئے دوبارہ آنا اور ٹھہرنا سہل اور آسان فرما، ان کی



حضوری اور میرے لئے سلامتی اور عافیت دین و دنیا کی مقدر فرما اور میں اپنے گھر  
 عافیت اور سلامتی کے ساتھ جاؤں۔ یا ارحم الراحمین!  
 اجر و ثواب مقدر فرمادے میرے لئے۔ آمین یا رب العالمین۔

اور اس وقت جس قدر رنج و غم کا اظہار ہو سکے کرے اور آنسوؤں کا لہنے کی کوشش کرے۔  
 اس وقت آنسوؤں کا نکلنا اور قلب کے اوپر رنج کا غلبہ ہونا قبولیت کی علامت ہے۔  
 پھر روتا ہوا اور مفارقت دربار رسالت پر حسرت و افسوس کرتا ہوا چلے اور جو میسر ہو  
 فقراء مدیہ یر صدقہ کرے اور جب اپنی بستی کے قریب آجائے تو یہ دعا پڑھے۔

اَسْبُوْنَ تَاثِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ۔

اپنے شہر میں داخل ہو کر پہلے مسجد میں جائے اور دو چار رکعت نفل پڑھے بشرطیکہ  
 وقت مکروہ نہ ہو اور جب گھر میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھے۔

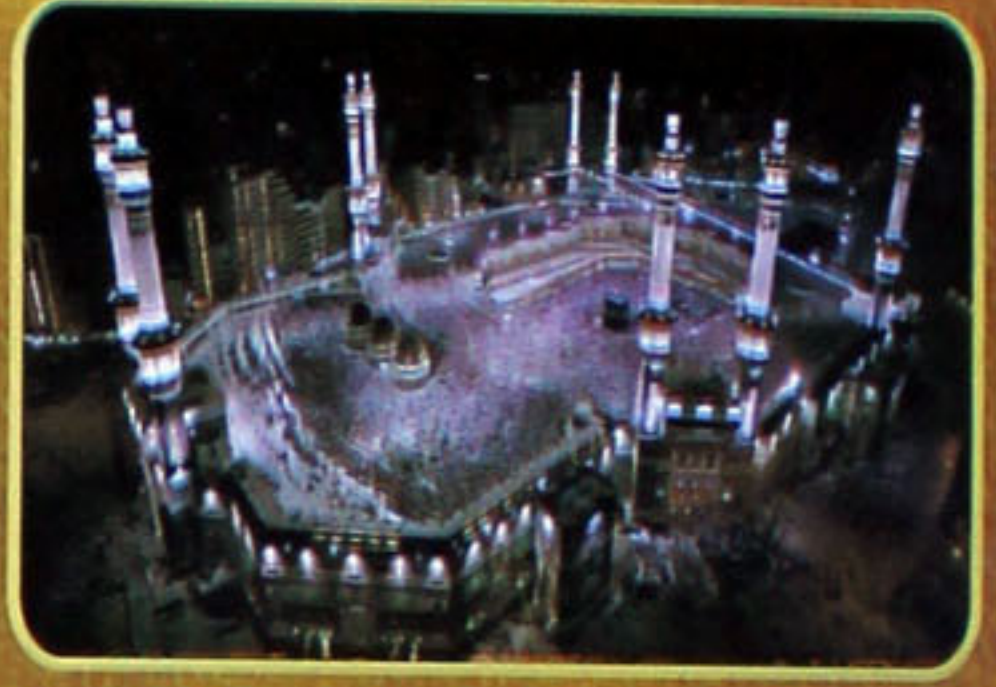
تَوْبًا نَوْبًا لِرَبِّنَا اَوْ بَا لَا يُغَادِرُ عَلَيْنَا حَوْيًا

اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے کہ اس نے سلامتی اور عافیت کے ساتھ سفر کو پورا فرمایا  
 اور اس سعادت کبریٰ اور نعمتِ عظمیٰ سے مشرف فرمایا،

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ  
 اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

تَمَّتْ بِالْخَيْرِ





نُورِيَّة رَضْوِيَّة پَيَاي كِشَنَز

11 داتا گنج بخش روڈ، لاہور E-mail: nooriarizvia@hotmail.com 042-37313885, 37070663